
1558;U

تاریخ ہند

حصۂ اوّل

یا

پراچین آرین تہذیب کا مختصر برتانت

جس میں

مسلمانوں کے ابتدائی حملوں کے شروع تک حالات درج ہیں

معتبر تاریخی کتب کے حوالے سے)

مرتبہ

لالہ لاجپت رائے پلیڈر چیف کورٹ پنجاب

سنہ ۱۸۹۸ء

مفید عام پریس لاہور میں باہتمام رائے صاحب
منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کے طبع ہوئی

قیمت فی جلد ۸ر

نذر

بخدمت عالی جناب منشی رادھاکشن صاحب پنشنر

میرے پیارے پتا جی

مجھے سب سے پہلے لکھنا پڑھنا آپ نے ہی سکھلایا۔
آپ کے ہی طفیل مجھے تاریخی تحقیقات کا شوق پیدا
ہوُا۔اس لئے میں اس مختصر سے تاریخی رسالہ کو
نہایت گہرے ادب اور خلوص محبت سے
جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں +

آپ کا احسانمند بیٹا

مؤلف



دیباچہ

یہ مقولہ بہت کچھ صداقت سے بھرا ہوا ہے۔کہ انسان کے لیئے سب سے بہتر مطالعہ کی چیز انسان ہے۔اِس فقرے میں موخر الذکر انسان سے مراد کسی ایک آدمی سے نہیں ہے۔بلکہ نوع انسان سے ہے۔انسان کی زندگی بہت تھوڑی ہے۔اور اس قلیل زندگی میں وہ بہت تھوڑی تعداد انسانوں سے واقفیت پیدا کر سکتا ہے۔اپنے زمانے کے نوع انسان کی واقفیت اُس کو بذریعہ زمانے کی تصنیف اور اخبارات و سیر و سیاحت کے ہوتی ہے۔لیکن زمانۂ گذشتہ کے انسانوں کے افعال و اقوال اور اُن کے حالات اُس کو بذریعہ تاریخ ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔اسی واسطے یورپین اقوام و یورپین فاضل علم تاریخ پر بہت زور دیتے ہیں اور وہ واجبی طور پر یہ قرار دیتے ہیں۔کہ تاریخ سے ہی انسان بہتر طریق پر اپنے خالق کے اُس اخلاقی قانون کے نتائج معلوم کرسکتا ہے جو اُس کی تمام مخلوق میں پھیلا ہوا ہے ؛

کوئی شخص تعلیم یافتہ کہلانے کا استحقاق نہیں رکھتا۔جو کم از کم اپنے ملک اور اپنی قوم کی تاریخ سے واقف نہ ہو۔ ہر شخص پر واجب ہے۔کہ وہ اپنے مذہب۔رسم و رواج و

اپنی قوم کی اخلاقی و سوشل یعنی ساماجک و پولیٹکل یعنی ملکی تاریخ سے واقف ہو۔ اس پر یہ سمجھنا لازم ہے۔کہ موجودہ حالتیں کن اسباب کا نتیجہ ہیں۔اور وہ اسباب بذات خود پہلے کس طرح پیدا ہوئے تھے۔کیونکہ ان معلومات سے ہی وہ آگے ترقی کرنے کے قابل ہونا ہے۔ اپنے ملک اور اپنی قوم کی تاریخ سے ہی اُس کو اُن خصوصیتوں کا پتہ مل سکتا ہے۔جن کے سبب وہ دیگر ملکوں اور قوموں کے انسانوں سے تمیز کیا جاتا ہے +

مثال کے طور پر اگر ہم اپنی طرف دیکھیں۔تو خصوصیّت سے ہم کو یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔کہ اپنی قومی تاریخ سے واقفیت پیدا کریں۔ پیدا ہوتے ہی چند برس بعد ہم کو دیگر اقوام کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ہم ان لوگوں کی عادات۔ اُن کے رسم و رواج۔اُن کے خیالات اور اُن کے سامان اپنے سے مختلف پاتے ہیں۔اور قدرتی طور پر ہم کو اُن کی عادات ورسم و رواج وغیرہ کا اپنی عادات و رسم و رواج سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔کہ ہم دوسروں کی بعض عادات اختیار کرنے اور اپنی چھوڑنے پر مائل ہوتے ہیں۔چنانچہ ایسا ہی ہمارے مذہب۔ ہمارے خیالات اور ہماری رسمیات کا حال ہے۔ جب یہ صورت ہے۔تو قبل اس کے کہ ہم اس قسم کی تبدیلی اختیار کریں۔ ہم پر واجب ہے۔کہ اس امر سے واقفیت پیدا کریں۔کہ ہماری موجودہ عادات و رسمیات۔رواجات و خیالات کی تاریخ کیا ہے۔ہم نے کب اور کس طرح اُن کو اختیار کیا

اور اُن سے ہم پر اور ہماری قوم پر کیا اثر پڑا ÷

ہم عموماً دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے بچّوں کو اپنی قومی تاریخ سے بہت کم واقفیت ہے۔ قومی تاریخ پڑھانے کے دو طریقے ہیں۔ ایک بذریعہ تاریخی قصّوں اور تاریخی کہانیوں کے۔ جو بچّوں کی ابتدائی تعلیم کی کتب میں شامل کی جاویں۔ اور دوسرا بذریعہ تاریخی کتب کے۔ اس وقت جو ابتدائی تعلیم کی کتب رائج ہیں۔ اُن میں بھی ہماری تاریخ کا بہت ہی کم حصہ ہے۔ دوم مُروّجہ تاریخی کتب میں بھی ہندوؤں کے زمانے کے حالات نہایت ہی کم ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ موجودہ طریقے پر تعلیم پائے ہوئے نوجوانوں کو اپنے قومی حالات سے بہت کم واقفیت ہے۔ اور اکثر غلط واقفیت ہے۔ بہت سے ہندو نوجوانوں کو صحیح طور پر یہ معلوم نہیں۔ کہ وید کتنے ہیں اور موجودہ مذاہب کو اُن سے کیا واسطہ ہے۔ بہت سے رسم و رواج اس وقت ہم کو لغو نظر آتے ہیں۔ اور ہم ان کو بالکل چھوڑ دینے پر آمادہ ہیں۔ لیکن اگر ہم کو اُن کی اصلیت کا پتہ ہو۔ تو شاید ہم اُن کو نہ چھوڑیں۔ یا ایسی طرح سے اُن میں اصلاح کر سکیں۔ کہ جو اصل فائدہ ان سے مطلوب تھا۔ وہ گم نہ ہو۔ انقلابات زمانہ سے ہم میں بہت سی خرابیاں داخل ہوگئی ہیں۔ اور ہم کو یقین کامل ہے۔ کہ اگر ہماری قوم میں اپنی گذشتہ تاریخ کا صحیح علم پھیل جاوے۔ تو وہ خرابیاں اور بُرائیاں بہت جلد اور بہت حد تک دُور ہو جاویں ÷

ایک وقت تھا۔ کہ اس ملک اور اس قوم میں پڑھنے لکھنے

کا عام رواج تھا۔ اور یہاں کے لوگ عموماً علم دوست سمجھے جاتے تھے۔ حالانکہ اب کثیر حصّہ قوم کا لکھنے پڑھنے ماتر سے ناواقف ہے ٭

ایک وقت تھا۔ کہ عام طور پر یہ قوم راستباز تھی۔ جھوٹ بولنے کو۔ جھوٹی گواہی دینے کو اور دغا و فریب کو سخت نفرت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ یا اب یہ وقت آگیا۔ کہ ہمارے بہت سے حکام وقت عموماً ہندوستانیوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ایسی ہی ہماری دلیری۔ ہماری شجاعت۔ ہماری صفائی ظاہری و باطنی۔ ہماری دینداری سب زائل ہوگئیں۔ اور ہم موجودہ ذلیل حالت کو پہنچ گئے۔ ہم کو پورا یقین ہے۔ کہ اگر ہمارے بچّوں کو صحیح اور معتبر حالاتِ قومی سے مطلع کیا جاوے۔ تو وہ بڑے ہوکر جہاں تک ممکن ہوسکے۔ اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم چلنے کی کوشش کریں۔ علاوہ ازیں موجودہ ذلت کے جو اسباب ہیں۔ اُن سے آئندہ کو پرہیز کریں۔ اور اُن اسباب سے بھی بچیں۔ جو اُن میں سے اپنی اچھی قومی خصوصیتوں کے دُور کرنے والے ہیں ٭

سرکار انگریزی کے عہد میں کئی صدیوں کے بعد آریہ قوم کی گذشتہ تاریخ پر روشنی پڑی ہے۔ اور اس روشنی کے بہم پہنچانے میں سب سے اوّل اور سب سے زیادہ کام یورپ کے محققوں نے کیا ہے۔ اور اب بھی زیادہ تر تحقیقات کا کام انہیں کے ہاتھ میں ہے۔ گو بعض ہندوستانی فاضل بھی کچھ مدّت سے اس کام میں معقول حصہ لے رہے ہیں۔ تاہم انگریزی محقق

جس شوق سے محنت کر رہے ہیں۔ وہ اب تک بھی ہندوستانی محققوں کی محنت و شوق سے بہت زیادہ ہے۔ تاریخ ہند کا وہ زمانہ جو مسلمانوں کے حملوں سے پہلے گزرا۔ ابھی تک بہت درجے تک تاریکی میں ڈھکا ہوا ہے۔ اور ہم یہ نہیں کہ سکتے۔ کہ اس زمانے کی مسلسل۔ معتبر اور مکمل تاریخ طیار ہو گئی ہے۔ گو پچھلے سو سال کے عرصے میں بہت سے حالات معلوم ہو چکے ہیں۔ جن کی نسبت اب کچھ شک و شبہ نہیں رہا۔ انگریزی میں بہت سی عمدہ کتابیں موجود ہیں۔ جن میں یہ حالات ایک جگہ مجتمع شدہ طالب علم کو مل سکتے ہیں۔ اور وہ اُن کی مدد سے مزید تحقیقات بھی کر سکتا ہے۔ اور اُن کتابوں کے مطالعہ سے بھی حظ اُٹھا سکتا ہے۔ جو زمانۂ مذکور کے مختلف حصص کی بابت مختلف فاضلوں کے قلم سے نکلی ہیں۔ اور جن میں مفصل مباحثات درج ہیں۔ منجملہ ان کتب کے شاید سب سے عمدہ تاریخ ہمارے فاضل ہموطن بابو رومیش چندر دت کی تصنیف ہے۔ جس میں اُس زمانے کے حالات کو مسلسل طور پر جمع کر کے طالب علموں کے سامنے رکھا گیا ہے۔ اور اُن کو اُن بڑی کتب کا پتہ تبلایا گیا ہے۔ جس میں مختلف حصص کی بابت مفصل مباحثات درج ہیں۔ دوسرے درجے پر لارڈ الفنسٹن اور سر ولیم ہنٹر کی تاریخیں ہیں۔ جن میں بہت کچھ حالات پائے جاتے ہیں۔ مگر دیسی زبانوں میں خصوصاً اردو زبان میں اس قسم کی کتابیں بہت کم ہیں۔ جن میں مسلمانوں کی حملہ آوری سے پہلے کے حالات

کچھ تفصیل سے درج ہوں - مدارس میں جو اردو کی تاریخ ہند پڑھائی جاتی ہے - اُس میں یہ حصّہ تاریخ کا نہایت مختصر الفاظ میں ادا کیا گیا ہے - اس لئے اردو زبان میں اس حصۂ تاریخ ہند پر معتبر کتب کی بہت ضرورت ہے - مگر جو کتابیں کہ عام پڑھنے والوں کے واسطے لکھی جاویں - وہ طالب علموں کے لئے بہت مفید نہیں ہو سکتیں - مدارس کے طالب علموں کے پاس وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے - علاوہ ازیں اُن کی ابتدائی تعلیم اس امر کی مانع ہے - کہ متنازعہ سوالات کے متعلق مفصل مباحثات کو اچھی طرح سے سمجھ کر ذہن نشین کر سکیں - اس لئے اُن کے واسطے ایسی کتابوں کی ضرورت ہے - جن میں مختصر الفاظ میں وہ حالات جن کو معتبر محققوں نے تحقیق کیا ہے - سادہ عبارت میں درج ہوں - مفصلۂ ذیل صفحات میں مَیں نے معتبر حالات کو مختصر اور سادہ عبارت میں اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے ؂

غرض یہ ہے - کہ ہر ایک طالب علم کو مدرسہ چھوڑنے سے پہلے کچھ نہ کچھ حالات اپنی قومی تاریخ کے معلوم ہو جاویں - اور وہ ایسے حالات ہوں - جو مبالغے سے بری ہوں - اور جن پر غیر طرفدار - بے واسطہ - محقق فاضلوں کی سندات موجود ہوں - اگر اس چھوٹی سی کتاب کو پڑھ کر اُن کو زیادہ واقفیت کا شوق پیدا ہو جاوے - تو وہ بڑی کتابوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں - اور انگریزی زبان کی واقفیت پیدا کر کے اصل ذخیروں کا کھوج لگا سکتے ہیں - میرا ارادہ ہے - کہ ایک

بڑی کتاب اسی مضمون پر لکھوں۔ جس میں مفصل مباحثات
درج ہوں۔ تاکہ جو لوگ انگریزی نہیں جانتے ۔ اور اس
قدر فرصت اور موقع نہیں رکھتے۔ کہ اُس پاکیزہ زبان سے
واقفیت پیدا کر سکیں۔ وہ بھی اپنے تاریخی مذاق کو پورا
کر سکیں۔ یہ چھوٹی سی کتاب اُس بڑی کتاب کا پیش خیمہ
ہے۔ اور میں نہایت تامّل سے اس کو پبلک کے سامنے پیش
کرتا ہوں۔ میں کسی زبان کا فاضل ہونے کا دعوےٰ نہیں
رکھتا۔ نہ میں تاریخ کی وسیع واقفیت کا دعوےٰ کر سکتا ہوں۔
اردو کا اہل زبان نہیں ہوں۔ اور نہ کسی اہل زبان اُستاد
سے ہی میں نے اردو لکھنے و پڑھنے میں سبق لئے۔ ایسی
صورت میں مَیں بڑے تامل سے اس کتاب کو شائع کرتا
ہوں۔ محض اِس خیال سے کہ شاید میری یہ چھوٹی سی
کتاب جس میں حالات کے اکٹھا کرنے میں بہت محنت و
جستجو کو کام میں لایا گیا ہے۔ کسی درجے تک اُس کمی کو
پورا کر سکے۔ جس کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے ÷

میں نہایت خوشی سے تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اس کتاب
کے بنانے میں سب سے زیادہ مدد مجھے بابو رومیش چندر دت
کی تاریخ سے ملی ہے۔ میں نے اُس کتاب سے سُراغ پاکر
اصل کتابوں کو بھی پڑھا۔ اور بہت سی دیگر تاریخی کتب
کا مطالعہ بھی کیا۔ لیکن تاہم جو مدد مجھ کو اُس کتاب سے
ملی۔ وہ کسی دوسری ایک کتاب سے نہیں ملی۔ اس لئے مجھ
پر سب سے زیادہ شکریہ فاضل بابو صاحب کا ہے۔ مگر

میں نے دوسری تاریخی کتب سے بھی بہت مدد لی ہے جن کے نام ذیل میں درج کرتا ہوں -

(۱) ڈاکٹر ہنٹر کی انڈین امپائر ؂
(۲) لارڈ الفنسٹن کی تاریخ ہند ؂
(۳) ڈنکر صاحب کی تاریخ ہند ؂
(۴) ویلر صاحب کی تاریخ ہند ؂
(۵) مسس نیننگ صاحبہ کی قدیم و میڈیویل انڈیا ؂
(۶) پروفیسر میکس مولر کی تصنیفات ؂
(۷) چینی سیّاحوں کے ترجمے مترجمہ مسٹر بیل ؂
(۸) یونانی مصنفوں کی تصنیفات مترجمہ مکرنڈل ؂
(۹) البیرونی مترجمہ پروفیسر سیچو ؂
(۱۰) ڈاکٹر میور کی سنسکرت ٹیکسٹ ۵ جلدیں ؂
(۱۱) فریزر صاحب کی لٹریری ہسٹری آف انڈیا (سنہ ۱۸۹۸ء) ؂
(۱۲) کننگھم صاحب کا قدیم جغرافیہ ہند ؂
(۱۳) ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان ؂
(۱۴) رامائن مترجمہ گریفتھ ؂
(۱۵) مہابھارت مترجمہ پرتاپ چندر رائے ؂

ان کے علاوہ اور بہت سی تصنیفات کے حوالے دیئے ہیں - جن میں سے بعض کو میں نے اصل پڑھا - اور بعض کو مندرجۂ بالا مصنفوں کے حوالہ جات سے نقل کر دیا ؂

غرض مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے - کہ گو اس کتاب کو میں نے محنت و جستجو سے طیار کیا ہے - تاہم

اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ نہ کوئی ایسا خیال ہے۔ جو میرا اپنا خیال کہا جا سکے۔ میرا کام صرف منتخب کرنے۔ ترتیب دینے اور جمع کرنے کا تھا ؛

اب چند لفظ کتاب کی ترتیب کی نسبت کہنے واجب ہیں ؛

پہلے باب میں کچھ مختصر سا جغرافیۂ حال و جغرافیۂ قدیم دیا گیا ہے۔ جس میں چند قدیم ناموں کے موجودہ پتے درج کئے گئے ہیں۔ تاکہ طالب علم تاریخ کے مضمون کو اچھی طرح سے سمجھ سکے ؛

دوسرے باب میں آریوں کے اصل وطن پر نہایت مختصر سی بحث درج ہے ؛

بقایا کتاب کو تین حصّوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ جس میں مختلف فصلیں اور آرٹیکل ہیں۔ یعنی

باب سوم (الف) ویدک زمانہ

باب چہارم (ب) بودھ زمانہ

باب پنجم (ج) پورانک زمانہ

مجھ کو قوی بھروسہ ہے۔ کہ صوبے کے استاد میری اس ادنےٰ تالیف کو نظر مہربانی سے دیکھینگے اور اپنے طالب علموں کی ضرورت کے مطابق جو اس میں کمی یا بیشی کرانا چاہیں۔ اس سے مجھے اطلاع دینگے۔ تاکہ میں اگلے ایڈیشن میں اُن کی وزن دار اور معقول نکتہ چینی سے فائدہ اُٹھاؤں ؛

اکتوبر ۱۸۹۸ء　　　　لاجپت رائے

باب اوّل

جغرافیہ

ہمارے دیش کے نام

عام طور پر دیسی زبان میں ہمارے دیش کو ہندوستان کہتے ہیں۔ یہ لفظ دو الفاظ ہندو اور استھان کا مرکّب ہے۔ یعنی وہ ملک جو ہندوؤں کے رہنے کا مقام ہے۔ قدیم زمانے میں اس ملک کا نام آریہ ورت تھا۔ یعنی آریہ قوم کا ملک۔ مگر آریہ ورت در اصل صرف اُس حصّے کو کہتے تھے۔ جس کے شمال میں ہمالیہ پہاڑ۔ جنوب میں بندھیاچل۔ مشرق میں آسام اور مغرب میں افغانستان و بلوچستان ہیں۔ اُس سے نیچے حصے کا نام دکھن تھا۔ تاہم بطور غلط العام کے سارے ملک کو بھی آریہ ورت کہدیتے تھے۔ علاوہ اس کے اس ملک کو بھارت ورش بھی کہتے تھے۔ گنگا اور سرسوتی کے درمیان کے علاقے کا خاص نام برہم رشی دیش بھی تھا۔ یورپین قومیں اس ملک کو انڈیا کہتی ہیں ؛

پسیچمی دریا

ہندوستان کی مغربی حد پر جو بڑا دریا بہتا ہے۔ اس کو آج کل دیسی زبان میں سندھ کہتے ہیں۔

انگریزی میں اس کا نام اِنڈس ہے۔ اصل سنسکرت نام اس کا سندھو ہے۔ قدیم اہل ایران اس دریا کے کنارے کے باشندوں کو اِندس کہا کرتے تھے۔ یونانیوں نے سندھو سے بگاڑ کر اِنڈس بنا لیا۔ جس سے انڈیا بن گیا۔ چنانچہ اٹلی کے ایک قدیم شاعر ورجِل کی تصنیفات میں یہی لفظ ملتا ہے ❊

صورت و رقبہ

ہندوستان ایک جزیرہ نما ہے۔ جس کے تین طرف سمندر ہے۔ اور شمال میں پہاڑ۔ اس بے قاعدہ مثلّث کے شمال میں سلسلۂ کوہ ہمالیہ ہے۔ مشرقی کنارے کا زیادہ تر حصّہ خلیج بنگالہ سے لگتا ہے۔ اور اسی طرح مغربی کنارے کا بحیرۂ عرب سے ❊

یہ جزیرہ نما طول میں شمالاً جنوباً قریباً ۱۹۰۰ میل ہے۔ اور عرض میں بھی شرقاً غرباً زیادہ سے زیادہ اسی قدر ہے ❊

برٹش انڈیا

اس وسیع ملک کا وہ حصہ جو سرکار انگریزی کے زیر حکومت ہے۔ برٹش انڈیا کہلاتا ہے۔ جزائر برطانیہ کلاں واقع مغربی یورپ کے باشندوں کو برٹش کہتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی سلطنت بھی اُسی سے نام باقی ہے۔ ہندوستان کے شمال و کوہ ہمالیہ کے جنوب میں دو خود مختار ریاستیں واقع ہیں۔ یعنی نیپال اور بھوٹان۔ نیپال کا حکمران خاندان راجپوت قوم سے ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ بنگال و مدراس و بمبئی میں چند مختصر سی آبادیاں اہل فرانس اور اہل پرتگال کی ہیں۔ باقی سارے ملک میں انگریزوں کی حکومت ہے۔ بلکہ ہندوستان کے

علاوہ علاقۂ برہما اور کچھ حصّۂ بلوچستان بھی برٹش انڈیا میں شامل ہے۔ برٹش انڈیا کے $\frac{1}{3}$ حصّے میں باجگزار دیسی رئیس حکمران ہیں۔ برٹش انڈیا کا رقبہ کچھ زاید از ۱۶ لاکھ مربّع میل ہے۔ اور آبادی بھی کچھ زاید از ۲۸ کروڑ ۸۰ لاکھ انسانوں کی ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ آبادی اور رقبے کے لحاظ سے برٹش انڈیا روس کو چھوڑ کر قریباً باقی سارے یورپ کے برابر ہے ؞

آبادی بلحاظ مذہب و تعلیم وغیرہ

خالص برٹش انڈیا (یعنی دیسی ریاستوں کو منہا کرکے) کی آبادی قریب ۲۲ کروڑ کے ہے۔ جس میں سے ایک لاکھ دس ہزار کے قریب یورپین اقوام کے لوگ ہیں۔ قریب پانچ لاکھ بیس ہزار کے ایسے لوگ ہیں۔ جو ایشیا کے دیگر ممالک میں پیدا ہوئے۔ اور باقی سب ہندوستانی ہیں؞

بلحاظ مذہب کے اس بائیس کروڑ میں سے ساڑھے پندرہ کروڑ ہندو ہیں۔ چار کروڑ ۹۵ لاکھ مسلمان۔ چودہ لاکھ ۹۱ ہزار عیسائی۔ چار لاکھ ۹۵ ہزار جینی۔ چودہ لاکھ سکھ۔ قریب ۷۷ ہزار پارسی۔ اور باقی متفرق ہیں۔ ستّر لاکھ بودھ ہیں۔ جو برہما کے باشندے ہیں؞

بلحاظ تعلیم کے قریباً گیارہ کروڑ بائیس لاکھ مردوں میں سے قریب ایک کروڑ چوبیس لاکھ کے یا تو خواندہ ہیں یا زیر تعلیم ہیں۔ اور دس کروڑ اسّی لاکھ عورتوں میں سے قریباً ۶۱ لاکھ یا خواندہ ہیں یا زیر تعلیم ہیں؞

قدرتی نظارے

ہندوستان دنیا میں ایک عجیب و غریب ملک ہے۔ جس میں ہر قسم کی آب و ہوا سخت گرم۔ سخت سرد۔

معتدل وغیرہ پائی جاتی ہے۔ جس میں قریباً ہر خطے کی پیداوار ہو سکتی ہے۔ اور جس میں قدرت کا ہر ایک قسم کا نظارہ موجود ہے۔ ایک مؤرخ نے واجبی طور پر ہندوستان کو دنیا کا انتخاب بتلایا ہے٭ انڈیا کے شمال میں ایک بڑا سلسلۂ کوہستان ہے۔ جس کو کوہ ہمالیہ کہتے ہیں۔ ہمالیہ سنسکرت لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں برف کا استھان٭

ہمالیہ کے جنوب میں نیپال اور بھوٹان کی خود مختار ریاستیں ہیں۔ اور ہمالیہ سے شمال کی طرف تبت ہے۔ مغرب کی جانب یہ سلسلہ افغانستان کی حد پر ڈھلتا ڈھلتا کوہ سفید اور کوہ سلیمان سے مل جاتا ہے۔ اور اس سے بھی ذرا نیچے بلوچستان کی مشرقی حد پر کوہ ہالہ سے جا ملتا ہے۔ مشرق کی طرف یہ سلسلہ ممالک چین کو انگریزی علاقہ جات آسام۔ بنگال اور برہما سے علیحدہ کرتا ہے٭

ہمالیہ کی بعض (دو) چوٹیاں دنیا میں سب سے بلند ہیں۔ یہ دونو چوٹیاں ہمالیہ کی جنوبی دیوار میں واقع ہیں۔ جو ہندوستان کے میدانوں سے اٹھتی ہوئی بیس ہزار فٹ کی بلندی تک اونچی چلی جاتی ہیں۔ اس دیوار کی سب سے بڑی چوٹی کا نام مونٹ ایورسٹ ہے۔ جس کی بلندی سطح سمندر سے ۲۹۰۰۲ فٹ ہے۔ اس سے دوسرے درجے پر کنچن جنگا ہے۔ جس کی بلندی ۲۸۱۷۶ فٹ ہے۔ یہ جنوبی دیوار اس قدر بلندی پر پہنچکر پھر دوسری طرف کو ڈھلتی ہے۔ اور وہاں سے شمالی

سلہ پرسیول صاحب کی کتاب موسومہ "لینڈ آف دی ویدا" صفحہ اول٭

دیوار تبت کی جانب اٹھتی ہے۔ ہندوستان کے تین بڑے دریا اس دیوار سے آتے ہیں۔ یعنی دریاے سندھ۔ دریاے برہم پُتر اور دریاے ستلج۔ ستلج اور سندھ مغرب کی طرف پیچ در پیچ پہاڑیوں اور گھاٹیوں سے نہایت لمبے راستے طے کرتے ہوئے اور راستے میں بہت سے چھوٹے چھوٹے دریا۔ ندّی۔ نالوں کے پانی کو لیتے ہوئے پنجاب میں سے گزرتے ہیں۔ اور پھر اکٹھے ہوکر بحیرۂ عرب میں جا گرتے ہیں۔ دریاے برہم پُتر ایک بہت طول طویل غیر معلوم راستہ طے کرتا ہوا ہندوستان کی مشرقی حد میں آسام سے گزرتا ہوا گنگا میں جا ملتا ہے۔ کوہ ہمالیہ کی درمیانی بلندیاں ہمیشہ برف سے بھری رہتی ہیں۔ یہ برفانی چوٹیاں زینہ در زینہ ایک دوسری کے اوپر چڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اور اپنے برفانی نظارے میں بے نظیر ہیں۔ کسی انسان کی مجال نہیں۔ کہ اُن کے نزدیک جانے کی جرأت کرے؛

شمال مغرب کی طرف تین مشہور درے ہیں۔ جن سے شمال اور مغرب کے حملہ آور آتے رہے ہیں۔ ایک درۂ خیبر جو پشاور سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کے جنوب میں درۂ کرم۔ ڈیرۂ اسمٰعیل خاں کے متصل درۂ گومل۔ ڈیرۂ غازی خاں کے پاس درۂ تال اور مشہور درۂ بولان واقع ہے؛

مشرق کی طرف سلسلۂ کوہستان ہمالیہ آسام اور برہما کو چین کی حدود سے علیحدہ کرتا ہے۔ جنوب مشرق میں خلیج

بنگالہ کا سمندر اور جنوب مغرب میں بحیرۂ عرب اور جنوب میں بحیرۂ ہند ہے۔ مشرقی دیوار ساحل کورو منڈل بھی ایک سلسلۂ کوہستان کی ہے۔ اور مغربی دیوار ساحل مالا بار ایک دوسرے سلسلۂ کوہستان کی ہے ÷

شمال مغرب میں علاقہ کشمیر کا ہے۔ جس کو مسلمان فردوس یعنی دنیاوی بہشت کہتے رہے ہیں۔ اور انگریز صاحبان ہیپی ویلی (Happy valley) کہتے ہیں۔ یہ علاقہ قدرتی نظاروں میں بے نظیر ہے۔ اور آب و ہوا نہایت عمدہ اور صحت بخش رکھتا ہے ÷

وسط ہندوستان۔ راجپوتانہ - پنجاب اور سندھ کے درمیانی علاقے میں وسیع ریگستان ہیں ÷

پیداوار

زمین اس ملک کی بہت زرخیز ہے۔ آبپاشی کے قدرتی وسائل بے شمار ہیں۔ اور اب سرکار انگریزی کے طفیل مصنوعی وسائل آبپاشی بھی بہت ہیں۔ اس لئے پیداوار بکثرت اور مختلف انواع و اقسام کی ہوتی ہے۔ ملک کے مختلف حصے خاص خاص پیداوار کے لئے مشہور ہیں۔ پھل بکثرت اور نہایت لطیف اور مزے دار ہوتے ہیں۔ شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ عموماً دنیا کی کوئی پیداوار یا پھل نہیں۔ جو ہندوستان کے کسی نہ کسی حصے میں نہ ملتا ہو۔ البتہ بعض چیزیں ایسی ہیں۔ جو شاید ہندوستان سے اچھی دوسرے ممالک میں پیدا ہوتی ہیں۔ اوشدھیوں یعنی دوائیوں کے لئے یہ ملک مشہور ہے۔ جس قدر مختلف قسم کی دوائیاں

ہمالیہ کے پہاڑوں اور ہندوستان کے جنگلوں میں ملتی ہیں۔ جن سے کہ علم طب نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اُس قدر شاید ہی دنیا کے پردے پر کسی دوسرے ملک سے دریافت ہوئی ہوں÷

معدنیات بھی ہندوستان میں بہت سی نکلتی ہیں۔ لوہا۔ کوئلہ۔ تانبا وغیرہ۔ پہلے یہ ملک سونے۔ چاندی اور جواہرات کے لئے بہت مشہور تھا÷

قدیم جغرافیہ

عام طور پر ملک کی صورت۔ رقبہ اور قدرتی نظاروں و پیداوار وغیرہ کا یہ مختصر سا حال لکھ کر ہم کچھ مختصر سے حالات قدیم زمانے کے جغرافئے کے درج کرتے ہیں۔ کیونکہ اس جلد میں اس ملک کی قدیم تاریخ کا ہی تذکرہ ہے۔ ویدک زمانے کے جغرافئے کا سُراغ بہت کم اور بہت مشکل ملتا ہے۔ زیادہ تر سُراغ بودھ اور پورانک زمانے کے جغرافئے کا ملتا ہے÷

یونانیوں[۱] نے جو حالات ہندوستان کے جغرافئے کے لکھے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس وقت کے ہندوستانی فاضلوں کو اپنے دیش کے جغرافئے کا بہت صحیح علم تھا۔ خصوصاً کل دیش کی شکل اور اُس کے رقبے کا۔ مثلاً ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کہ شرقاً غرباً ہندوستان کا طول زیادہ سے زیادہ ۱۹۰۰ میل کے قریب ہے۔ اور جنوباً شمالاً لمبائی بھی قریباً اتنی ہی ہے۔ یونانیوں کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس وقت بھی دریائے سندھ کے دہانے سے دریائے گنگا کے

[۱] کننگھم صاحب کا جغرافیۂ قدیم صفحہ ۳÷

دہانوں تک علاقے کا طول ۱۸۳۸ میل سمجھا جاتا تھا۔ دریاے سندھ سے لے کر پاٹلی پوتر تک ۱۱۴۹ میل کا فاصلہ سمجھا جاتا تھا۔ اب بھی دریاے سندھ سے لے کر پٹنے تک فوجی راستے سے فاصلہ ۱۱۴۳ میل کا ہے۔ پٹنے سے گنگا کے دہانے تک سمندری سفر کا راستہ ۶۸۹ میل تصوّر کیا جاتا تھا۔ اب بھی فاصلہ دریائی سفر کا صرف ۹ میل کم ہے۔ یعنی ۶۸۰ میل۔ راس کماری سے گنگا کے دہانے تک اُس وقت فاصلہ قریب ۱۸۳۸ میل کے سمجھا جاتا تھا۔ فاصلۂ حال بموجب حساب مسٹر کننگھم کے ۱۸۶۶ میل کا ہوگا۔ البتہ دریاے سندھ اور راس کماری کے درمیان کے فاصلۂ حال و فاصلۂ مندرجۂ تصنیفاتِ اہل یونان میں ۳۵۰ میل کا فرق ہے ÷

پانچ تقسیم

مہابھارت میں ہندوستان کو ۹ حصّوں (نَو کھنڈ) میں تقسیم کیا ہے۔ اب اُن ۹ حصّوں کا پتہ نہیں چلتا۔ مگر چینی سیّاحوں نے ہندوستان کو پانچ بڑے صوبجات میں تقسیم کیا ہے۔ یہ پانچ صوبے حسب ذیل تھے ÷

۱۔ شمال۔ جس میں کل خاص پنجاب۔ علاقۂ کشمیر اور دیگر متصلہ پہاڑی ریاستیں۔ دریاے سندھ کے پار تمام مشرقی افغانستان اور وہ تمام دیسی ریاستیں جو دریاے سرسوتی کے مغرب کو واقع ہیں ÷

۲۔ مغربی ہند۔ جس میں سندھ۔ مغربی راجپوتانہ۔ کچھ۔

گجرات اور کچھ حصہ اُس علاقے کا جو نربدا کے نچلے حصے پر واقع ہے ✣

۳- وسط ہند- جس میں وہ تمام علاقہ شامل تھا- جو دریاے گنگا کے دونو کناروں پر واقع ہے- یعنی تھانیسر سے لیکر ڈیلٹا کے دہانے تک- اور کوہ ہمالیہ سے لیکر نربدا تک ✣

۴- مشرقی ہند- یعنی آسام اور بنگال مع تمام علاقۂ ڈیلٹا (گنگا) و سنبھل پور- اوڑیسہ اور گنجم کے ✣

۵- جنوبی ہند- تمام دکھن- مغرب میں ناسک تک- مشرق میں گنجم تک- جنوب میں راس کماری تک- جس میں موجودہ برار- تلنگانہ- مہاراشٹر و کانکن- حیدر آباد- میسور و ٹراونکور شامل تھے- یعنی قریباً کل علاقہ جو دریاے نربدا و دریاے مہاندی کے جنوب میں واقع ہے ✣

سیاسی تقسیم بزمانہ ہیونسانگ

چینی سیّاح ہوان سانگ کے دَورے کے وقت تمام ہندوستان اسّی سلطنتوں میں منقسم تھا- جس میں بعض بعض چھوٹی چھوٹی ریاستیں بڑے بڑے راجاؤں کے ماتحت تھیں- مثلاً

(الف) شمالی ہند میں کابل- جلال آباد- پشاور غزنی اور بنّوں سب مہاراجہ کپیسا کے باجگزار تھے- جس کا دار الخلافہ غالباً بمقام چری کار تھا ✣

(ب) پنجاب خاص میں علاقہ جات ٹیکسیلا- سنگھا پورہ اور اُسا- پونچ اور راجاوری راجۂ کشمیر کے ماتحت تھے ✣

(ج) تمام میدانی علاقہ مع ملتان اور شور کوٹ ماتحت راجۂ

سنگھالا کے تھے۔ جو لاہور کے متصل واقع تھا ؛

(د) مغربی ہند میں راجگان سندھ۔ بلبھی اور گرجرا حکومت کرتے تھے ؛

(ح) وسط ہند میں تھانیسر سے لے کر گنگا کے دہانے تک کا تمام علاقہ۔ شمال میں ہمالیہ سے لے کر نربدا کے کناروں تک مع ریاست جالندھر کے راجہ ہرش وردھن والیٔ قنوّج کے ماتحت تھا۔ اس علاقے میں ۳۰۶ ریاستیں تھیں۔ جو اُس کو باج ادا کرتی تھیں۔ اس راجہ نے سوائے راجہ مہاراشٹرا کے تمام ہندوستانی راجوں مہاراجوں کو فتح کر لیا تھا۔ شمال میں کشمیر تک۔ شمال مغرب میں مہاراشٹرا تک اور جنوب مشرق میں گنجم تک اس نے فوج کشی کی اور اس علاقے کے راجاؤں کو اپنا باجگزار بنایا ؛

(س) جنوب میں مہاراشٹرا۔ کوسلا۔ کالنگا۔ اندھرا۔ کونکن۔ دھنکتا۔ جوریا۔ ڈراوڑا اور مل کوٹ کی ۹ ریاستیں تھیں ؛

پنجاب کے دریاؤں اور موجودہ نام و مقام شہروں اور دریاؤں کے

پنجاب کے دریاؤں کے قدیم نام یہ ہیں۔

جہلم	وِتستا
چناب	چندر بھاگا
راوی	آیراوتی
بیاس	ویاسا
ستلج	ستدرو

اب ہم اُن چند بڑے بڑے شہروں کے نام اور مقام

بتلاتے ہیں۔جن کا ذکر اِس کتاب میں کیا گیا ہے ؞

ٹکشا سیلا	دریائے سوان کے متصل حسن ابدال اور جہلم کے درمیان واقع تھا۔غالباً اس شہر کو وہی حیثیت حاصل ہوگی۔جو موجودہ راولپنڈی کو ہے ؞
سِہنا پور یا سنگھا پور	چشمۂ کٹاس واقع ضلع جہلم کے پاس واقع تھا ؞
ہاتی پورہ	مغربی روہیلکھنڈ
برہم پورہ	گڑھوال اور کماؤں
کوسمبھی	دریائے جمنا کے کنارے پر پریاگ یعنی الہ آباد سے اوپر واقع ہے ؞
پریاگ	الہ آباد
ونارس	بنارس
ویسالی	دریائے گنگا کے شمال میں علاقۂ ترہوٹ ؞
سرسوتی	ویدک زمانے میں سرسوتی اُس دریا کا نام تھا جو تھانیسر کے نیچے بہتا تھا۔بودھ زمانے میں سرسوتی ایک علاقے کا نام تھا جو اجودھیا کے شمال میں دریائے راپتی کے کنارے پر واقع تھا ؞
پاٹلی پوتر	پٹنہ
راج گریہہ	پاٹلی پوتر اور گیا کے درمیان میں ایک شہر تھا ؞
نالندہ	ایضاً

باب دوم

آریہ قوم کی پراچین تہذیب کی تاریخ

پیش از زمانے کے تاریخی حالات کیونکر معلوم ہوئے

یہ امر مسلّمہ ہے۔ کہ کوئی باقاعدہ سلسلہ وار تاریخ ہندوستان کی مسلمانوں کے زمانے سے پہلے کی موجود نہیں ہے۔ ہندوستان کے قدیم حالات کو جاننے کے لئے فاضل لوگوں نے زبانِ سنسکرت کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور دیگر زبانوں سے زبانِ سنسکرت کا مقابلہ کرکے اور نیز دیگر ممالک کی تواریخ میں ہندوستان کے حالات کی نسبت جو حوالے ہیں۔ اُن سے بعض ایسے نتائج قائم کئے ہیں۔ جن کو تاریخی منزلت دی جاتی ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ نتائج قیاسیہ ہیں۔ جن کو کسی طرح سے وہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو آنکھوں سے دیکھے ہوئے یا کانوں سے سُنے ہوئے واقعات کو ہوتا ہے۔ اور اسی واسطے ان نتائج کی نسبت مختلف فاضلوں کی مختلف رائیں ہیں +

ہندو آریہ قوم کی اصلی جائے سکونت

ہند کی تاریخ کے متعلق سب سے پہلا امر جس کی نسبت اس طرح رائے قائم کی گئی ہے۔ یہ ہے۔ کہ قوم آریہ کی اصلی جائے سکونت کہاں تھی؟ آیا یہ

قوم ہمیشہ سے اسی ملک میں تھی۔ یا کسی اور جگہ سے آن کر آباد ہوئی ✣

سارے محقق اس بارے میں متفق ہیں۔ کہ وہ قوم جو اس وقت "ہندو" لقب سے جانی جاتی ہے۔ بنی نوع انسان کی اُس نسل سے ہے۔ جس کا نام قدیم زمانے کی کتابوں میں "آریہ" درج ہے۔ اس بارے میں بھی اتفاق ہے۔ کہ ہندوؤں کی قدیم اور علمی زبان سنسکرت۔ پارسیوں کی قدیم زبان ژند۔ ایرانیوں کی موجودہ زبان فارسی میں اور یونانیوں کی زبان گریک اور اہل اٹلی کی قدیم زبان لاطینی (یا یوں کہو۔ کہ یورپ کی کل زبانوں) میں بہت سے الفاظ مشترک ہیں جن کے ایک ہی معنی ہیں۔ خاندانی رشتوں و تعلّقات کے لئے جو الفاظ استعمال میں آتے ہیں۔ وہ اکثر کرکے ان کُل زبانوں میں ایک ہی ہیں۔ علاوہ اس کے گرامر کے قواعد وغیرہ میں بھی اس قسم کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ کہ اُن سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یہ سب زبانیں ایک ہی ماخذ سے نکلی ہیں۔ اور وہ تمام قومیں جو یہ زبانیں[1] بولتی ہیں یا بولتی تھیں۔ در اصل ایک ہی نسل کی شاخیں ہیں۔ جو کسی وقت میں ایک ہی جگہ سکونت رکھتی تھیں۔ اور پھر بعد ازآں وہاں سے دُنیا کے مختلف حصص میں پھیل گئیں ✣

[1] ان زبانوں کو بعض فاضل انڈو یورپین اور بعض انڈو جرمن کہتے ہیں ✣

آریہ وسط ایشیا سے آئے

یورپین محققوں میں[1] سے ایک کثیر تعداد کی یہ رائے ہے - کہ یہ تمام شاخیں آریہ نسل کی ہیں - جو کسی وقت میں وسط یعنی سنٹرل ایشیا کے میدانوں میں سکونت رکھتی تھیں - وہاں سے مختلف شاخیں مختلف طرفوں کو چلی گئیں - اور مختلف مقاموں پر جاکر آباد ہوگئیں - چنانچہ اسی نسل کی وہ شاخ جس کو آج کل ہندو کہتے ہیں - ہند میں آئی - اور یہاں آکر آباد ہوئی ؀

بعض یورپین[2] فاضل یہ دعوے کرتے ہیں - کہ انڈو آرین نسل کی اصلی جائے سکونت یورپ میں سویڈن اور ناروے کے متصل تھی - اور آرین قومیں وہاں سے مختلف حصص یورپ و ایشیا میں پھیلیں ؀

برخلاف[3] اس کے بعض دیگر فاضلوں کا یہ دعوے ہے - کہ آریہ قوم قدیم سے ہی ہندوستان میں سکونت رکھتی تھی - اور سنسکرت ہی دنیا کی پرانی زبان ہے - جس کو آریہ قوم نے بنایا اور ترقی دی - صریح شہادت تو کوئی بھی اس نتیجے کی تائید میں موجود نہیں - کہ ہندوستان میں آریہ قوم باہر سے آکر آباد ہوئی - اور ایسی صریح شہادت کی عدم موجودگی میں بعض یورپین فاضلوں کو یہ کہنے میں تامل ہے - کہ ضرور

---

[1] دیکھو پروفیسر میکس مولر کی کتاب "بیاگرافی آف ورڈز اور ہوم آف دی آریاز" اور نیز میور سنسکرت ٹکسٹ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ ؀

[2] فریزر لٹریری ہسٹری آف انڈیا صفحہ ۸ ؀

[3] میور سنسکرت ٹکسٹ جلد دوم صفحہ ۳۰۱ ؀

ہندو آریہ وسط ایشیا سے ہندوستان میں آئے۔ مگر یورپین فاضلوں کا غلبۂ رائے اس نتیجے پر ہے۔ کہ ہندو آریہ وسط ایشیا سے آن کر پہلے پنجاب میں آباد ہوئے۔ بہر حال کچھ ہی ہو۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ ہندو آریہ ہندوستان میں تاریخی زمانے سے پہلے کے آباد ہیں ؞

باب سوم۔ ویدک زمانہ

فصل اوّل۔ ویدک لٹریچر

ہندوؤں کی سب سے قدیمی کتب وید ہیں

ہندو آریا قوم کی سب سے پُرانی کتب وید ہیں۔ جن کو ہندو متبرک اور خدا کا کلام مانتے ہیں۔ ہندو آریہ لوگ یہ دعوے رکھتے ہیں۔ کہ وید پرمیشر کا گیان ہیں۔ جیسا پرمیشر ہمیشہ سے ہے۔ ایسا ہی اُس کا گیان بھی ہمیشہ سے یعنی انادی کال سے ہے۔ سرشٹی کی پیدائش کے شروع میں حکمت آتماؤں کے ذریعے سے اُس کا الہام ہوتا ہے۔ اس موجودہ سرشٹی یعنی پیدائش کو (۱۹۵۵۸۸۵۰۰۰) برس ہوئے ؞

یورپین لوگ اس دعوے کو نہیں مانتے۔ اور مختلف

دلائل سے ویدوں کا زمانہ قائم کرتے ہیں۔ یہ لوگ رگ وید کو سب سے قدیم اور پُرانا مانتے ہیں۔ اور رگ وید کا زمانہ حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے ڈھائی[۱] ہزار برس پہلے قائم کرتے ہیں۔ اُن کے خیال میں ویدوں کے مختلف حصے مختلف زمانوں میں بنائے گئے اور لکھے گئے۔ تاہم یہ مانا جاتا ہے۔ کہ آرین نسل کے کتب خانوں میں رگ وید سب سے پُرانی کتاب ہے ؂

ویدچار ہیں

وید تعداد میں چار ہیں۔ یعنی رگ وید۔ یجُر وید۔ شام وید۔ اتھرو وید۔ اور وہ قدیم سنسکرت زبان میں ہیں۔ جو زمانۂ حال کی سنسکرت سے بہت مختلف ہے۔ سنسکرت زبان مختلف حالتوں میں تبدیل ہوتی رہی ہے۔ اس لئے بعض سنسکرت الفاظ کے معنی مختلف زمانوں میں مختلف رہے۔ سب فاضلوں[۲] کا اتفاق ہے۔ کہ مروجّہ سنسکرت کے پڑھ لینے سے ویدوں کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ ہندو آریوں کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ ویدک سنسکرت کے سب الفاظ با معنی ہیں۔ جس زمانے میں ہندوستان میں ویدوں کی سنسکرت بولی جاتی تھی۔ اُس کو ویدک زمانہ کہتے ہیں۔ اور اُس وقت کے مروجّہ دھرم کو بھی ویدک دھرم بولتے ہیں۔ وید نظم میں ہیں۔ اور ویدوں کے مختلف شعر منتر کہلاتے ہیں۔ ان منتروں کے مجموعے کو سنہتا یا

[۱] ڈاکٹر ہاگ ؂

[۲] ڈاکٹر ہنٹر کی انڈین امپائر صفحہ ۱۶۱ ؂

سنگھتا کہتے ہیں ÷

ویدک لٹریچر

(الف) برہمن۔ یہ افسوس کا مقام ہے۔ کہ ویدوں کا کوئی قدیم بھاشیہ (تفسیر) موجود نہیں۔ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ شاید پولیٹکل انقلابات میں گم ہو گئے۔ کیونکہ کہیں کہیں سنسکرت کی پُستکوں میں بعض ایسی کتابوں کا حوالہ ہے۔ جو اب دستیاب نہیں ہوتیں۔ لیکن تاہم جن کتب کی مدد سے ویدوں کے ارتھ کیئے جاتے ہیں۔ اُن کا مختصر ذکر یہاں پر کرتے ہیں۔ ویدوں سے بعد سنسکرت کی سب سے پُرانی پُستکیں جن میں بعض وید منتروں کی تشریحات درج ہیں برہمن گرنتھوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ہر ایک وید سنہتا کے علیحدہ علیحدہ برہمن ہیں۔ مشہور برہمن حسب ذیل ہیں۔

رِگ وید کے برہمن دو ہیں۔ ایتریے اور کوشتکی ÷

یجُروید کے بھی دو ہیں۔ شت پتھ اور تیتریے ÷

شام وید کے تین ہیں۔ تانڈیا۔ سدوِنس۔ چھاندوگیہ ÷

اتھرو وید کا ایک ہے۔ گوپتھ ÷

ان گرنتھوں میں بعض وید منتروں کے استعمال کے موقعے درج ہیں۔ یگ کرنے کے طریقے پر بہت بحث ہے۔ اور نیز دیگر اخلاقی اور مذہبی تعلیم ہے۔ جس کے ضمن میں نہایت باریک اور دقیق علمی مسائل درج ہیں ÷

(ب) اُپنشد۔ برہمنوں کے علاوہ جو کتابیں ویدک لٹریچر میں مستند گنی جاتی ہیں۔ اُن میں سے دس مشہور اُپنشد

ہیں۔جن کے نام یہ ہیں۔ کین ۔ پرشن۔کٹھ ۔ منڈک ۔ مانڈوکیہ ۔ایش (یا واجسنیہی) ۔ ایترے ۔ چھاندوگیہ ۔ تیترے ۔ برہدا آرنیک ۔ اُپنشد اپنی خالص توحید کے لیئے دنیا میں مشہور و معروف کتابیں ہیں۔ پرمیشر کے پریم ۔اُس کی بھگتی کے لاثانی سبق ان کتابوں میں درج ہیں۔ آتما (روح) اور پرماتما (خدا) کے متعلّق نہایت باریک اور گوڑھے مباحثات جو علمیت سے پُر ہیں۔ ان کتابوں میں پائے جاتے ہیں ؛

لفظِ اُپنشد کے لفظی معنی ہیں بھید۔گویا ان کتب میں اُس علم کی تعلیم ہے ۔جس کو عارف لوگوں کی زبان میں رازِ مخفی کہتے ہیں۔یعنی پرمیشر کی ذات کا گیان ؛

دارا شکوہ پسر شاہجہاں بادشاہ نے ان کتب کا ترجمہ فارسی میں کرایا۔ اور اُن کو معرفت کی کتابوں میں بہت اعلےٰ درجے کا رُتبہ دیا ؛

اُپنشدوں کے ترجمے لاطینی۔ جرمنی اور انگریزی زبانوں میں بھی موجود ہیں۔اور یورپ کے بعض فاضلوں اور فلسفہ دانوں نے نہایت ہی اعلےٰ درجہ اُپنشدوں کو دیا ہے ؛

فٹ نوٹ۔ایسے ہی ملک جرمنی کے ایک مشہور ماڈرن فلاسفر شوپن ہائر نے لکھا ہے۔کہ اُپنشد میری زندگی کی تسکین کے باعث ہوئے ہیں۔اور یہی میری موت کے وقت

لہ بعض فاضل گیارہ اُپنشدوں کو مستند مانتے ہیں ۔ دیکھو پروفیسر میکس مولر کا ترجمہ اُپنشدوں کا ؛

میری تسکین کا باعث ہونگے۔ اُس کی رائے میں دُنیا میں کوئی کتاب ان کے ہم پلّہ اور ایسے اعلےٰ خیالات سے پُر نہیں ہے ÷ پروفیسر میکس مولر نے اپنے ویدانت لکچروں میں لکھا ہے۔ کہ اگر اس گواہی پر کسی مزید تائید کی ضرورت ہو۔ تو میں بخوشی اُس کی تائید کرتا ہوں ÷

ویدوں۔ برہمن گرنتھوں اور اُپنشدوں کی زبان اور سنسکرت

ویدوں۔ برہمن گرنتھوں اور اُپنشدوں کی زبان میں بھی فرق بہت ہے۔ جس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یہ کتابیں ایک زمانۂ کثیر کے تفاوت سے لکھی گئیں۔ مگر تاہم ان کتابوں کی زبان اور اُن سے بعد کی سنسکرت لٹریچر کی زبان میں اس قدر بھاری فرق ہے۔ کہ تمام فاضل ان کتابوں کو نہایت قدیم مانتے ہیں ÷ ان کے علاوہ جو کتب ویدک لٹریچر میں شامل ہیں۔ اُن کا مختصر ذکر ذیل میں کرتے ہیں ÷

اُپ وید

اُپ وید اصل میں چار تھے۔

(۱) دھنُر وید یعنی علم محاربہ ÷

(۲) گاندھرو وید یعنی علم موسیقی ÷

(۳) ارتھ وید یعنی فن صنعت۔حرفت وغیرہ (شلپ ودیا) ÷

(۴) آیُور وید یعنی علم طب (ویدک) ÷

ویدانگ

ویدک لٹریچر کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ایک شخص کم از کم اُن چھ شاخہائے علوم سے واقفیت رکھتا ہو۔ جن کو ہندو شاستروں میں ”ویدانگ“ کہتے ہیں۔ وہ چھ شاخیں حسب ذیل ہیں۔

اوّل - سِکشا یعنی علم تلفّظ - جس کو عربی میں عِلمِ قرأت کہتے ہیں ❊

دوم - چھند یعنی عروض ❊

سوم - بیاکرن یعنی صرف و نحو (گرامر) ❊

چہارم - نِروکت جس میں الفاظ کی تشریحات وغیرہ درج ہیں ❊

پنجم - جیوتش یعنی علم ہیئت (ایسٹرانومی) ❊

ششم - کلپ یعنی دھرم شاستر ❊

سِکشا و بیاکرن

ان میں سے اوّل و سوم یعنی سِکشا و بیاکرن درحقیقت ایک ہی علم کی شاخیں ہیں - اور انگریزی کے لفظ گرامر میں شامل ہیں ❊

ویدک گرامر میں سب سے پرسِدھ یعنی مشہور اور نامی کتاب پانِنی مُنی کی تصنیف کردہ اشٹا دھیائی ہے - یہ کتاب ضخامت میں بہت چھوٹی سی ہے - لیکن اس قدر پُرمضمون ہے - کہ اس کی تشریح میں پاتنجل رشیؒ نے ایک بڑی بھاری کتاب بنائی - جس کو "مہابھاشیہ" کہتے ہیں - اشٹادھیائی میں مکمل لیاقت پیدا کرنے کے لئے اس مہابھاشیہ کا مطالعہ ضروری ہے - اور پنڈتوں میں مہابھاشیہ کے جاننے والے کا درجہ بہت اونچا ہوتا ہے - ویدک گرامر بڑی مکمل گرامر ہے - جس میں پورے طور پر زبان کی بناوٹ اور اس کی تبدیلیوں پر بحث کی گئی ہے - دوسری کسی زبان میں گرامر نے وہ

ؒ پروفیسر میکس مولر کی یہ رائے ہے - کہ دنیا میں دو ہی قومیں ایسی ہیں - جنہوں نے اپنی اپنی گرامر بغیر کسی بیرونی مدد کے ایجاد کی - ایک ہندو آریہ اور دوسرے یونانی ❊

کمالیت نہیں پائی - جیسی کہ سنسکرت میں - ویدوں کے طالب علم کے لیئے اشٹا دھیائی میں مہارت و قابلیت پیدا کرنا ضروری ہے ؛

چھند اور نروکت

علم عروض پر جو مشہور کتاب ہے - وہ پنگل رشی کی بنائی ہوئی ہے - اور اُس کو پنگل چھند سوتر کہتے ہیں ؛

نروکت پر اِسی نام کی نامی کتاب یاسک منی کی رچی ہوئی ہے - یہ ایسی کتاب ہے - جس میں بعض وید منتروں کے ارتھ (معنی) دیئے ہوئے ہیں - ہندو وِدوانوں میں یہ کتاب بہت بڑی تعظیم کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے - اور ویدوں کے معنوں کے متعلق اس کتاب کا حوالہ عموماً ناطق سمجھا جاتا ہے ؛

کتاب کے مضمون سے ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ جس زمانے میں یہ کتاب تصنیف ہوئی - اُس زمانے میں بھی ویدوں کے ارتھوں (معنوں) کی نسبت بہت اختلاف ہو گیا تھا - جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے - کہ ویدوں کے زمانے میں اور نروکت کی تصنیف کے وقت میں بہت فاصلہ ہوگا ؛

جیوتش

علم جیوتش (ایسٹرانومی) ہندو آریہ لوگوں میں نہایت ہی قدیم زمانے سے پایا جاتا ہے - بلکہ جب تک یہ ثابت نہ ہو - کہ ان سے پہلے اور کسی قوم کو بھی یہ علم معلوم تھا - یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا - کہ ہندو آریہ علم جیوتش کے موجد تھے - جس کو بعد میں اُنھوں نے نہایت کمالیت

پر پہنچایا ٭

(سُوتر) کلپ سے مراد جملہ دھرم سوتروں سے ہے۔ سنسکرت لٹریچر میں لفظ سوتر ایسا ہی مشہور اور پُر معنی ہے۔ جیسے کہ شُرُتی اور سِمرتی ٭

شُرتی شبد ویدوں کے لیئے مستعمل ہوتا ہے۔ بعض بعض جگہ ویدوں۔ برہمنوں اور اُپنشدوں کے لیئے بھی۔ اور اس کے معنی ہیں سُنا ہوا۔ سمرتی شبد کے معنی ہیں یاد کیا ہوا۔ اور اس سے مراد دھرم شاستر کی کتب سے ہے۔ اکثر سمرتیاں سوتروں میں تصنیف کی گئی ہیں۔ سوترلہ ایسے جملے کو کہتے ہیں۔ جس میں بہت مضمون کو نہایت ہی مختصر عبارت میں ادا کیا گیا ہو۔ سوتروں کے رچنے والوں یعنی تصنیف کرنے والوں نے کسی فالتو یا غیر ضروری لفظ کا استعمال نہیں کیا۔ سارے مطلب کو درست طور پر ظاہر کرنے کے لیئے ایسی گٹھت میں باندھا ہے۔ کہ ایک لفظ کی کمی بیشی سے معنوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ آریہ لوگوں کا سارا علمی خزانہ عموماً سوتروں کی شکل میں ہے۔ سارا دھرم شاستر یعنی ہندوؤں کی جملہ قانونی کتابیں۔ اُن کی ویاکرن۔ اُن کا فلسفہ۔ اُن کا منطق۔ اُن کا علم ریاضی۔ اُن کی ویدک اُن کا علم طبعی۔ اُن کا علم معرفت وغیرہ سب کے سب سوتروں میں بیان کیئے گئے ہیں۔ اور یہ سوتر ایسے کمال

لہ سوتر کے لفظی معنی سوت کے ہیں۔ سوتر رچنا کیا ہے؟ گویا علمی مضامین کو اس طرح سے ترتیب دینا کہ سوت کے باریک دھاگے کی طرح مسلسل بنا دینا ٭

سے بنائے گئے ہیں۔کہ دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اُن کی تشریحات و تفسیر میں بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔گو خود اُن کا حجم مختصر سے مختصر ہے۔ہم اِن سوتروں کا مفصل ذکر "آریوں کے علم و فضل" کے عنوان میں کرینگے ؛

ویدک لغات

ویدک لغات بھی آج کل کی سنسکرت لغات سے علیحدہ ہیں۔اس مضمون پر دو مشہور کتب کا نام نِگھنٹو اور اونادی کوش ہے ؛

فصل دوم۔ویدک دھرم

وید وحدانیت کی تعلیم دیتے ہیں

ویدک زمانے میں آریہ لوگوں کا وہی دھرم تھا۔ جس کی تلقین وید کرتے ہیں۔وید ایک[1] پرمیشر کو دنیا کا بنانے والا بتلاتے ہیں۔اور اس کی پرستش کی تعلیم دیتے ہیں۔ویدوں[2] میں پرمیشر کے بہت نام ہیں۔کسی جگہ اس کو اگنی کہا ہے۔کسی جگہ اِندر۔ اور کسی جگہ ورُن وغیرہ وغیرہ۔بعض یوربین محقق عناصر پرستی (یعنی نیچر کی پرستش) ویدوں کا مذہب بتلاتے ہیں۔گو وہ تسلیم کرتے ہیں۔کہ ویدوں میں وحدانیت یعنی

[1] میکس مولر فزیکل ریلیجن صفحہ ۱۹۵ ؛

[2] ایضاً ایضاً صفحہ ۱۴۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ ؛

ایک پرمیشر اور ایک پرمیشر کی پرستش کی تعلیم موجود ہے ÷

دیوتا

آریہ لوگوں کی قدیمی کتب میں، چمکنے[1] والی - حرکت کرنے والی - حفاظت کرنے والی اور فائدہ پہنچانے والی طاقتوں کے لیئے لفظ دیوتا کا استعمال ہؤا ہے - اس سبب سے اکثر موقعوں پر پرمیشر کو دیو یا مہادیو لکھا ہے - کیونکہ اُس جوتی سروپ نرنکار سے زیادہ بہ صفات اَور کس میں ہیں ؟

انسان کی مختلف طاقتوں اور قُولے پر بھی یہ لفظ حاوی ہے - چنانچہ اسی طرح سے مختلف مقامات پر مضمون کے لحاظ سے دیوتاؤں کی تعداد مختلف لکھی ہے - ایک جگہ تینتیس دیوتا یعنی ۳۳ طاقتیں (اندریاں وغیرہ) گنائی ہیں - جس سے ہندوؤں کے ۳۳ کروڑ دیوتا مشہور ہیں ÷

آریہ ویدوں کو الہامی مانتے تھے

آریہ[2] ویدوں کو الہامی یعنی پرمیشر کی طرف سے مانتے تھے - اور یہ سمجھتے تھے - کہ وہ غلطی سے مبرّا ہیں - اور اُن کے مضامین کے ثبوت میں اور کسی سند کی ضرورت نہیں - اس بارے میں خود ویدوں - برہمن گرنتھوں - اُپنشدوں - سوتروں - درشنوں - رامائن - مہابھارت - اور پورانوں کے پرمان یعنی حوالے موجود ہیں ÷

مگر اس بارے میں باوجود اس اتفاق رائے کے دھرم کے فروعی مسائل اور ویدوں کے ارتھوں (معنوں)

[1] میکس مولر فزیکل ریلیجن صفحہ ۱۴۹ ÷

[2] میور سنسکرت ٹکسٹ جلد سوم ÷

پر بہت کچھ اختلاف رائے تھا۔ آریہ لوگ آپس میں اختلاف رائے کے باوجود بھی ایک دوسرے کی رایوں کو نہایت عزت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ گو وید کی نندا کرنے والے کو ناستک کہتے تھے ؂

یگ

آریہ قوم کی دھرم پستکوں میں یگ کا بہت ذکر ہے۔ پرانے زمانے میں دھرم[1] کے بڑے بڑے کاموں کو یگ کہا کرتے تھے۔ خصوصاً جن میں پرماتما کا نام لیا جاوے۔ اور پروپکار یعنی رفاہ عام کا خیال بھی ہو۔ ہون کرنا بھی ایسا ہی یگ سمجھا جاتا تھا ؂

آواگون

آریہ لوگ روح اور مادے کو ابدی (انادی) اور غیر فانی مانتے تھے۔ اور اس مسئلے کے قائل تھے۔ کہ ہر ایک روح کو اپنے افعال (کرم) کے مطابق اُس وقت تک جنم ملتا رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ خالص پاکیزہ اور دھرماتما ہو کر مُکتی یعنی نجات کو حاصل نہ کر لیوے ؂

فصل سوم۔ آریوں کی عام تہذیب

ذاتوں کی تمیز

قریباً سب محقق اس امر[3] پر متفق ہیں۔ کہ ویدک زمانے میں ذاتوں کی وہ تمیز جاری نہ تھی۔ جو

[1] مہابھارت اور منوسمرتی ؂ [2] میکس مولر نیچرل ریلیجن صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰ ؂

[3] دیکھو تاریخہائے ویلر۔ ہنٹر۔ دت و کتب پروفیسر میکس مولر وغیرہ ؂

اس وقت ہندوؤں میں پائی جاتی ہے۔ اُس وقت اس ملک کے باشندوں کی بڑی تفریق "آریہ" اور "دسیو" میں تھی۔ لفظ آریہ[1] کے معنی سریشٹ یعنی شریف کے ہیں۔ اور دسیو سے مراد دشمنوں یا غلاموں سے ہے۔ یورپ کے فاضلوں کی رائے کے مطابق آریہ اُس خوبصورت۔ سفید رنگ۔ سڈول۔ طاقتور اور مہذب قوم کا نام تھا۔ جو وسط ایشیا سے ہندوستان میں آئی تھی۔ اور دسیو اُن سیاہ رنگ۔ جاہل قوموں کا لقب تھا۔ جو کہ آریہ لوگوں کی آبادی سے پہلے اس ملک کے باشندے تھے۔

برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر کی پیدائشی تمیز اُس وقت جاری نہ تھی۔ رگ وید کے پُرش سوکت میں یہ الفاظ استعمال میں آئے ہیں۔ مگر وہاں پر برہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر سے خاص گُنوں (صفات) والے انسانوں سے مراد ہے۔ عام طور پر سب آریہ ویش[2] تھے۔ لیکن اُن میں جو ودوان (عالم) دانا۔ شاستر کے جاننے والے۔ مذہبی رسوم میں مدد دینے والے تھے۔ اُن کو برہمن کہا جاتا تھا۔ اور جو بہادر۔ طاقتور اور شور بیر تھے۔ اُن کو راجپوت کہتے تھے۔ آہستہ آہستہ دسیو لوگ شودر کہلانے لگے۔

مگر جس زمانے میں برہمن گرنتھ تصنیف کیے گئے۔ اُس وقت ذاتوں کو پیدائشی اور موروثی بنانے کی اوّل کوشش برہمنوں

[1] ہنٹر انڈین امپائر صفحہ ۹۱

[2] دت کی تاریخ جلد اول صفحہ ۲۴۰

کی طرف سے شروع ہوئی- گو یہ صاف پتہ ملتا ہے-کہ مدّت تک کشتریوں نے اس تمیز کو منظور نہیں کیا- برہمنوں اور اُپنشدوں میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں-جن سے معلوم ہوتا ہے-کہ ایسے آدمی جو پیدائش سے برہمن نہ تھے-اپنے کرموں سے برہمن ہوگئے- چنانچہ راجہ جنک کو بھی برہمن کی پدوی ملی- مگر ذاتوں کی وہ تمیز جو محض گنوں یعنی صفات پر مبنی تھی- آہستہ آہستہ صورت بدلنے لگی- اوّل اوّل صفات کے ساتھ پیدائش کی قید لگائی گئی-جو زمانہ پاکر مستقل ہوگئی- حتےٰ کہ پورانک زمانے میں یہ تمیز محض پیدائش سے ہی رہ گئی- مگر ویدک زمانے میں سب لوگ برابر ہر قسم کی وِدّیا اور وید پڑھنے کا ادھکار (استحقاق) رکھتے تھے- گو عوام النّاس کا پیشہ زراعت اور تجارت تھا- مگر تاہم ہر ایک آدمی شستر رکھتا تھا اور رکھ سکتا تھا- ذاتوں کی تمیز میں لیاقت اور اوصاف کو بہت کچھ دخل تھا- پیشوں سے ذاتوں کی کوئی تمیز نہ تھی*

ویدک زمانے کے خاتمے پر سوتر شاستروں کے رچنے والے رِشیوں نے ذاتوں کی پیدائشی تمیز کی بنیاد ڈالی*

عورتوں کی حالت

ویدک زمانے میں عورتوں کی بڑی عزّت تھی-اُن کو پوری طرح سے وِدّیا پڑھنے کا استحقاق تھا-یہاں تک کہ شستر وِدّیا بھی جانتی تھیں- یگ میں شامل ہوتی تھیں- اپنی پسند سے شادی کرتی تھیں-اگرچہ یورپین

ؔ دت جلد اوّل صفحہ ۲۵۶*

قوموں کی طرح آریہ لوگوں میں یہ دستور کبھی نہیں ہٹوا - کہ عورتیں مردوں کی سوسائٹی میں آزادانہ طور پر آ جا سکیں۔ لیکن اُن کو پردے میں بند رکھنے کا دستور نہ تھا - وہ عام طور پر چلتی پھرتی تھیں - کار و بار کرتی تھیں - جلسوں وغیرہ کے موقعوں پر بھی شامل ہوتی تھیں ÷ قدیم سنسکرت کی پُستکوں و شاستروں میں عورت کو اردھنگی یعنی خاوند کا آدھا حصّہ کہا ہے۔ تمام نیک و بد میں عورت کو مرد کا شریک بنایا ہے۔ بلکہ بعض موقعوں پر ایسا لکھا ہے۔ کہ مرد کے مذہبی سنسکار اور یگ اُس کو پورا پھل نہیں دیتے۔ جب تک کہ اُس کے ساتھ اُس کی عورت شامل نہ ہو ÷

لڑکیوں کی شادی بڑی عمر میں ہوتی تھی - اور گو راج لڑکیوں کا بیاہ سوئمبر طریق سے ہوتا تھا - مگر دوسری جاتیوں کی لڑکیوں کو بھی اپنا خاوند منتخب کرنے میں وہ قیود نہ تھیں - جو آج کل جاری ہیں - خاوند کے مر جانے پر نیوگ کرنے کی اجازت تھی - بچپن کی شادی و رسم ستی کا ویدک زمانے میں نام و نشان بھی نہ تھا ÷

ویدک[۱] زمانے میں ایک مرد کو کئی اِستریاں کرنے کی اجازت نہ تھی - مگر راجہ لوگ عموماً اس قاعدے پر پورا عمل نہ کرتے تھے - جیسا کہ رامائن اور مہابھارت سے پایا جاتا ہے - مگر ایک اِستری کے کئی خاوند کرنے کا دستور کبھی آریا لوگوں میں جاری نہ تھا - دروپدی کا پانچ پانڈوں سے شادی

[۱] ڈنکر صفحہ ۲۷ ÷

کرنا بطور ایک مستثنیٰ کے ایسے طور پر بیان ہؤا ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے۔ کہ یہ واقعہ بھی اچھی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا تھا۔ اور اسی لیئے اُس کے لیئے خاص عذر کیئے گئے ہیں ÷

آریہ قوم ؎ میں تعلیم کا بہت چرچا تھا۔ ہر ایک بالک کا (خواہ لڑکا ہو یا لڑکی) فرض تھا۔ کہ ایک خاص عمر تک تعلیم پاوے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد بیاہ کرکے دنیا داری کا کام شروع کرے ÷

آریاؤں کے آشرم مشہور ہیں۔ برہمن۔ کھشتری۔ ویش کو برہم چرج کا پالن کرنا ضروری تھا۔ یہ تینوں ذاتیں دوجنما کہلاتی تھیں۔ ان تینوں ذاتوں کے لڑکوں کے لیئے پچیس سال کی عمر تک اور لڑکیوں کے لیئے سولہ سال کی عمر تک کنوارا رہ کر تعلیم پانا لازمی تھا۔ اُس وقت سنسکرت اس ملک کی زبان تھی۔ حاکموں اور رعایا کی زبان ایک ہی تھی۔ تمام علمی خزانے زبان سنسکرت میں تھے۔ اس لیئے تعلیم ایسی مشکل نہ تھی۔ جیسی آج کل ہے۔ فاضل برہمن اور رشیوں کے آشرم مدرسوں کا کام دیتے تھے۔ بعض ؎ بعض آشرم ملک میں ایسے نامور ہو جاتے تھے۔ کہ یونیورسٹیوں کا کام دینے لگتے تھے۔ وہاں پر دوبارہ بھی تعلیم پاکر۔ لیاقت کا ثبوت دیکر فضیلت کی پدویاں (ڈگریاں) پاتے تھے ÷

؎ دت جلد اول صفحہ ۲۵۵ ÷

؎ میکس مولر کی تاریخ سنسکرت ÷

عمارتیں، حرفت، تجارت وغیرہ

آرین زمانے میں بڑے بڑے شہر آباد تھے۔جن کے گرد مضبوط فصیلیں تھیں۔راجہ لوگ قلعوں اور محلوں میں رہتے تھے۔لوہار۔ترکھان وغیرہ ہر قسم کے پیشہ ور موجود تھے۔جو اپنی کاریگری سے نہ صرف قوم کی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔بلکہ دور دور ممالک میں اپنی بنائی ہوئی چیزیں بھیجتے تھے۔سمندر پار جاتے تھے۔اور دور دور کے ممالک سے تجارت کرتے تھے۔کھیتی کے لئے کوئیں کھودتے تھے اور نہریں بناتے تھے۔شلپ ودّیا کا ایک خاص اوپ وید تھا۔آریہ[1] لوگ کپڑا بننا جانتے تھے۔چنانچہ ایک فاضل کا خیال ہے۔کہ دریائے[2] سندھو کے کنارے سے کپڑا بابل کو جاتا تھا۔یہ لوگ سونے چاندی اور دیگر دھاتوں کا استعمال بھی جانتے تھے۔زیور بناتے تھے۔ہتھیار بناتے تھے۔اوزار بناتے تھے۔اور شاید سکّہ بھی چلاتے تھے۔

لڑائی کا سامان

لڑائی کے لئے ہتھیار مختلف قسم کے آریہ قوم نے ایجاد کئے تھے۔شستر ودّیا کی خاص طور پر عزت کرتے تھے۔چنانچہ ایک گندھرو وید بھی انہوں نے اسی علم کا بنا ڈالا تھا۔آریوں کے ہاں مشہور ہیں

لڑائی سے بھاگ جانے کو آریہ ہمیشہ نفرت کی نگاہ

[1] دت جلد اول صفحہ ۶۹

[2] پروفیسر سائیس کے ہیبرٹ لکچر صفحہ ۱۳۸

سے دیکھتے رہتے ہیں ÷ ویدک گرنتھوں میں تلواروں کا۔ لڑائی کی گاڑیوں کا۔ لڑائی کے باجوں کا۔ لڑائی کی کلہاڑیوں کا۔ تیر کمان کا۔ نیزوں کا۔ ڈھال کا۔ سر کی سنہری ٹوپیوں کا۔ زرہ بکتر کا ذکر ہے ÷

جانوروں سے محبت۔ گوشت خوری

جانوروں سے ہمیشہ آریہ قوم کی الفت رہی ہے۔ چنانچہ ہم اکثر شاستروں میں۔ گائے۔ گھوڑے کتے۔ ہاتھی۔ ہرن وغیرہ کا ذکر پاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گائے اور گھوڑے سے آریہ قوم کو قدیم سے پیار رہا ہے۔ یورپین محقق یہ کہتے ہیں۔ کہ آریہ شکار کیا کرتے تھے۔ اور گوشت بھی کھایا کرتے تھے ÷

علم و فضیلت

(الف) علم ہیئت۔ اُس زمانے میں علم و فضل بہت ترقی پر تھا۔ بہت سی سائنس آریہ لوگوں کو معلوم تھی۔ جن میں علم ہیئت تو خاص ان کی ایجاد تھا۔ اس میں انہوں نے خاص ترقی کی تھی۔ چاند۔ سورج اور تاراگن کے حساب سے آریا لوگوں نے سال۔ مہینے۔ دن اور راتیں قائم کی ہوئی تھیں۔ سال کے بارہ مہینے تھے۔ مگر چاند کے سال کو سورج کے سال کے ساتھ مطابق کرنے کے واسطے کبھی کبھی لوند کا مہینہ ڈال دیتے تھے۔ چاند کی اٹھائیس منزلیں ان لوگوں کو معلوم تھیں۔

لہ دت جلد اوّل صفحہ ۷۶ و ۷۷ ÷

اور خود انہوں نے اپنے مشاہدے سے قائم کی تھیں۔ غرضیکہ
ںکھشتروں کا علم بڑی اعلیٰ ترقی پر تھا۔ چھاندوگ اُپنشد
میں ایک جگہ ںکھشتروں کے علم کے علاوہ اور بہت سی
ودّیاؤں کا ذکر لکھا ہے ÷

(ب) اقلیدس۔ علم اقلیدس بھی ہندوستان میں سب
سے پہلے دریافت ہؤا۔ گو یوکلڈ یعنی حکیم اقلیدس ایک یونانی
حکیم کے نام سے یہ علم مشہور ہے۔ مگر تحقیقات سے ثابت
ہو گیا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے آٹھ سو سال
پہلے اور حکیم اقلیدس سے بہت پہلے یہ علم ہندوستانیوں
کو معلوم تھا۔ بلکہ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یونان کے حکیم
فیثا غورث نے یہ علم اہل ہند سے سیکھا تھا۔ اس علم کو
سنسکرت زبان میں سلوا سوتروں کے نام سے بیان کیا ہے ÷

(ج) حساب کسور اعشاریہ و زبانی حساب۔ علاوہ اس
کے یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ حساب
کسور اعشاریہ اور زبانی حساب بھی آریہ لوگوں کی ایجاد تھا۔
اہل عرب نے ہندوستانیوں سے سیکھا۔ اور پھر یورپ
میں پھیلا ÷

(د) درشن۔ ان سب سوتروں کے علاوہ آریوں نے
درشن سوتروں میں کمال کیا ہے۔ اور یہ درشن آریوں کے

---

[1] کول بروک صاحب کے مضامین ÷

[2] ڈاکٹر تھیبا صاحب ÷

[3] دت صاحب جلد دوم صفحہ ۱۳۲ ÷

کھٹ شاستر ہیں۔ درشن کے معنی ہیں شیشہ - گویا یہ سوتر ہر ایک منش کے لئے شیشے کا کام دیتے ہیں - ان چھ درشنوں میں آریوں کا فلسفہ و منطق ہے - یہ چھ درشن بہت مشہور اور پرانے ہیں - ان کے مضمون نہایت مشکل اور باریک ہیں - عبارت نہایت مختصر اور ایسی کاریگری کی ہے - کہ ایک لفظ کی کمی بیشی بھی نہیں ہو سکتی ٭

اوّل - سب سے پرانا درشن کپل کا بنایا ہوا سانکھ ہے - اس درشن میں یہ ثابت کیا گیا ہے - کہ مادہ اور روح دو انادی یعنی قدیمی چیزیں ہیں - جن کو کبھی فنا نہیں - جس پر سب سے مشہور ٹیکا بھاگری منی کا ہے ٭

دوم - پتنجل کا یوگ درشن ہے - جس میں پرمیشور کی اوصاف اور اس کی بھگتی کا بیان ہے - اور عبادت کے طریق بتلائے ہیں - یوگ ودیا پر سب سے مستند کتاب یہی ہے تمام یوگی اس کا حوالہ دیتے ہیں - اس پر سب سے مستند بھاش ویاس منی کا ہے ٭

سوم - گوتم کا نیاء درشن ہے - گوتم کو ہندوستان کا ارسطو کہتے ہیں - نیاء گویا آریہ لوگوں کا منطق ہے - دنیا میں علم منطق سب سے پہلے آریہ لوگوں کی ایجاد ہے - جس پر سب سے عمدہ بھاش داتسائن منی کا ہے ٭

چہارم - کناد کا ویشیشک ہے - یہ درشن گویا آریوں کا علم طبعیات ہے - اس میں اشیا کی ماہیت اور ان کی ترکیب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے - اس پر گوتم منی کی

بنائی ہوئی ٹیکا بہت صحیح مانی جاتی ہے +
پنجم - جیمنی کا پورب میمانسا ہے - اس میں کرم کانڈ کا ذکر ہے - رسومات وغیرہ کے متعلق بحث ہے - آریوں نے کرم کانڈ کو بھی سائنس کی صورت دے دی ہے - اور اس کو علمی سوتروں کے طور پر بیان کیا ہے - اس درشن پر سب سے مستند بھاش ویاس منی کا ہے +
ششم - ویاس کا اُتر میمانسا ہے - جس کو ویدانت سوتر بھی کہتے ہیں - اس میں پرمیشور کا ذکر ہے - اُس کے اوصاف بتائے ہیں - اُسی کو سارے جگت کا منبع ثابت کیا گیا ہے - ویدانت سوتروں پر سب سے اعلیٰ بھاش داتسائن منی یا بودھیائن منی کا ہے +

فصل چہارم - دھرم شاستر کا ذکر

ویدہ - برہمن اور اپنشد قدیم آریوں کے دھرم کی تصویر کھینچتے ہیں - رامائن اور مہابھارت ان کی لڑائیوں اور فتوحات کا تذکرہ کرتی ہیں - درشن - سوتر وغیرہ ان کی علمیت کو ظاہر کرتے ہیں - مگر دھرم سوتر مذہبی - سوشل - خانگی رسومات اور تمدن کا نقشہ کھینچتے ہیں +
یہ دھرم سوتر تین قسم کے ہیں -
اول - شروت سوتر یعنی وہ قواعد جو مذہبی رسومات

اور یگ کرم سے تعلق رکھتے ہیں ÷

دوم - دھرم سوتر یعنی وہ قواعد جن میں قانون وراثت وغیرہ و پولٹیکل قواعد درج ہیں ÷

سوم - گرہیہ سوتر - جن میں خانگی تعلقات کا تذکرہ ہے - اور خاندانی فرائض بتلائے ہیں ÷

ہم اس فصل میں دوم و سوم قسم کے سوتروں کا کچھ مختصر سا ذکر کرینگے ÷

(الف) دھرم سوتر - دھرم سوتروں میں سب سے قدیم سوتر منو مہاراج کے نام سے مشہور ہیں - جن سے کسی بعد کے زمانے میں موجودہ منو سمرتی نظم میں تصنیف کی گئی منو کے سوتروں کے علاوہ دیگر قدیم دھرم سوتروں کے نام یہ ہیں - (۱) وشِشٹ سوتر - (۲) گوتم سوتر - (۳) بودھیائن - (۴) آپستمبھ ÷ ان سوتروں سے بعد ازاں مختلف سمرتیاں نظم میں لکھی گئیں - جن میں سے سب سے مشہور و مستند منو سمرتی کے علاوہ یاگیہ ولک - پاراشر - نارد وغیرہ کی سمرتیاں ہیں ÷

یہ سمرتیاں ہندوؤں کا دھرم شاستر ہیں - جن کے مطابق آج تک ہندو کم و بیش تمام معاملات قانون میں عملدرآمد کرتے ہیں - چار ذاتوں کی کامل تفریق ان سمرتیوں میں ہے - گو کئی جگہ ایسی حالتیں لکھی ہیں - جن میں آدمی اپنی ذات سے گر جاتا ہے - آپس میں جو تعلقات ان چار ذاتوں میں ہیں - اُن کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - چاروں

ذاتوں کے فرائض و حقوق جداگانہ بتلائے گئے ہیں۔ بادشاہ کا دھرم خوب تفصیل سے درج ہے۔ عملداری کے جو قانون لکھے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدیم آریہ لوگوں نے پولیٹکل سائنس یعنی راج نیتی میں بھی بڑی اعلےٰ درجے کی ترقی کی ہوئی تھی۔ منجملہ دیگر فرائض کے بادشاہ کے لئے یہ ہدایت ہے۔ کہ اپنا محل عین شہر کے وسط میں بناوے۔ اور اُس کے ٹھیک سامنے ایک بڑا ہال بناوے۔ جس میں لوگوں سے ملاقات کیا کرے۔ شہر سے کچھ فاصلے پر جانب جنوب ایک بڑا مکان سبھا کے لئے بناوے۔ درختوں کی حفاظت کرے۔ رعایا سے کوئی چیز علاوہ شاہی محصولوں کے نہ لیوے وغیرہ وغیرہ ❊

گوتم سوتروں میں محصول کے متعلق حسب ذیل ہدایتیں ہیں۔

(۱) کاشتکاروں سے پیداوار کا ۱/۱۰ یا ۱/۸ یا ۱/۶ حصہ لیا جاوے ❊

(۲) جانوروں و سونے پر ۱/۵۰ حصہ ❊

(۳) تجارت پر ۱/۲۰ حصہ ❊

(۴) پھل۔ پھول۔ اَوشدھی (ادویات)۔ شہد۔ گوشت۔ گھاس۔ لکڑی پر ۱/۶۰ حصہ ❊

راجہ کی مدد کے لئے تین قسم کی سبھائیں ہوتی تھیں۔ دھرم سبھا۔ راج سبھا اور ودّیا سبھا ❊

انصاف کے لئے ان سوتروں میں بہت تاکید ہے۔ اور دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصل کرنے کے لئے بھی ہدایتیں درج ہیں۔ جھوٹی شہادت دینے کو جھاپاپ بتلایا

ہے۔ ان دھرم سوتروں میں وراثت۔ تبنیت۔ شادی۔ تعلیم وغیرہ کے مفصل قانون درج ہیں *

انہیں دھرم سوتروں میں جہاں ذاتوں کی تفریق مکمل درج ہے۔ وہاں ہر ایک انسان کی زندگی کے چار آشرم یعنی چار حصے بتلائے گئے ہیں۔ پہلا برہم چریہ آشرم جس میں بچہ آٹھ برس کی عمر سے بحیثیت طالب علمی داخل ہوکر کم از کم پچیس برس کی عمر تک رہتا تھا۔ اس آشرم میں وہ ودیا پڑھتا تھا۔ بواہ کرنا یا اور طرح سے اپنے ویرج کو نشٹ کرنا سخت ممنوع تھا۔ اچھے اچھے بھوجنوں کی بھی ممانعت تھی۔ ماں باپ کا گھر چھوڑ کر گرو کے آشرم میں جنگل میں رہنا پڑتا تھا۔ زمین پر سونا ہوتا تھا۔ غرض اس آشرم کے قواعد سخت تھے۔ جن کے سبب سے لڑکا سختی کی برداشت کے قابل ہو جاتا تھا۔ جسم سے مضبوط رہتا تھا۔ اخلاق میں صاف اور پاکیزہ ہوتا تھا۔ اور علم میں فاضل ہو جاتا تھا۔ پچیس برس کی عمر میں وہ شادی کرکے گھرست آشرم میں داخل ہو جاتا تھا۔ اولاد پیدا کرتا تھا۔ روپیہ کماتا تھا۔ جائداد بناتا تھا۔ دھرم کے کام کرتا تھا۔ پچاس برس کی عمر میں اپنی جائداد و دولت وغیرہ اپنے لڑکوں و سمبندھیوں میں تقسیم کرکے بان پرستی ہو جاتا تھا۔ جنگل کو چلا جاتا تھا۔ اور تپ کرتا تھا۔ ۷۵ برس کی عمر میں سنیاس آشرم دھارن کرتا تھا *

ان سوتروں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

نیک چلنی پر پرُانے آریہ بڑا زور دیتے تھے۔چنانچہ وششٹ سوتروں میں ایک جگہ لکھا ہے۔کہ ”ویدوں اور شاستروں کے پڑھنے سے وہ شخص شدُھ نہیں ہوتا۔جس کا چال چلن خراب ہے۔ایسے شخص کے لئے وید برکت کے دینے والے نہیں ہوتے“ ؛

گوتم رشی لکھتے ہیں۔کہ مندرجۂ ذیل کاموں سے انسان اپنی ذات سے گر جاتا ہے۔

”قتل۔شراب نوشی۔گرُو کی استری سے حرامکاری۔چوری۔ویدوں کی نندا کرنے اور ایشر سے مُنکر ہونے سے۔بار بار پاپ کرنے سے۔مجرموں کو پناہ دینے سے۔بے قصور دوستوں کا ساتھ چھوڑ دینے سے۔دوسروں کو پاپ کے کام کرنے کی ترغیب دینے سے۔رینچ آدمیوں سے صحبت رکھنے سے۔جھوٹی شہادت دینے سے۔جھوٹے الزام لگانے سے۔اور دیگر ایسے ہی پاپوں سے“ ؛

ان شاستروں میں سمندر پار جانے یا غیر ممالک میں سفر کرنے کی ممانعت نہیں ہے ؛

(ب) گریھ سوتر۔گریھ سوتروں میں آریوں کو سولہ سنسکار کرنے کا حکم ہے۔

اوّل۔گربھا دھان سنسکار یعنی حمل ٹھیرنے کے وقت کا سنسکار ؛

دوم۔پُنسون سنسکار۔جو حمل سے دو یا تین ماہ بعد کیا جاتا ہے ؛

سوم۔سی منتوین سنسکار۔جو حمل سے پانچویں یا چھٹے مہینے

کیا جاتا ہے ❖

چہارم - جات کرم یعنی پیدائش کا سنسکار ❖
پنجم - نام کرن سنسکار یعنی نام رکھنے کا سنسکار ❖
ششم - نش کرمن سنسکار یعنی تبدیل مکان کا سنسکار ❖
ہفتم - بچے کو سب سے پہلے اناج کھلانے کا سنسکار (ان پرشن) ❖
ہشتم - چوڑا کرم سنسکار یعنی سر مونڈنے کی رسم ❖
نہم - کرن بھید یعنی کانوں میں چھید کرنے کی رسم ❖
دہم - اُپ نین یعنی یگوپویت یا جنیو یعنی زنار بندی کی رسم ❖
یازدہم - وید آرنبھ یعنی وید شروع کرانے کی رسم ❖
دوازدہم - سماورتن یعنی برہم چریہ سے واپس آنے کی رسم ❖
سیزدہم - بواہ یعنی بیاہ یا شادی کی رسم ❖
چہاردہم - گرہست آشرم یعنی گرہستی بننے کی رسم ❖
پانزدہم - بان پرست آشرم یعنی دنیا چھوڑ کر جنگل جانے کی رسم ❖
شانزدہم - سنیاس یعنی تپ کرنے کے بعد سنیاسی بننے کی رسم ❖
ہفتدہم - مرتک سنسکار یعنی جسم کو جلانے کی رسم ❖

نوٹ - اصل میں اُپ نین و وید آرنبھ و برہم چریہ سنسکار ایک ہی ہیں ❖

فصل پنجم

ویدک زمانے کا تاریخی لٹریچر

تمہیدی بیان

بُدھ سے پہلے زمانے کی کوئی ایسی تاریخ موجود نہیں۔ جس میں سلسلہ وار ہندو آریوں کی پولیٹکل ترقی کے تذکرات ہوں۔ مگر تاہم رامائن اور مہابھارت کو تاریخی کتب بھی گِنا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کتابیں آریہ شجاعوں اور بہادروں (ہیروز۔ heroes) کے حالات سے پُر ہیں۔ رامائن تو خاص کر آرین فتوحات کی تاریخ ہے۔ سنسکرت علم ادب میں ان دونو کتب کو نہایت اعلےٰ درجہ حاصل ہے۔ ان کی نظم اعلےٰ۔ ان کی زبان نہایت پاکیزہ اور ان کے خیالات نہایت صاف ہیں۔ سنسکرت لٹریچر تو کیا کُل دُنیا کے علم ادب میں یہ دونو کتب عجیب و غریب گِنی جاتی ہیں۔ یورپین فاضل تو مہابھارت کو رامائن سے قدیم مانتے ہیں۔ مگر ہندو فاضل مہابھارت کو پیچھے کی گِنتے ہیں۔ چنانچہ عام طور پر بھی کہا جاتا ہے۔ کہ مہابھارت کی جنگ عظیم میں ہندو آریا لوگوں کی بزرگی کا خاتمہ ہوگیا۔ ہندو لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ مہابھارت کی آخری جنگ

سے کل یگ شروع ہوا۔ جس کو آج چار ہزار نو سو اٹھانوے برس گزرے۔ در حقیقت تحقیق سے یہ کہنا۔ کہ وہ واقعات جو ان کتب میں درج ہیں۔ کب وقوع میں آئے۔ اور کب یہ کتابیں لکھی گئیں۔ نا ممکن ہے۔ انگریزی محققوں کا خیال ہے۔ کہ جب آریہ لوگوں نے پنجاب سے عبور کرکے دوآبہ گنگ و جمن میں اپنی راجدھانیاں قائم کی تھیں۔ اُس وقت وہ واقعات وقوع میں آئے جو ان کتب میں درج ہیں۔ گو ان کے وقوع میں آنے سے بہت زمانہ پیچھے یہ دونو کتابیں بنائی گئیں۔ مگر ان کتابوں میں جو ان کے بنانے کی کتھا درج ہے۔ وہ اس خیال کی تائید نہیں کرتی ۔ ڈاکٹر ہنٹر[ل] صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ ممکن ہے۔ کہ بعض حصے رامائن کے مہابھارت سے پہلے کے ہوں۔ ہندو فتحیابئ لنکا کی یادگار میں ہر سال بماہ اسوج دُسہرے کا تیوہار مناتے ہیں۔ اور پھر اس سے قریباً پندرہ روز بعد بماہ کاتک سری رامچندر کی واپسی اجودھیا کی یادگار میں دیوالی کا تیوہار کرتے ہیں۔ دیوالی کی تقریب پر تمام ہندو مکانات میں صفائی ہوتی ہے۔ مکانات سجائے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک مکان میں روشنی کی جاتی ہے۔ بازاروں میں بھی روشنی کی جاتی ہے۔ بھائی بندوں۔ دوستوں۔ رشتہ داروں کو مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے۔ ہندو مرد اور ہندو استریاں رامائن کی کتھا سُننے کا بہت شوق رکھتی ہیں اور اس کتھا کے سُننے کو ثواب عظیم خیال کرتے ہیں ۔

ل دیکھو ہنٹر انڈین امپائر صفحہ ۱۶۲ ۔

رامائن

رامائن والمیکی مُنی کی تصنیف ہے۔ اور سری رامچندر جی مہاراج کے زمانے کی تاریخ ہے۔ یا یوں کہو۔ کہ ان کی سوانح عمری ہے۔ اس کتاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس کا مصنف سری رامچندر جی کا ہمعصر تھا۔ کیونکہ قصّے میں کئی جگہ مصنّف کا ذکر آتا ہے۔ اس نظم میں آریوں کی فتوحات لنکا و دکھن کا ذکر ہے ÷

رامچندر جی کوسلا خاندان کے راجاؤں میں راجہ دسرتھ کے بیٹے تھے۔ اُن کی راجدھانی اجودھیا میں تھی۔ اجودھیا علاقہء اودھ میں واقع ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گنگا کے متصل اُس وقت تین بڑی سلطنتیں آریہ قوم کی تھیں۔ ایک کوسلا قوم کی علاقہء اودھ میں۔ جس میں سری رامچندر جی پیدا ہوئے۔ دوسری ودھیا قوم کی شمالی بہار میں راجہ ودھیا کی دختر سری سیتا جی سے سری رامچندر جی کی شادی ہوئی۔ تیسری کانسی قوم کی موجودہ بنارس کے آس پاس۔ رامچندر جی کا قصّہ ہندوستان میں بہت مشہور ہے۔ ہندوؤں کا ایک مذہبی انسٹی ٹیوشن رام لیلا اسی کی یادگار میں ہے ÷

رامائن کے ابتدائی حصّے میں رامچندر جی کی پیدائش۔ اُن کی تعلیم اور اُن کی شادی کا تذکرہ ہے۔ ہندوؤں کے مشہور رشی وششٹ جی رامچندر جی اور اُن کے بھائیوں کے گرو تھے۔ جب رامچندر جی اور اُن کے بھائی تحصیل علم کرکے جوان ہوئے۔ تو وششٹ جی اُن کو ملیچھوں سے لڑنے

کے لیئے لے گئے۔ جس میں ان کھشتری نوجوانوں نے فتح پائی۔ اس کے بعد سیتا جی کا سوئمبر رچا گیا۔ جس میں سارے ملک کے راجوں۔ مہاراجوں اور راج کماروں کی موجودگی میں مہاراج رامچندر جی نے شو جی کا دھنش جو کسی سے نہ اُٹھتا تھا۔ اُٹھایا۔ اور اس طرح سے سوئمبر جیت کر راج کنیا سیتا جی کو حاصل کیا ؂

کچھ عرصہ بعد راجہ دسرتھ نے رامچندر جی کو جو اُن کے بڑے بیٹے تھے۔ یُو راج (ولی عہد) مقرر کرنے کی رسم کی طیاری کی۔ جس پر اُن کی چھوٹی استری کیکئی کو جو بھرت اور سترگھن کی ماں تھی۔ حسد پیدا ہوُا۔ اُس نے کسی وقت لڑائی میں اپنے پتی (یعنی راجہ صاحب) کی مدد کر کے اُن سے یہ اقرار حاصل کیا ہوُا تھا۔ کہ وہ جب چاہیگی۔ تب مہاراج سے تین ور مانگیگی۔ اور مہاراج اس کی خواہش کو پورا کرینگے۔ چنانچہ اس نے اس موقع پر وہ اقرار یاد دلا کر مہاراج سے یہ خواہش کی۔ کہ وہ رامچندر جی کے ولیعہد مقرر کرنے کی رسم کو ملتوی کر کے اُن کے لیئے چودہ برس کے بنواس (یعنی جلا وطنی) کا حکم صادر کریں۔ اور اس کے بیٹے بھرت کو راج تلک دیں۔ مہاراج دسرتھ کو یہ سُن کر بہت رنج ہوُا۔ اور گو اُنھوں نے اپنے مُنہ سے رامچندر جی کو حکم نہیں دیا۔ مگر جب رامچندر جی کو ساری کیفیت معلوم ہو گئی۔ تو انہوں نے اپنے پتا کے اقرار کو پورا کرنے کی غرض سے کیکئی کی خواہش کے مطابق عمل کرنے

کا مصمم ارادہ کر لیا۔ لچھمن اُن کا چھوٹا بھائی اور سیتا جی اُن کی استری اُن کی ہمراہی کے لیئے طیار ہو گئے۔ آخر بعد بہت رد و کد کے۔ سری رام چندر جی۔ اُن کا بھائی لچھمن اور سیتا جی تینوں ڈنڈک بن کی طرف روانہ ہوئے ✣

اس تمام ماجرے کو شاعر نے ایسی درد انگیز عبارت میں بیان کیا ہے۔ اور ایسے کمال سے انسانی جذبات (نیک و بد) کا نقشہ کھینچا ہے۔ کہ اُس کا بدل کسی لٹریچر میں ملنا مشکل ہے۔ کیکئی کے حسد اور راجہ دسرتھ کے رنج۔ مہاراج رامچندر جی کی فرماں برداری اور دھرم بھاو۔ کوشلیا کے غم اور لچھمن کی وفاداری اور محبت اور سیتا جی کی عقیدت اور خلوص کا جو عکس اُتارا گیا ہے۔ وہ ہم کو آریوں کے اعلےٰ اخلاق اور اُن کی نہایت پاکیزہ زندگی کا نمونہ بتاتا ہے۔ آگے جاکر جب شاعر بھرت جی کو جو اس ماجرے کے وقت اپنے نانا کے گھر گئے ہوئے تھے۔ واپس لاتا ہے۔ تو اَور ہی جوہر دکھلاتا ہے۔ بھرت کی بے غرضانہ محبت اور اُس کی سچّی دھرم سے بھری ہوئی کارروائی ہر ایک پڑھنے والے انسان کو پاکیزگی اور خلوص محبت کے معراج کی طرف چڑھائے دیتی ہے ✣

جنگل میں رامچندر اور لکشمن کو بہت سی مصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ حتےٰ کہ اُن کی بدنصیبی کا پیالہ لبریز ہو جاتا ہے۔ جبکہ ایک روز شکار سے واپس آکر وہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ سیتا جی گم ہو گئیں۔ تلاش اور جستجو سے پتہ لگتا

ہے۔ کہ لنکا کا مہاراجہ راون اُن کو زبردستی سے اُٹھا لے گیا۔ سیتا جی کی پاکدامنی اور راون کے مغلوب الشہوت ہونے کی تصویر کھینچنے میں بھی شاعر نے کمال کیا ہے ٭

اسی تلاش میں دکن کی فتوحات کا تذکرہ ہے۔ جنانچہ رامچندر اور لکشمن جنوبی قوموں کی فوجیں لیکر سمندر پار لنکا پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اور لنکا کو فتح کرکے راون کے بھائی بھبیکشن کو بخش دیتے ہیں ٭

میعاد جلاوطنی کے خاتمے پر شاعر بڑی دھوم دھام سے مہاراج رامچندر جی کو مع اُن کے ہمراہیان سیتاجی اور لکشمن جی کے واپس اجودھیا میں لاکر راج گدی پر بٹھاتا ہے۔ کیونکہ مہاراج دسرتھ تو رامچندر جی کے جاتے ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور بھرت اس عرصے میں محض رامچندر جی کی طرف سے حکمران تھا۔ یہاں پر کتاب کا پہلا حصّہ ختم ہوتا ہے ٭

دوسرے حصّے کا قصّہ یہ ہے۔ کہ جب مہاراج رامچندر جی واپس آن کر راج کرنے لگے۔ تو ایک دفعہ اُن کو یہ علم ہوا۔ کہ لوگ سیتا جی پر راون کے ساتھ بھاگ جانے کا طعن کرتے ہیں۔ مہاراج اس خیال سے کہ راجہ کو اپنی رعایا کی رائے کی پروا کرنی چاہیئے۔ مہارانی سیتا کو جو اس وقت حاملہ تھی۔ گھر سے نکال دیتے ہیں۔ اس موقع پر شاعر نے نہایت خوبصورتی سے راج دھرم کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا ہے۔ کہ گو مہاراج رام چندر جی کو اپنی استری کی پاکدامنی

پر کچھ شبہ نہیں تھا۔ مگر تاہم بپاس رائے اپنی رعایا
کے ایسی عزیز عورت کو ایسے نازک وقت میں بے یار و
غمگسار گھر سے نکال دیا۔ سیتا روتی دھوتی جنگل میں
چلی گئی۔ جہاں اُس کو والمیکی مُنی نے اپنے آشرم میں
پناہ دی۔ وہاں رانی کے دو پسر پیدا ہوئے جن کو
والمیک جی نے پرورش کیا اور تعلیم دی۔ ان لڑکوں
کی تعلیم کی اثنا میں والمیک نے رامائن کو تصنیف کیا۔
اور اُن لڑکوں کو حفظ یاد کرا دی۔ جب وہ لڑکے یاد کر چکے۔
تو اُن کو اجودھیا میں بھیج دیا۔ جہاں وہ رامائن سُناتے
پھرتے رہے۔ یہ خبر پھیلتے پھیلتے مہاراجہ کو بھی پہنچی۔
اُنہوں نے اُن لڑکوں کو بُلا کر اُن سے رامائن سُنی۔ جس
کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُن پر سارا بھید کھُل گیا۔ اور اُنہوں
نے پشیمان ہو کر سیتا جی کو پھر واپس بُلا لیا۔ اور اُس
سے معافی مانگی ؞

مہابھارت

آریوں کی دوسری جنگی نظم مہابھارت ہے۔ جس
کا زمانہ انگریز محقق ۱۴۰۰ سال قبل از مسیح قائم
کرتے ہیں۔ یہ کتاب ویاس جی کی تصنیف سے کہی
جاتی ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے۔ کہ موجودہ مہابھارت کسی ایک
زمانے کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ ہر زمانے کے پنڈت اس
پر طبع آزمائی کرتے چلے آئے۔ حتےٰ کہ موجودہ ضخامت زائد
از ایک لاکھ شلوک کی ہو گئی۔ اکثر محقق اس امر پر متفق
ہیں۔ کہ کتاب کی اصلی ضخامت بہت تھوڑی تھی۔ بعض

دس ہزار شلوک کی اور بعض اس سے بہت کم بتلاتے ہیں ڈاکٹر ہنٹر لکھتے ہیں۔کہ اصل کتاب میں صرف ۸۸۰۰ شلوک تھے۔ اسی واسطے اس کتاب سے اُس وقت کی آرین تہذیب کا سچّا اور وفادار نمونہ نہیں مل سکتا +

مہابھارت کا جنگ کورو پانڈو کا جنگ مشہور ہے۔مگر تاریخی کتب میں یہ جنگ کورو و پانچالوں کا جنگ کہلاتا ہے۔ پانچالوں کا راجہ دروپد پانڈوں کا خُسر تھا۔ ایترئے برہمن میں اُترکورو لوگوں کا دیش ہمالیہ کے شمال میں لکھا ہے۔ ایک یوربین فاضل کی یہ رائے ہے۔کہ یہ اُترکورو دیش موجودہ کاشغر واقع چینی تاتار کے مشرق میں تھا۔ لیکن بعض دیگر فاضل یہ لکھتے ہیں۔کہ موجودہ کشمیر کا علاقہ ہی اُترکورو دیش تھا۔ خیر کچھ ہی ہو۔ اس میں کلام نہیں۔کہ کورو لوگ شمالی پہاڑوں کے رہنے والے تھے۔ جہاں سے اُتر کر اُنہوں نے دوآبۂ گنگ و جمن میں ایک زبردست سلطنت قائم کی۔ یوربین فاضل اس سلطنت کی تاریخ حضرت عیسٰے کی پیدائش سے چودہ سو سال پہلے قائم کرتے ہیں۔ جس زمانے میں کورو دہلی کے متصل اپنا راج کرتے تھے۔ اُس زمانے میں قنوج کے متصل ایک اور زبردست راجدھانی پنچال لوگوں کی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔کہ اصل میں یہ دونو خاندان کورو و پنچال ایک ہی نسل سے تھے۔ اور اُن میں آپس میں بہت رابطہ و اتحاد تھا +

له ہنٹر انڈین امپائر صفحہ ۱۶۲ +

مختصر طور پر مہابھارت کا قصہ یہ ہے۔کہ جب کورو خاندان کے بادشاہ سنتانو کا کال ہؤا۔تو اُس کے دو بیٹے تھے۔ اُن میں بڑا بھیشم تھا۔جو سنسکرت لٹریچر میں بال برہم چاری کے لقب سے مشہور ہے۔اس نے ساری عمر برہم چاری یعنی مجرد رہنے کا پرنؔ کیا تھا۔بھیشم سے چھوٹا لڑکا سنتانو کے بعد ہستنا پور کی گدی پر بیٹھا۔ ہستناپور اس سلطنت کا دار الخلافہ تھا۔اور جہاں اب دہلی واقع ہے۔اس جگہ سے ۶۵ میلی شمال مشرق کو گنگا کے کنارے پر واقع تھا۔اس راجہ کے دو بیٹے ہوئے۔جن میں سے ایک کا نام دھرت راشٹر تھا۔جو آنکھوں سے اندھا تھا۔دوسرے کا نام پانڈو تھا۔پانڈو کے پانچ بیٹے ہوئے۔ جو بروقت وفات پانڈو کے نابالغ تھے۔ادھرت راشٹر کے

لہ اس پرن کی اصلیت بھی بہت دلچسپ ہے۔روایت یہ ہے۔کہ مہاراج سنتانو ایک روز شکار کرتے ہوئے جب ایک دریا کے کنارے پہنچے۔تو ایک ماہی گیر کی حسین دُختر پر عاشق ہو گئے۔جب انہوں نے ماہی گیر سے شادی کی درخواست کی۔تو ماہی گیر نے کہا۔کہ وہ اس شرط سے شادی کرنے پر رضامند ہوگا۔کہ مہاراج سنتانو کے بعد گدی کا وارث اس کا دھوترا (یعنی دخترزادہ) ہو۔ مہاراج سنتانو نے اس کو منظور نہ کیا۔کیونکہ اس سے اُن کے بڑے پسر بھیشم کی حق تلفی ہوتی تھی۔جب بھیشم کو یہ خبر ملی۔تو اُس نے خود ماہی گیر سے جاکر یہ اقرار کیا۔کہ مہاراج سنتانو کے بعد گدی کا وارث اُس کا دخترزادہ ہوگا۔مگر ماہی گیر اس پر بھی رضامند نہ ہؤا۔اور اُس نے کہا۔کہ تیری اولاد میری دختر کی اولاد سے گدی چھین لیگی۔جس پر بھیشم نے یہ قسم کھائی۔کہ وہ شادی نہ کریگا۔تب ماہی گیر رضامند ہؤا ÷

بیٹوں کو مہابھارت میں کورو کہا گیا ہے)- پانچوں پانڈوں کی نابالغی میں دھرت راشٹر راج کا کام کرتا رہا- دھرت راشٹر نے پانچوں پانڈو پُتروں کو اور نیز اپنے بیٹوں کو تعلیم کے واسطے ڈرونا آچاریہ کے سپرد کیا ؛

یہ شخص (ڈرونا آچاریہ) بڑا وِدوان (عالم) تھا- اور ہتھیاروں کے استعمال اور یُدھ (فن محاربہ) کی وِدّیا میں کامل تھا- وہ اصل میں راجہ دروپد پانچال کے دربار سے ناراض ہو کر چلا آیا تھا- اُس کے دل میں راجہ دروپد سے بدلا لینے کی سمائی ہوئی تھی- اس نے نہایت محنت اور لیاقت سے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی- پانچوں پانڈوں میں یُدھشٹر سب سے بڑا تھا- جو دھرم شاستر اور برہم وِدّیا میں اپنے بھائیوں پر سبقت لے گیا تھا- بھیم اُس سے چھوٹا پہلوان اور گتکا بازی میں مشّاق تھا- تیسرا ارجن ایک لاثانی تیر انداز اور تلوار کا چلانے والا تھا- چوتھا نکل جو گھوڑوں کو قابو کرنا جانتا تھا- پانچواں سہدیو جو علم جوتش میں مہارت رکھتا تھا- غرض پانچوں بھائی اگرچہ عام طور پر سب لائق فاضل اور شاستر دان تھے- مگر ہر ایک خاص خاص کام میں اپنا اپنا نام رکھتا تھا ؛

دھرت راشٹر کا بڑا بیٹا دریودھن بھیم کی طرح پہلوانی اور گتکا بازی میں خاص ملکہ رکھتا تھا- جب ان نوجوانوں کی تعلیم ختم ہو چکی- تو اُن کے امتحان کی ٹھہری- ایک مبارک دن اس کام کے واسطے مقرر کیا گیا- اور ایک

بہت بڑا جلسہ رچایا گیا ÷
ایک وسیع میدان میں تمام علاقے سے خلقت اپنے نوجوان شہزادوں کے کرتب دیکھنے کے لئے اکٹھی ہوئی۔ راجہ خود بدولت بھی تشریف لے گئے۔ دریودھن کی ماں گاندھاری بھی گئی۔ اور یدھشٹر۔ بھیم اور ارجن کی ماں کُنتی بھی موجود تھی۔ سب سے پہلے بھیم اور دریودھن نے طاقت آزمائی شروع کی۔ دونو نہایت جوش و خروش سے لڑنے لگے۔ انسان کیا تھے۔ ہاتھی تھے یا بلا تھے۔ اُن کے شور سے آسمان گونجنے لگا۔ دونو نے کمال ہنر دکھائے۔ اور قریب تھا۔ کہ دونو کٹ مرتے۔ کہ زبردستی سے دونو کو علیحدہ کر دیا گیا ÷ اب ارجن میدان میں آیا۔ اور وہ تیر چلائے۔ کہ چاروں طرف سے واہ واہ کی صدا گونجنے لگی۔ لوگوں کی زبان سے نعرے تعریف کے بلند ہوئے۔ ماں کُنتی کی چھاتی خوشی سے اُبھرنے لگی۔ تیروں کو چھوڑ تلوار اور دیگر ہتھیاروں سے بھی اُس نے خوب کرتب دکھلائے۔ لڑکا کیا تھا۔ بلا کا پُتلا تھا۔ ایسا نشانہ باز۔ ایسا مشاق۔ ایسا ہاتھ کا صاف اور پھرتیلا کہ جہان میں دوسرا پیدا نہیں ہوا۔ سارے ہنر دکھلا کر گرو کی طرف بڑھا۔ جھک کر نمسکار کی۔ اور اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ ارجن کا یہ تمام عیش دیکھ کر دریودھن کے سینے میں حسد کا شعلہ موج زن ہوا۔ جل کے کوئلے ہو گیا۔ وہ اور اُس کے بھائی ایک اور جوان کو میدان میں لائے۔ اور پانڈو پُتروں کو اس

سے لڑنے کے لیئے للکارا- اس جوان کا نام کرن تھا +
راج پُتر سوائے راجہ لوگوں کے دوسرے کے ساتھ لڑنا باعث ننگ سمجھتے تھے- اس لیئے راجہ دھرت راشٹر نے جو دریودھن کا باپ تھا- فوراً کرن کو راجہ کی پدوی دے دی- مگر جب پانڈو پُتروں نے کرن سے اُس کا حسب نسب دریافت کیا- تو اس نے صاف جواب دینے سے پہلو تہی کی- جس پر پانڈوں نے بغیر حسب نسب معلوم کیئے کرن سے مقابلہ کرنے سے انکار کیا +
اب ڈروناآچاریہ[1] نے دکشنا مانگی- یعنی اپنی محنت کے صلے میں انعام کا خواستگار ہُوا- راجہ نے کہا- مانگو جو مانگتے ہو- اگنی روپ برہمن نے اتنے سالوں تک جو بھید کہ اپنے سینے میں چھپا رکھا تھا- اُس کو ظاہر کیا- یعنی راجہ دروپد سے بدلا لینے کا ور (اقرار) مانگا- راجہ بچن دے چُکا تھا- اور جس کا پالن کرنا اُس کا دھرم تھا- خلاصہ کلام یہ کہ ڈرونا آچاریہ نے راجہ دروپد پر فوج کشی کی- اور اُس کا آدھا علاقہ چھین لیا +
پانڈو پُتر جوان ہوتے جاتے تھے- اور راجہ بوڑھا ہوتا جاتا تھا- دستور ملک کے مطابق ضرور تھا- کہ کسی کو ولیعہد منتخب کیا جاوے- یُدھشٹر سب سے بڑا تھا- اور

[1] پُرانے زمانے میں گرو اثنائے تعلیم میں تعلیم دینے کی اُجرت یا فیس یا تنخواہ نہ لیتے تھے- بلکہ جب بالک برہم چریہ ختم کرکے تعلیم پا چکتا تھا- تو اُس وقت اپنی محنتوں کا معاوضہ طلب کرتے تھے +

اپنے باپ کی بادشاہت پر سب سے پہلا حق بھی اُسی کا تھا - چنانچہ وہی ولی عہد منتخب ہوا - مگر دریودھن نے اس انتخاب کو منظور نہ کیا - اور اپنے باپ کو بہکا کر پانڈؤں کو جلاوطن کرا دیا - پانڈو ہستناپور چھوڑ کر شہر ورن واٹ (جس کو آج کل الہ آباد کہتے ہیں) میں جا آباد ہوئے - دریودھن نے یہ سوچ کر کہ جب تک پانڈو زندہ ہیں - اُن کی طرف سے اندیشہ برابر لگا ہوا ہے - پانڈوں کے سکونتی مکان کو آگ لگوا دی - مگر وِدُر[1] کے طفیل پانڈوں کو وقت پر خبر مل گئی - اور وہ مع اپنی ماتا کے ایک خفیہ راستے سے بچ نکلے - جب وہ برہمنوں کے بھیس میں جنگلوں میں پھرتے تھے - تو انہیں دنوں میں پانچال نسل کے راجہ دروپد نے اپنی بیٹی دروپدی کا سوئمبر رچا + سوئمبر کی شرط یہ تھی - کہ جو شخص تیراندازی میں اعلےٰ درجے کی لیاقت کا ثبوت دیگا - اُس سے دروپدی شادی کریگی + ایک لکڑی پر ایک چکّر باندھا گیا - اُس چکّر کے اوپر ایک سونے کی گھومتی ہوئی مچھلی تھی - ایک بڑی بھاری کمان مہیّا کی گئی - شرط یہ تھی - کہ جو شخص اس گھومتی ہوئی مچھلی کی آنکھ میں تیر لگا دے - وہ دروپدی کا

---

[1] وِدُر کورو اور پانڈؤں کا چچا تھا - یہ وہی شخص ہے - جس کی وِدُر نیتی مشہور ہے - وِدُر نیتی پولیٹیکل سائنس کی ایک مستند کتاب ہے +

خاوند بنے۔ دور دور دیشوں سے راجا۔ راجکمار۔ پہلوان۔تیر انداز
کھشتری جمع ہوئے۔ برہمنوں نے وید منتر اُچارن کرکے
یگ کیا۔ راج کنیا دروپدی ہاتھ میں پھولوں کا ہار لیکر
اپنے بھائی درشٹ ڈیومن کے ساتھ محلوں سے اُتری۔
تمام راجا اور راج کمار باری باری سے اُٹھے۔اور قسمت
آزمائی کرنے لگے۔ مگر کسی کو کامیابی نہ ہوئی۔ کرن بھی
آگے بڑھا۔ مگر اُس کو پیچھے ہٹا دیا گیا۔ کیونکہ وہ
داسی پُتر یعنی (کنیزک زادہ) تھا۔ تماشائیوں کی صف
میں سے ایک شخص بشکل برہمن آگے بڑھا۔کمان اٹھائی
اور بات کرتے کرتے نشانے پر تیر چلا دیا۔ چاروں
طرف سے واہ واہ ہونے لگی۔ دروپدی نے فوراً
پھولوں کا ہار اُس کے گلے میں پہنا دیا۔دلیر برہمن
نے راج کنّیا کو ور لیا۔جو کھشتری راجا اور راج کمار
آئے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے شور برپا کیا۔کہ راج کنّیا
کو برہمن نہیں ور سکتا۔جس کا نتیجہ یہ ہوُا۔کہ برہمن نے
اپنا بھیس اُتار دیا اور اپنا حسب نسب بتلاکر اپنے آپ کو
ارجن پسر پانڈو ظاہر کیا ؛

اس طرح سے سوئمبر جیت کر جب پانڈو اپنی ماتا
کے پاس آئے۔ تو اُس کو کہنے لگے۔کہ آج ہم کو
ایک تحفہ ملا ہے۔ ماں کو کیا خبر تھی۔کہ کیا تحفہ ملا
ہے۔ اُس نے کہا۔کہ یہ تحفہ پانچوں کا مشترکہ مال
ہے۔ اس پر ماں کی آگیا پالن کرنے کے لئے پانچوں

پانڈو پُتروں نے دروپدی سے بواہ کیا ÷
اب تو پانڈوں کو ایک زبردست راجہ کی حمایت مل گئی۔ راجہ دروپد اُن کا مددگار ہو گیا۔ اور اس نے دھرت راشٹر کو مجبور کیا۔ کہ وہ آدھا راج پانڈوں کو دے ÷ اس تقسیم میں بھی پانڈوں پر ظلم ہی ہوا۔ جنگلی علاقہ ان کو ملا ÷ کھانڈو پرست کے جنگل کو صاف کرکے پانڈوں نے اندر پرست شہر آباد کیا۔ جس کے کھنڈرات اس وقت شہر دہلی کے متصل موجود ہیں۔ پھر اپنی دلیری اور شجاعت سے بہت سا علاقہ اور بھی فتح کر لیا۔ اور اپنی فتوحات اور اپنے حسن انتظام سے اپنے آپ کو راجسو یگ کرنے کا مستحق کر لیا۔ تمام راجا مہاراجا اس یگ میں بلائے گئے۔ اور دریودھن وغیرہ بھی شامل ہوئے۔ سری کرشن کو پردھان کی پدوی دی گئی۔ آخر جب یگ سمپورن ہو چکا۔ تو دریودھن نے ہنسی ہنسی میں ایک روز یدھشٹر کو جوا کھیلنے پر راضی کر لیا۔ دھرماتما یدھشٹر اس چال میں آ گیا۔ اور جوئے کی بازی میں راج پاٹ سب کچھ ہار گیا۔ حتیٰ کہ اپنی استری بھی بازی پر لگا دی۔ اور اُسے بھی ہار گیا۔ جب دروپدی کو یہ خبر پہنچی۔ تو وہ بہت غصّے میں آئی۔ اور اس نے دریودھن کے پاس جانے سے انکار کیا۔ مگر دُھشاسن اُس کو بالوں سے گھسیٹ کر دربار میں لے آیا۔ قریب تھا۔ کہ فساد ہو جاوے۔ کہ اتنے میں

اندھے دھرت راشٹر کی سواری آ گئی۔ اور اُس کی وساطت
سے یہ فیصلہ ہؤا۔ کہ پانڈو بارہ برس کے لیئے بن میں
چلے جاویں۔ بارہ برس کے بعد ایک سال اور چھپے رہیں۔
اگر اس تیرھویں سال میں دریودھن اُن کا پتہ نہ پا
سکے۔ تو چودھویں سال کے شروع میں اُن کو اُن کا
راج واپس دے دے ؛

لاچار پانڈو دوسری دفعہ بن باس ہوئے۔ بارہ برس
جنگلوں میں گھوم کر تیرھویں سال اُنھوں نے راجہ
وراٹ کی نوکری اختیار کی۔ تیرھواں سال ختم ہونے
کو تھا یا ہو چکا تھا۔ کہ ہستنا پور راج کے آدمی راجہ
وراٹ کے ڈنگر لے گئے۔ ارجن نے لڑائی کر کے ان
ڈنگروں کو حاصل کیا۔ گو ارجن بھیس بدلے ہوئے تھا۔
اور اس کو کسی نے نہیں پہچانا۔ تاہم دریودھن نے
یہ مشہور کیا۔ کہ ارجن کے سواے ایسی طاقت اور کسی
میں نہ تھی جو یہ کام کرتا ۔ جب پانڈوں نے اپنا
راج واپس مانگا ۔ تو اُس نے اسی بہانے سے دینے سے
انکار کر دیا آخر ایک بڑی بھاری لڑائی دونو فریقوں میں
ہوئی آریہ ورت کے کل راجے اس لڑائی میں شامل
تھے۔ کوئی پانڈو پُتروں کی طرف اور کوئی دریودھن کی
طرف۔ سری کشن پانڈوں کی طرف تھے۔ اور اُن کی ساری
فوج کورو کی طرف۔ یہ خونخوار جنگ بہت مدّت تک
رہا ۔ اور اس لڑائی میں درونا آچاریہ۔ بھیشم۔ کرن۔

دُھشاسن - دریودھن سب مارے گئے - اور بعد بے اندازہ کُشت و خون کے میدان یُدھشٹر کے ہاتھ رہا - یُدھشٹر فتح پاکر دہلی کے تخت پر بیٹھا - آریہ ورت میں سب راجے اُس نے جیت لیے - آخر اشومیدھ یگ[1] اُس نے کیا - جس سے اس کو سارے ہندوستان کے مہاراجہ ادھیراج کی پدوی ملی ؂

مختصراً یہ قصہ مہابھارت کا ہے ؂

مہابھارت میں دھرم - راج نیتی - اخلاق پر بڑے نادر مباحثات ہیں - قصہ در قصہ داخل کرکے بیان کو اس قدر وسعت دی گئی ہے - کہ کتاب کیا - بحر ناپیدا کنار ہے - ہندو مہابھارت کو بہت تعظیم سے دیکھتے ہیں اور اُس کی کتھا سُنتے سناتے ہیں - ہزار ہا سال سے اس کتاب کے مضامین ہندؤں کی مذہبی اور اخلاقی حالت پر اپنا اثر ڈالتے چلے آتے ہیں - بحث مباحثات میں بھی پنڈت لوگ بہت دفعہ مہابھارت کے اشلوک بطور برہان یعنی سند کے پیش کرتے ہیں - بھگوت گیتا

---

[1] اشومیدھ یگ - جب کوئی راجہ سارے راجاؤں کو جیت کر اپنے مطیع کرلیتا تھا - تو اُس کو یہ اختیار ہوتا تھا - کہ وہ ایک گھوڑا چھوڑ دے - کسی راجہ کی مجال نہ تھی - کہ وہ اس گھوڑے کو پکڑ لے - سال بھر تک وہ گھوڑا گھومتا رہتا تھا - سال بھر کے بعد پکڑ کر اُس کو مارا جاتا تھا - اور اس موقع پر ایک بڑا بھاری یگ رچا جاتا تھا - جس میں سارے دیش کے راجے شامل ہوتے تھے - اور گھوڑے کے مالک راجہ کو مہاراجۂ راجگان تسلیم کرتے تھے ؂

بھی مہابھارت کا ایک حصہ ہے۔جس میں سری کشن اور ارجن
کی گفتگو درج ہے۔ جو میدان جنگ میں ہوئی +

بھگوت گیتا ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے۔جس
کو ہندو آریہ نہایت ہی عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔
یہ کتاب اس طرح شروع ہوتی ہے۔کہ جب ارجن میدان
جنگ میں جاتا ہے۔تو سری کشن سے جو اُس کا رتھ وان
(کوچوان) تھا۔سوال کرتا ہے۔کہ اے کرشن! کیا میرے لیئے
واجب ہے۔کہ میں دُنیا کے راج کی خاطر ان اپنے بھائیوں
رشتہ داروں۔سمبندھیوں اور بزرگوں سے جو کورو کی فوج میں
ہیں۔ لڑائی کروں اور اُن کے خون سے اپنے ہاتھ رنگوں +
سری کرشن اس سوال کے جواب میں یہ بتلاتے ہیں۔کہ آتما(روح)
امر(غیر فانی) ہے۔اس کو کوئی نہیں مار سکتا یہ غیر فانی پدارتھ ہے۔ہر
شخص کا فرض ہے کہ بلا پرواہ نتائج کے اپنا دھرم کرے۔ دھرم یُدھ
(لڑائی) میں کھشتری پر واجب ہے۔کہ لڑائی کرے۔خواہ مقابلے میں
کوئی ہو۔ جو کھشتری یُدھ سے پرہیز کرتا ہے یا میدان سے
بھاگتا ہے۔وہ اپنے دھرم سے گر جاتا ہے۔چنانچہ اس اپدیش
کے اثناء میں بتلایا گیا ہے۔کہ دھرم کیا ہے۔اس گفتگو میں فلسفہ
اور دھرم کے نہایت باریک اور دقیق مسائل پر بحث کی گئی
ہے۔اور پرماتما یعنی خدا کو پراپت حاصل ہونے کے ذریعے بتلائے
گئے ہیں۔ دُنیا میں ہر مذہب و ملت کے فاضل اس کتاب
کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بہت سے ہندو
ہر روز اس کا پاٹھ کرتے ہیں +

باب چہارم - زمانہ بدھ

فصل اوّل

بُدھ کی پیدائش کے قریب آریوں کی ریاستیں

جس زمانہ کی تصنیفات کا ہم نے پچھلی فصل میں ذکر کیا ہے۔ وہ زمانہ آریوں کے عروج کا زمانہ تھا۔ سارے ہندوستان میں آریوں کی حکومت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کابل کا بہت سا علاقہ بھی آریوں کے تخت میں تھا۔ مہا بھارت میں ایک رانی گاندھاری کا ذکر ہے۔ جو دھرت راشٹر کی رانی تھی۔ یہ رانی راجہ گاندھار (قندھار) کی بیٹی تھی۔ ویدک گرامر اشٹا دھیائی کے بنانے والے پانننی کی جائے سکونت بھی قندھار بتلائی جاتی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکالنا

لہ ویلر صاحب کی تاریخ +

لہ دت کی تاریخ جلد دوم +

نامناسب نہ ہوگا۔ کہ ہندو آریوں کے راج میں شمال مغرب کی طرف افغانستان شامل تھا۔ دوسری طرف راجہ رامچندر لنکا تک پہنچ گئے تھے۔ اور راس کماری تک آریوں کی حکومت تھی۔ مشرق کی طرف بھی بنگالہ اُن کے تسلّط میں تھا۔ مختلف راجے مختلف علاقوں پر حکمراں تھے۔ بدھ کی پیدائش کے قریب یعنی مسیح کی پیدائش سے چھ سَو سال پیشتر شمالی ہندوستان میں مفصلہ ذیل بادشاہیاں تھیں ✲

اوّل سلطنت مگدھ۔ جو آج کل کے جنوبی بہار کے علاقے میں تھی۔ دریائے سون کے دونو طرف گنگا کے جنوب تک اس کا علاقہ تھا۔ گنگا کے جنوب میں راج گرہیا نامی شہر بمبھی سار راجہ مگدہ کا دارلسلطنت تھا ✲

دوم۔ مگدہ کے مقابلہ کا دوسرا راج لچاّویوں کا تھا۔ جو گنگا کے شمالی علاقہ میں تھا۔ اور جن کا دارلسلطنت ویشالی شہر تھا ✲

سوم۔ مشرق کی طرف انگا (مطابق مشرقی بہار کے) کا راج تھا۔ چمپا اُس کا دارلخلافہ تھا ✲

چہارم۔ شمال مغرب کو کوسلوں کی قدیم سلطنت تھی۔ جس کی راجدھانی ایودھیا سے اُٹھ کر سرسوتی میں چلی گئی تھی۔ جہانکہ اُس وقت پرسن جیت نامی راجہ حکمران تھا۔ کاشی کی قدیم بادشاہت بھی اُس وقت راجہ سرسوتی کے ماتحت تھی۔ کوسلون کے راج کے مشرق کو دریائے روہنی

کے دونو کناروں پر دو آزاد قومیں حکمران تھیں - جن میں سے ایک کو ساکھی کہتے تھے - اور دوسری کو کلیان ٭ علاوہ اس کے بندھیاچل کے سلسلہ سے نیچے دریائے نربدا اور دریاے کرشنا کے درمیان ایک اور زبردست سلطنت نشو و نما پا رہی تھی - جو کہ کسی زمانہ میں تمام آریہ ورت میں نہایت طاقتور حکومت ہوگئی تھی - یہ سلطنت قوم اندھرا کی تھی ٭

اس سے بھی نیچے کرشنا پار جہاں کہ قوم ڈراوڑ آباد تھی - راس کماری تک آریوں کی تین زبردست سلطنتیں قوم چولا قوم چیرا اور قوم پانڈیا کی تھیں - حضرت مسیح کی پیدائش سے ۵ صدی پہلے شاہ نگدہ کے ایک پسر وجایا نامی نے جس کو اُس کے باپ سنگھ باہو نے دھوکہ وغیرہ کی علت میں جلا وطن کر دیا تھا - جزیرہ لنکا کو فتح کر کے ایک خاندان بادشاہی قائم کیا - جو کئی صدیوں تک وہاں حکمران رہا - اس طرح ترقی کے معراج پر پہنچ کر آریوں کے تنزل کا پہلا مرحلہ شروع ہوتا ہے ٭

فصل دوم

مہاتما بدھ کی پیدائش اور بدھ مذہب کی ترقی کی مختصر تاریخ

شاہزادہ ساکھی منی کی پیدائش اور شادی وغیرہ

سوتروں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں یہ سوتر بنائے گئے۔ اُس وقت عالم و فاضل لوگوں میں ایک عجیب کش مکش ہو رہی تھی۔ ذات پات کی مکمل تفریق نے فساد کو بھڑکا دیا تھا۔ برہمن لوگ کسی شخص کو اپنی ذات میں داخل ہونے کے سدِ راہ ہوتے تھے۔ مگر دوسری ذاتوں کے لوگ ودیا پڑھ کر برہمن بننے کے دعویدار تھے۔

دوم برہمنوں نے مذہب کو ایسی پیچ در پیچ رسمیات میں جکڑ دیا تھا۔ کہ لوگوں کو یہ شُبہ پیدا ہُوا۔ کہ اِس کرم کانڈ یعنی رسمیات کو اصلی دھرم سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔

سوم یہ کہ یگ کرم میں جانوروں کی قربانی اس حد تک ہونے لگی۔ کہ تمام لوگ متنفر ہو گئے۔ اور سوال کرنے لگے۔ کہ آیا دھرم کے لئے اِس قسم کی قربانی کی ضرورت ہے؟ غرضیکہ آریہ اِس حالت میں تھے۔ جبکہ ہندوستان

کے اُس شہر میں جہاں پہلے سانکھ درشن کا مصنّف کپل
پیدا ہُوا تھا۔ یعنی کپل وستو میں مہاتما بدّھ پیدا ہوئے ✣
کپل وستو قوم ساکھی مُنی کا دارلخلافہ تھا۔ اور اُن کے راجہ
کا نام سدّودھن تھا۔ جس کے گھر میں کلبان قوم کی دو
رانیاں تھیں ✣

ان دونو رانیوں میں سے ایک کے مہاتما گوتم بدھ پیدا
ہوئے۔ جن کو ساکھی مُنی گوتم بھی کہتے ہیں۔ ساکھی مُنی اپنے
ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اور بڑی عمر میں پیدا ہُوا تھا ✣
یہ لڑکا جب بڑا ہُوا۔ تو کولی کے راجہ کی پُتری بسودھرا
سے اُس کی شادی ہوئی ✣

اِس لڑکے کو اوائل عمر میں ہی سوچ اور فکر کی عادت
پیدا ہوگئی۔ اور وہ گھنٹوں ذکر میں مستغرق رہنے لگا۔ ایسا
معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا کی بے ثباتی اور پاپ اور بُرائی کی
کثرت نے چھوٹی عمر میں ہی اُس کی طبیعت پر ایسا اثر کیا۔
کہ وہ اثر بقایا عمر میں زیادہ ہی زیادہ ہوتا گیا۔ اُس نے
سوچا کہ میں کس طرح باور کروں۔ کہ جس جگت میں اِس قدر
بُرائی اور پاپ پھیلا ہُوا ہے۔ وہ ایک ایسی طاقت کا بنایا
ہُوا ہو سکتا ہے۔ جو طاقت کہ نیکی مجسم اور دانائی مُطلق
بتائی جاتی ہے۔ یہ ٹھوکر کھا کر مہاتما بدھ ساری عمر نہ سنبھلے۔
مروجہ رسوم مذہبی اور دیگر رواجات نے بھی اُس کے دل
پر چوٹ دی۔ آخر اسی کش مکش میں شاہزادہ ساکھی مُنی
اپنی شادی کے دس سال بعد گرہست کو چھوڑ فقیر ہو گیا۔

شادی سے دس سال پیچھے اُس کے ہاں ایک پتر پیدا ہُوا۔
جس نے گویا اس کو ایک حالت خواب سے بیدار کیا۔ساکھی مُنی
نے سوچا۔کہ دن بدن نئے نئے رشتہ پیدا ہوتے جاتے ہیں۔
اور میں دنیا کی محبت اور جال میں جکڑا جا رہا ہوں۔جس
سے اندلیشہ ہے۔کہ میں بھی لوگوں کی طرح پاپ میں
پھنس جاؤں ٭

ساکھی مُنی کا گھر سے نکل جانا اور بُدھ ہوجانا

یہ سوچ کر اُس نے اُسی رات کو جس رات کو کہ
کپل وستو کے راج گھرانے میں ایک ولی عہد پیدا ہُوا تھا۔
جنگل کو سدھارنے کی ٹھان لی۔تمام راج پاٹ۔مال
و دولت شان و شوکت آرام و عیش کو یک دم لات
مار کر ساکھی مُنی گھر سے نکل کھڑا ہُوا۔اور جنگلوں
اور پہاڑوں میں جاکر گیان کا ذخیرہ اکٹھا کرنے لگا۔
ہندوستان کی درشن ودیا میں جو کچھ تھا۔اُس کو اُس
نے مطالعہ کیا۔مگر اطمینان نہیں ہُوا۔سوچا کہ شاید تپ
(ریاضت) سے اطمینان ہو اس لئے فلسفہ اور درشن ودیا کو چھوڑ
اُرولا (منتصل گیا) کے جنگلوں میں ۶ سال متواتر سخت سخت
سے سخت تپ کئے۔اُس کے تپ کی کہانیاں سُن کر لوگ جوق
جوق اُس کے گرد جمع ہونے لگے۔مگر اُس کو اس سے بھی
اطمینان نہیں ہُوا۔حتےٰ کہ ایک روز سخت بیمار ہو کر گر پڑا۔
کچھ دیر تک اُس کے شاگردوں نے یہ سمجھا۔کہ مہاتما جی کی آتما
(روح) پرواز کر گئیں۔مگر آخر بچ گئے۔اور اس نتیجہ پر
پہنچے۔کہ اس طرح شریر (جسم) کو تکلیف دینے سے کچھ حاصل

نہیں ہو سکتا +

جب تپ سے بھی اطمینان نہ ہؤا۔ تو تپ بھی چھوڑ دئے۔ اُس کے ساتھیوں میں اُس کی اِس حرکت سے بہت اشردھا پھیل گئی۔ یعنی وہ اُس سے بد عقیدہ ہو گئے۔ اور اُس کو چھوڑ بنارس چلے گئے۔ کچھ عرصہ تک مہاتماجی اکیلے جنگلوں میں پھرتے رہے۔ اور سوچ و فکر میں رہے۔ آخر اس نتیجے پر پہنچے کہ منش ماتر (جنس انسان) سے پریم کرنا اور زندگی میں پوتر بیوہار۔ یعنی پاکیزہ برتاؤ کرنا۔ یہی دو طریقے ہیں۔ جن سے انسان کو اطمینان مل سکتا ہے۔ مہاتما نے سمجھا۔ کہ دھرم کی اصل کنجی اُس کو مل گئی۔ گویا آواز غیبی نے اُس کو بتلایا۔ کہ جو صداقت تجھے ملی ہے۔ اُس کا پرچار کرنا یعنی اُس کو دوسروں تک پہنچانا تیرا فرض ہے +

بدھ کا پرچار

ساکھی منی اِس خوشی سے بھرا ہؤا کانشی پہنچا۔ اور یہاں اُس نے اپنی دھرم کی تلقین شروع کی۔ جو پانچ شاگرد پہلے تپ چھوڑنے کے سبب اشردھا سے اُس سے علیحدہ ہوئے تھے۔ وہی سب سے پہلے اُس کے دھرم میں شامل ہوئے۔ جن میں سے ایک کا نام یس تھا۔ جو ایک دولتمند ساہوکار کا لڑکا تھا۔ اور عیش و آرام سے متنفر ہو کر بدھ کی طرف رجوع لایا تھا +

پانچ ماہ کے عرصہ میں ۶۰ پرشوں نے بدھ کا مذہب اختیار کیا۔ اِن ساتھوں کو اُس نے یہ حکم دیا۔ کہ ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ اُس سچائی کو پھیلانے کے لئے جو اُس نے اِس قدر کثیر محنت سے دریافت کی تھی۔ مختلف مقامات

کو جاویں +

مہاتما بدھ نے اپنی زندگی میں بہت سے راجوں۔مہاراجوں ساہوکاروں۔سنیاسیوں۔غرض کہ ہر قسم و ہر درجہ اور ہر ملت کے لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کیا۔سارا مگدہ دیش اور اُس کے گرد و نواح کا علاقہ اُس کا پیرو ہو گیا۔ اُس کا باپ بھی اُس کا معتقد ہئوا۔اُس کا پتر بھی اُس کا چیلہ بنا۔اُس کی ماتا اور اُس کی استری بھی اُس کی جماعت میں داخل ہوئیں۔۸۰ برس کی عمر تک اسی طرح سے اپنے دھرم کا اُپدیش کر کے اِس بزرگ آتما نے اپنا جسم چھوڑا +

چند تاریخیں یاد کرنے کیلئے

مہاتما بدھ کے متعلق مفصلہ ذیل تاریخیں قابل یاد کرنے کے ہیں +

پیدائش	۵۵۷	قبل از مسیح
شادی	۵۳۸	"
ترکِ خاندان	۵۲۸ سال	"
نِروان	۵۲۲	"
موت	۴۷۷	"

تعلیم بدھ

مہاتما بدھ نے مسئلہ نِروان کی تعلیم دی۔متواتر محنت و قربانی و خالص سچی زندگانی بسر کرنے سے بار بار پیدا ہونے کی خواہش اور دنیاوی راحتیں بھوگنے کی خواہش کو مار دینے کا نام نِروان ہے۔جس سے مہاتما بدھ کی تعلیم کے مطابق جیو آتما بار بار کے جیون مرن سے چھوٹ

جاتی ہے۔ نِروان کے بعد جیو آتما (روح) کا کیا ہوتا ہے۔ یہ ایسا سوال ہے۔ جس کا مہاتما بدھ نے جواب نہیں دیا۔ اور صاف لفظوں میں فرمایا۔ کہ میں نہیں جانتا۔ کہ نِروان کے بعد آتما کا کیا ہوگا۔ مہاتما بدھ مانتا تھا۔ کہ جب تک نِروان حاصل نہیں ہوتا۔ منش آواگون میں بندھا رہتا ہے۔ نِروان حاصل کرنے کے بعد ہر شخص "بدھ" ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی حیثیت سب سے اعلیٰ ہوتی ہے ؀

ذات پات کی تمیز

بدھ نے ذات پات کی تمیز کو اُڑا دیا۔ اور اپنے سب معتقدوں کو ذات پات کے بندھنوں سے آزاد کر دیا ؀

گو تھوڑی مدت کے بعد بودھ لوگوں میں بھی مختلف فرقے ہو گئے۔ مگر یہ فرقہ بندی صریحاً اُس کی ہدایتوں کے برخلاف تھی۔ ورن اور آشرم کے طریقے بُدھ نے بالکل اوڑا دئے ؀

ویدک یگ اور کرم کانڈ کے سلسلے کو بھی بدھ نے ترک کر دیا۔ کیونکہ اُس کی رائے میں نہ صرف اُن سے کچھ فائدہ ہی نہ تھا۔ بلکہ وہ صریحاً نقصان دہ تھے۔ بدھ کو رسمیات سے اور قربانی سے سخت نفرت تھی۔ اِس لئے اُس نے اِس بارے میں سارے قدیم طریقے کو تبدیل کر کے مساوات کا دھرم پھیلایا۔ اُس کی زندگی میں اور اُس کی زندگی کے بعد بہت مدت تک اُس کے دھرم کی بنیاد اُس کی خالص۔ سچی اور پوتر زندگی پر تھی۔ اُس کے

مرتے ہی اُس کے دھرم میں وہی بُرائیاں داخل ہوگئیں۔ جن کو اُکھاڑنے کے لیئے اُس نے ایک نیئے دھرم کی بنیاد ڈالی تھی +

بودھ مذہب کی مجلسیں

۴۷۷ سال قبل از پیدائش حضرت عیسٰے کے بدھ دیو کا کال ہئوا۔ اور اُسی سال تمام بودھ فقیروں کی ایک مجلس عظیم اس غرض سے ہوئی۔ کہ مہاتما بدھ کی تعلیم اور اُن کے احکام کو صحت سے قائم کر کے جمع کیا جائے۔ اِس مجلس کو بودھ مذہب کی اوّل کونسل کہتے ہیں۔ اِس سے ایک سو سال بعد پھر دوسری کونسل بمقام ویسالی ہوئی جس میں بودھ فقیروں کو سونے چاندی رکھنے کی اجازت دی گئی۔ علاوہ اِس کے مفصلہ ذیل قاعدوں سے معلوم ہوگا۔ کہ کیسی کیسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر اِن لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگئے +

(۱) سینگ کے برتن میں نمک جمع کیا جا سکتا ہے +

(۲) دوپہر کی روٹی اُس وقت کھا سکتے ہیں۔ جبکہ سورج دوپہر بعد دو انگل پیچھے کو چلا جائے +

(۳) دوپہر کے کھانے کے بعد دہی کھایا جا سکتا ہے +

(۴) غیر منشی بھنگ کے استعمال کی اجازت ہے +

(۵) ضرور نہیں کہ چٹائی یا دریا مقررہ لمبائی اور چوڑائی کا ہو۔ بشرطیکہ اُس کے کنارے نہ ہوں۔ وغیرہ وغیرہ +

جس شخص نے دیدک کرم کانڈ کو اِس لیئے اُڑا دیا تھا۔ کہ اُس سے غیر ضروری تکلیف ہوتی تھی۔ اور کچھ اصلی

فائدہ حاصل نہیں ہوتا تھا۔ اُس کے معتقدوں نے اُس کی موت کے سو سال بعد اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو قانون کے بندھن میں لا پھنسایا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ بودھ لوگوں میں دو فریق ہو گئے۔ جس میں سے شمالی علاقے یعنے تبت۔ چین۔ نیپال کے بودھ ایک فرقے سے ہیں۔ اور سیلون۔ برہما وغیرہ کے دوسرے فرقے سے ۔

بدھ مت کی تیسری کونسل راجہ اشوک کے وقت میں ۲۴۲ سال قبل از پیدائش حضرت مسیح ہوئی۔ ایک ہزار بودھ آچاریہ اس کونسل میں شامل تھے۔ کونسل کا پردھان ایک شخص موسوم۔ تِشا پسر موگالی تھا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ سبھا صرف جنوبی بدھ لوگوں کی تھی۔ شمالی بودھیوں نے حضرت عیسٰے کی پیدائش کے دس سال بعد کنِشک شاہِ کشمیر کے عہد میں تیسری سبھا کی تھی۔ جس میں پانچ سو فقیر شامل ہوئے تھے ۔

بدھ دھرم کی اشاعت

کہا جاتا ہے۔ کہ بدھ دھرم کی ترقی کا ایک بڑا سبب یہ تھا۔ کہ بودھ مذہب اونچی اور نیچی ذاتوں میں کوئی تمیز نہ کرتا تھا۔ بدھ دھرم میں سب آدمی برابر کا رتبہ رکھتے تھے۔ اگر کوئی تمیز تھی۔ تو لیاقت یا نیکی کی تھی۔ چنانچہ بدھ مت کے زیر سایہ ایک شخص اُپالی کو جو ذات کا نائی تھا۔ اور دوسرے سونیتا کو جو ذات کا بھنگی تھا۔ آچاریہ کی پدوی ملی۔ اگرچہ مہاتما بدھ

کی زندگی میں ہی چند شاہی خاندانوں نے اُس کا دھرم اختیار کر لیا تھا۔ مگر بدھ مذہب کو اصلی ترقی اُس وقت نصیب ہوئی۔ جبکہ مگدھ کی سلطنت کے حکمران بادشاہ نے اس دھرم کو قبول کیا۔ اور وہ خود اُس کے پرچار میں سرگرم ہُوا۔ اِس بادشاہ کا نام اشوک تھا۔ جو کہ چندر گپت بانی خاندان موریا کا پوتا تھا۔ راجہ اشوکھ نے اپنے بیٹے مہندا کو واسطے پرچار بدھ دھرم کے سیلون یعنی جزیرہ لنکا کو بھیجا۔ مہندا جاتے ہی شاہ لنکا کو اپنے دھرم پر لے آیا۔ اور اِس طرح سے بدھ دھرم لنکا میں بھی پھیل گیا۔ لنکا سے بدھ دھرم بذریعہ مگدھ دیش کے ایک برہمن بھاش کار کے جس کا لقب بدھ گوش تھا۔ ۴۵۰ء عیسوی میں برہما میں پھیلا۔ جہاں سے ۶۳۸ء عیسوی میں بدھ دھرم سیام میں پھیلا۔ اسی زمانے کے قریب بدھ دھرم جزائرِ جاوا اور سماٹرا میں بھی جاری ہُوا۔ اشوک نے بدھ دھرم کی اشاعت کی غرض سے اُپدیشک اور پرچارک مختلف ممالک کو بھیجے۔ یعنی کشمیر قندھار مہیش متصل میسور۔ راجپوتانہ۔ مغربی پنجاب۔ مرہٹا۔ باختر یاد دیگر یونانی بادشاہیوں کو۔ جزیرہ نما ملایا۔ اور لنکا کے نام دیپ ونس اور مہاونس میں ملتے ہیں۔ اشوک کے کتبوں سے جو پہاڑوں اور لاٹوں پر ملتے ہیں۔ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اُس نے بہت دور دور ممالک میں اُپدیشک (واعظ) بھیجے تھے۔ جن میں ۵ سلطنتیں

یونانیوں کی شامل تھیں۔ یعنی سیریا واقع ایشیاٹک ترکی۔ مصر۔ مقدونیہ واقع ممالک یونان سیرینی[1] اور ایپی رس[2] شمالی اضلاع میں کنکش بادشاہ کشمیر نے بدھ دھرم کو رواج دیا۔ کشمیر سے بدھ دھرم کی کتابیں چین میں پہنچیں جہانکہ چوتھی صدی عیسوی میں یہ دھرم پھیل گیا۔ چین سے کوریا میں اور کوریا سے جاپان میں یہ دھرم گیا۔ چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں چین سے کو چین۔ فارموزا۔ منگولیا۔ اور غالباً سائبیریا میں اِس دھرم نے اپنا تسلّط جمایا۔ اِس طرح کابل اور کشمیر سے۔ بلخ بخارا اور ترکستان میں پہنچا۔ اِسی طرح تبّت و نیپال میں بھی یہ دھرم چھٹی یا ساتویں صدی میں پھیلا۔ غرض ایک ہزار برس کے عرصہ میں بدھ دھرم ہندوستان کے وسط سے پیدا ہوکر (سوائے عرب و ایران کے) قریباً تمام ایشیا کا عام مذہب ہوگیا۔ ہندوستان میں بدھ مذہب کو خالص قبضہ کبھی حاصل نہیں ہوا۔ ملک کے تمام حصّوں میں برہمنی مذہب بھی بدستور جاری[3] رہا۔ گو پولیٹکل زور سے کئی صدی تک بدھ دھرم کا پلڑا بھاری رہا۔ مگر آخر چھٹی صدی عیسوی میں جبکہ یہ دھرم غیر ممالک میں ابھی پھیل ہی رہا تھا۔ اصل جائے پیدائش میں اُس کو ایسا دھکا لگا۔ اور وہ تنزل شروع ہوا۔ کہ

---

[1] Cyrene [2] Epiros

[3] ہنٹر انڈین امپائر صفحہ ۱۹۹

آہستہ آہستہ تمام آریا ورت میں ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک اور خلیج بنگالہ سے بحرۂ عرب تک وہ نام ماتر کو ہی رہ گیا +

جین دھرم

جین دھرم - بعض لوگ جین دھرم کو بھی بدھ مذہب کی ایک شاخ سمجھتے ہیں - اگر شاخ نہیں - تو اپنی تعلیم اور مسائل میں یہ مت بہت کچھ مشابہ بدھ دھرم کے ہے - جین لوگوں کے خیال کے مطابق اُن کے مذہب کے اول بانی شری پارس ناتھ جی تھے - اپنے مشہور تیرتھنکر مہاویر سوامی کو وہ بدھ کا ہم عصر بتلاتے ہیں - مہاویر سوامی کا اصلی نام وردھمان یا ماتری پوتر تھا - اور وہ اور اُن کے پتا کشیپ تھے - ۲۸ برس کی عمر میں وہ فقیر ہوئے - اور ۱۲ برس کی تپسیا یعنی ریاضت کے بعد وہ تیرتھنکر یعنے سدھ یا آچاریہ کے درجہ کو پہنچے - اپنی زندگی کے بقایا ۳۰ سال انہوں نے اپنے مت کے پرچار میں خرچ کئے - جینی لوگوں کے دو فریق ہیں - ایک سوتیمبر (یعنی سفید کپڑا پہننے والے) اور دوسرا دگمبر (یعنے ننگا رہنے والے) جینی لوگوں کی تعلیم عموماً بدھ مت سے ملتی ہے - یہ لوگ کرم - نروان اور آواگون کو مانتے ہیں - اہنسا یعنے کسی جیو کو تکلیف نہ پہنچانا - اُن کا پرم دھرم ہے - یہ لوگ برکشوں و نبنپتی - یعنی پھل درخت پتے بلکہ ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی چیز میں بھی جیو یعنی روح مانتے ہیں - تعجب کا مقام ہے - کہ اصل ہندوستان میں

گو بودھ دھرم کے پیرو بہت کم ہیں۔ مگر جینیوں کی تعداد خاصی ہے ٭

فصل سوم

سلطنت مگدہ۔ سکندر اعظم کا حملہ اور بدھ دھرم کا پولیٹکل عروج

سلطنت مگدہ کا آغاز

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کہ مہاتما بدھ کی پیدائش کے وقت جو سلطنتیں عروج پر تھیں۔ اُن میں سے ایک مگدہ کی سلطنت تھی۔ سلطنت مگدہ مہابھارت کے زمانے میں چنداں طاقتور نہ تھی۔ مہابھارت میں ذکر ہے۔ کہ ایک زبردست سردار جاراسندھا اُس وقت یہاں حکمران تھا۔ اُس کے بعد ۲۸ دیگر بادشاہیوں نے بُنیاد کی۔ ان ۲۸ بادشاہوں کے بعد سیسونگا نے حضرت مسیح سے ۶۰۰ سال قبل ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالی سیسونگا سے چوتھی پشت میں بمبی سار تھا۔ جس کے زمانہ میں مہاتما بدھ پیدا ہوئے۔ اور جس نے ۵۰ برس سے اوپر حکومت کی۔ بمبی سار کی وفات پر اُسکا پسر اجات شترد ۴۸۵ برس

قبل از پیدائش مسیح تخت پر بیٹھا۔ اُس نے قوم کوشلا و دیگر مغربی سلطنتوں کو تسخیر کر کے اپنی حکومت میں شامل کیا۔ اور شمال میں بھی تورانی نسل کی قوم وجیان کو شکست دیکر شمالی بہار کو اپنے تصرف میں لایا۔ اجات شترو کے بعد اس خاندان کے چار شاہزادوں نے یکے بعد دیگرے سلطنت کی ٭

آخر ۳۷۰ برس قبل از حضرت عیسےٰ میں نندا مگدھ کے تخت پر بیٹھا۔ نندا کے خاندان نے ۵۰ سال تک حکومت کی آخری نندا کے زمانے میں سکندر اعظم ہندوستان پر چڑھ آیا ٭

سکندر اعظم

سکندر اعظم بادشاہ مقدونیہ کا تھا۔ مقدونیہ پرانی سلطنت یونان کا ایک صوبہ تھا۔ اور اب بھی ایسا ہی ہے۔ سکندر اعظم منجملہ اُن زبردست مہاپرشوں کے تھا۔ جو کہ کبھی کبھی دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور دنیا کے تختہ کو پلٹ دیتے ہیں۔ اسی واسطے سکندر کو سکندر اعظم کہتے ہیں۔ سکندر اعظم نے اپنے باپ کے تخت پہ بیٹھتے ہی ادھر ادھر فتوحات کرنی شروع کیں۔ سیریا۔ یونان۔ ایران و ترکستان کی زبردست سلطنتوں کو تہ و بالا کرتا ہوا آخیر ہندوستان کے حدود پہ پہنچا۔ اور شمالی دروں کے ذریعہ سے ہند میں داخل ہوا۔ اُس وقت پنجاب میں مختلف قومیں مختلف علاقوں پر حکمران تھیں۔ ان قوموں نے ایسی دلیری اور جوانمردی سے سکندر کا

مقابلہ کیا۔ کہ سکندر جیسا باحوصلہ آدمی بھی حیران رہ گیا اور تنگ آگیا*
سنہ ۳۲۷ (بی - سی) میں سکندر اعظم نے ایک لاکھ ۲۰ ہزار پیادہ اور ۱۵ ہزار سواروں کی جرّار فوج لے کر ہندوکش کو عبور کیا۔ دریائے سندھ کے کناروں پر جہاں کہ دریائے کابل سندھ سے ملتا ہے۔ آریہ لوگ[1] سخت مقابلہ سے پیش آئے۔ یہاں تک کہ سارا سال اُن سے مقابلہ کرتے ہی گزر گیا۔ قوم اَشوک کا راجہ میدان میں مارا گیا۔ مگر تاہم راجہ کی ماں[1] نے لڑائی کا خاتمہ نہ ہونے دیا۔ اور خود لڑتی رہی۔ اس لڑائی میں دو دفعہ سکندر نے دھوکہ دیا۔ اور دھوکہ کے ذریعہ کامیاب ہؤا*

سکندر اعظم کا دوسرا زبردست مقابلہ دریائے جہلم کے کناروں پر راجہ پورس نے کیا۔ دریائے سندھ اور جہلم کے درمیان جو راجہ حکمران تھا۔ وہ سکندر کے ساتھ ملگیا۔ اور سکندر اُس کی فوج کو ہمراہ لیکر پورس پر چڑھا[2]۔ سکندر کے پاس پورس سے دو چند فوج تھی۔ تاہم راجہ نہایت جوانمردی سے لڑا۔ سکندر کو اُس کی بہادری ایسی پسند آئی۔ کہ اُس نے اُس کو نہ صرف اپنے علاقہ پر بحال کر دیا۔ بلکہ چناب اور راوی کے درمیان کا علاقہ بھی اُس کو عطا کیا۔ کہتے ہیں[3]۔ کہ جب پورس سکندر کے سامنے آیا۔ تو سکندر

---

[1] پروفیسر ڈنکر کی تاریخ ہند صفحہ ۳۹۳
[2] ایضاً صفحہ ۳۹۹
[3] ایضاً صفحہ ۴۰۰

نے اُس سے پوچھا۔ کہ تم سے کیا سلوک کیا جاوے۔ پورس نے جواب دیا۔ کہ جس طرح بادشاہ بادشاہوں سے کیا کرتے ہیں *

تیسرا مقابلہ راوی پار اُس مقام پر ہوا۔ جہاں آج کل امرتسر آباد ہے۔ اس علاقہ میں کھٹی و شودرک اور مالوہ نام سے چند آزاد قومیں آباد تھیں۔ جنہوں نے نہایت جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ مگر سکندر کے اقبال کے سامنے ناکامیاب رہے۔ آخر ستلج کے کناروں تک پہنچتے پہنچتے سکندر کی فوج تھک گئی۔ اور اُس نے ستلج پار جانے سے انکار کر دیا *

پنجاب میں ہی سکندر کو قریباً دو سال گزر گئے۔ اور کئی جگہ جان کے لالے پڑ گئے۔ سکندر اعظم پہلا بیرونی حملہ آور تھا۔ جو دریائے سندھ کے اس پار پنجاب کے آریوں پر فتح یاب ہؤا۔ سکندر نے کئی مقامات پر اپنی طرف سے حاکم چھوڑے۔ مگر اُس کی واپسی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آریوں نے اُس کے حاکموں کو نکال دیا۔ اور بدستور سابق بعض قومیں آزاد ہو گئیں۔ اور بعض اپنے راجوں کے ماتحت رہیں *

سکندر اعظم علم دوست تھا۔ اس لئے جہاں جاتا تھا۔ برہمن اور دیگر فاضلوں یا فقیروں سے ملاقات کرتا تھا۔ ہندوستانیوں کی دلیری۔ ان کی قربانی۔ اُن کے تپ اور اُن کی لاغرضی نے اُس کی طبیعت پر بہت اثر کیا۔ اُس نے کئی سنیاسیوں کو اپنے ہمراہ چلنے کے لئے کہا۔ بہت سے وعدے دئے۔

مگر اکثروں نے حقارت کے بھرے ہوئے جواب اُس کو دیئے۔ صرف ایک برہمن کلانوس نامی اُس کے ہمراہ گیا۔ جب وہ فارس میں پہنچا۔ تو اُس کو بخار آگیا۔ اُس نے فوراً زندہ جلکر اپنی زندگی کو ختم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ہرچند بادشاہ نے اُس کو اپنے ارادہ سے باز رکھنا چاہا۔ مگر اُس نے متواتر نہایت حوصلہ سے یہی جواب دیا۔ کہ بخار آجانے بیمار اور غلیظ ہو جانے کے سبب اب یہ شریر (جسم) رکھنے کے قابل نہیں رہا۔ آخر پھولوں کی مالا گلے میں پہن وید منتر اوچارن کرتا ہؤا چتا میں کود پڑا۔

چندر گپت

جس وقت سکندر ہندوستان پر چڑھا ہؤا تھا۔ اُس زمانہ میں سلطنت مگدہ میں ایک چھوٹی ذات کا دل چلا سردار باغی ہوگیا۔ اُس کا نام چندر گپت تھا۔ آخرش نندا نے چندر گپت کو اپنے علاقے سے جلا وطن کر دیا۔ جلا وطن ہوکر چندر گپت نے سکندر کے لشکر میں پناہ لی۔ مگر جلدہی سکندر اُس کے اطوار سے ایسا متنفر ہوگیا۔ کہ اُس نے بھی اُس کو نکال دیا۔ سکندر کی واپسی پر چندرگپت نے چانک[1] رشی کی مدد سے نندا کو قتل کیا۔ اور سن ۳۲۰ (بی-سی) میں اُس کے تخت پر بیٹھا۔ چندرگپت نے یونانی جنرل سیلوکس کو شکست دے کر سارا پنجاب اُس سے چھین لیا۔ اور

[1] چانک ایک بڑا نیتی کار گزرا ہے۔ جس نے آخری نندا کی سلطنت کی بیخ کنی کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ اُس نے نیتی (علم ملکداری) پر نظم میں ایک نامی تصنیف لکھی ہے۔

اُس کو سلطنت مگدہ میں شامل کر لیا +

چندر گپت ہند کے نامی بادشاہوں میں گنا جاتا ہے - وہ موریا خاندان کا بانی تھا - ۳۰ سال تک اس نے حکومت کی - اور اس عرصہ میں مگدہ سلطنت کے حدود کو بہت وسعت حاصل ہوئی - تمام شمالی ہند مشرقی بہار سے لے کر پنجاب تک اُس کے زیر تسلّط تھا - شمالی ہند کی تمام مشہور قومیں یعنی کورو - پنچال - کوسلا - دربھا - اور کاشی نے اُس کے سامنے سر جھکایا +

چندر گپت کے زمانے میں یونان کے شاہ سلیوکس کا ایک سفیر موسوم میگستھنیز ہند میں آیا - اور کئی برس تک شاہ مگدہ کے دربار میں رہا - اس سفیر نے جو حالات اُس زمانے کے قلمبند کئے ہیں - وہ بڑے قیمتی ہیں - اور ہند کی تاریخ میں بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں - اُس زمانہ کے اہل ہند کے حالات پر اس سفیر کی تحریرات سے بہت روشنی پڑتی ہے - اُس کی تحریر سے ثابت ہو جاتا ہے - کہ سلطنت مگدہ کی مستقل فوج میں ۶ لاکھ پا پیادہ سپاہی ۳۰ ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی تھے - جس سے اندازہ لگ سکتا ہے - کہ اس سلطنت کی شان و شوکت کیسی بڑی تھی +

یونانی سفیر کی شہادت
سلطنت مگدہ کی شان و شوکت
کا ثبوت

یونانی سفیر نے علاوہ سلطنت مگدہ کے دیگر ریاستوں کا حال بھی لکھا ہے - اُن میں سے ایک بادشاہت کالنگا کی تھی - جو بنگال کے کنارہ سمندر پر واقع تھا - اس ریاست کی فوج میں بھی

۶۰ ہزار پاپیادہ ایک ہزار سوار اور ۷۰۰ ہاتھی تھے +
جنوب میں اندھرا قوم کی عالیشان بادشاہت تھی۔ جس میں ۳۰ شہر مضبوط فصیلیں رکھتے تھے۔ اُن کی فوج میں ایک لاکھ پاپیادہ ۲ ہزار سوار اور ایک ہزار ہاتھی تھے +
اسی طرح گجرات میں سوراشٹرا قوم کی حکومت تھی۔ اُن کے پاس ڈیڑھ لاکھ پاپیادہ ۔ پانچ ہزار سوار اور ۱۶ سو ہاتھیوں کی مستقل فوج تھی +
ہندوستان میں کُل ریاستوں کی تعداد اُس وقت ۱۱۸ تھی۔

میگستھنیز کی شہادت متعلقہ طرز حکومت

ہندو ریاستوں اور بادشاہتوں کی طرز حکومت کی بابت بھی اس یونانی سفیر نے بہت کچھ لکھا ہے۔ مثلاً وہ[1] لکھتا ہے ۔ کہ بادشاہی افسروں کی تین قسمیں تھیں ۔ ایک افسران میونسپل جو قصبہ جات وغیرہ میں سول انتظام کے ذمہ وار تھے۔ دوم پراونشیل افسران جو باہر دیہات و دیگر صوبجات میں انتظام کرتے تھے۔ سوم افسران فوجی ۔
افسران میئونسپل ۶ قسم کے تھے +
اوّل ۔ وہ جو قومی دستکاری و فنون کے نگران تھے +
دوم ۔ وہ جنکے سپرد سیاح مسافروں کا انتظام اور اُن کی نگہداشت سپرد تھی +
سوم ۔ محکمہ حیات و اموات اور وصول محاصل +
چہارم ۔ عملہ تجارت و سوداگری +

[1] ترجمہ مکرنڈل صفحات ۸۶ تا ۸۹ +

پنجم - محکمہ کارخانجات و فروخت اشیائے +
ششم - محکمہ چونگی +
اِسی طرح پراونشیل افسران کے بھی ۶ محکمے تھے +
اوّل - محکمہ زراعت و جنگلات و آبپاشی +
دوم - " پیمائش اراضیات وغیرہ +
سوم - " تلف موذی جانوران جس میں شکاریوں کو انعام وغیرہ دئے جاتے تھے +
چہارم - وصولی محاصل +
پنجم - دستکاری +
ششم - تعمیرات +
فوج بھی چھ حصّوں میں منقسم تھی - اور ہر ایک حصّہ علیحدہ جماعت افسران کے ماتحت تھا +
اوّل - بیڑہ بحری +
دوم - بیل گاڑیاں جو فوجی آلات کے لے جانے کے کام آتی تھیں +
سوم - اِنفنٹری یعنی پیادہ فوج کی پلٹنیں +
چہارم - رسالہ +
پنجم - فوجی رتھ وغیرہ +
ششم - ہاتھی +

یونانی مصنفین کے متعلقہ ہندوستان کی زرعی - پیداوار و عام حالت -

میگستھنیز لکھتا ہے - کہ عام طور پر ملک اُس وقت خوشحال تھا - پیداوار بکثرت ہوتی تھی - "زیادہ حصّہ زمین کا آبپاش تھا" - اناج اور پھلوں کی اس قدر بہتات تھی -

کہ اُس وقت میں یہ عام خیال تھا - کہ "آریاورت میں کبھی قحط نہیں ہوا - اور خوراک کے حاصل کرنے میں کبھی عام تنگی نہیں ہوئی"۔ یونانی سفیر کی نگاہ میں قحط نہ ہونے کی ایک وجہ یہ تھی - کہ ہندوؤں میں عام دستور تھا کہ وہ زمینداروں یعنی زراعت پیشہ لوگوں کی حفاظت کرنا خاص فرض سمجھتے تھے - باوجودیکہ کثرت سے جنگ وجدل ہوتے تھے - لیکن کبھی زراعت کا نقصان نہ ہونے پاتا تھا - لڑائی میں بھی کھیتی اور کاشتکاروں کے ساتھ کوئی دست اندازی نہ ہوتی تھی - یہاں تک کہ دشمن کے درخت کاٹنے کی بھی ممانعت تھی - دستکاری اور ہنر میں بھی اُس وقت کے ہندوستانی بہت ماہر تھے - خصوصاً سونے - چاندی و دیگر اقسام کے جواہرات کے زیور بنانے میں - دیش میں سونے - چاندی - تانبا - لوہے - ٹین اور دیگر قسم کی دھات کی کانیں تھیں - جو کہ نہ صرف طرح طرح کی مفید اشیاء زیورات کے بنانے میں استعمال میں آتی تھیں - بلکہ جن سے ہتھیار اور دیگر ضروریات جنگ بھی طیار کی جاتی تھیں - ایک جگہ میگستھنیز لکھتا ہے - کہ "ہندوستانی اگرچہ عام طور پر بہت سادہ مزاج ہیں اور سادگی کو بہت پسند کرتے ہیں - لیکن زیورات و جواہرات و پوشاک کا اُن کو خاص شوق ہوتا ہے - لباس پر سنہری و روپہری کام کرتے ہیں - اور نہایت باریک سے باریک ململ پر پھول دار کام کی بنی ہوئی پوشاکیں پہنتے ہیں - اُن کے نوکر ان پر چھتریاں لگاتے ہیں - کیونکہ ہندوستانیوں کو خوبصورتی کا بہت

خیال ہے۔ یونانی مورّخ یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ اُس وقت ہندو تیوہاروں کے موقعوں پر بہت دھوم دھام کرتے تھے عالیشان جلوس نکالتے تھے۔ جس میں سونے۔ چاندی کے زیورات سے سجے ہوئے گران ڈیل ہاتھی شامل ہوتے تھے۔ چار چار گھوڑوں اور بہت سے بیلوں کی جوڑیوں والی گاڑیاں اور بلم بردار ہوتے تھے۔ جلوس میں نہایت قیمتی سونے۔ چاندی۔ جواہرات کے کام کے برتن اور پیالے وغیرہ ساتھ جاتے تھے۔ عمدہ عمدہ میز کرسیاں و دیگر سامان آرائش ہمراہ ہوتا تھا۔ نفیس زری دوز پوشاکیں۔ اور نیز جنگلی جانور بیل۔ بھینسے۔ چیتے۔ پالتو شیر۔ خوبصورت و خوش آواز پرند بھی ساتھ چلتے تھے۔ میگستھنیز لکھتا ہے۔ کہ اُس وقت کے ہندو سات جماعتوں میں تقسیم تھے۔ اوّل فلاسفر یعنی فاضل۔ دوم کونسلر یعنی مشیر۔ سوم سپاہی۔ چہارم اورسیر (یہاں پر مراد جاسوسوں سے ہے)۔ پنجم کاشتکار۔ ششم دستکار۔ ہفتم گڈریے ✣

جماعت فلاسفر اور کونسلر سے مراد اُس کی برہمنوں سے ہے۔ فلاسفر وہ تھے۔ جو مذہبی فرائض انجام دیتے تھے۔ اور نوکری نہ کرتے تھے۔ اور کونسلر وہ تھے۔ جو بادشاہ کی نوکری کرتے تھے۔ پھر فلسفہ والوں کو بھی وہ دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک وہ جو ۳۷ برس تک نہایت محنت سے تحصیل علم کر کے گرہستی بنتے تھے۔ اور دوسرے وہ جو شادی نہیں کراتے تھے۔ اور ہمیشہ جنگلوں وغیرہ میں سکونت رکھتے تھے ✣

میگستھینز لکھتا ہے[1] - کہ اُس زمانہ کے ہندو عموماً راستباز اور نیکو کردار تھے - جھوٹ نہ بولتے تھے - اور شراب نہ پیتے تھے - ایک دوسرے کی نیکی و راستی پر یہانتک بھروسہ و اعتبار تھا - کہ تمام اقرار و مدار زبانی ہوتے تھے - تحریر کی ضرورت نہ تھی - مقدمہ باز بھی نہ تھے - بیوہار کے درست اور معاملے کے صاف تھے - آپس میں ایک دوسرے پر پورا اعتبار رکھتے تھے - چوری ملک میں بہت کم تھی - گھربار مال و اسباب کی حفاظت کی چنداں ضرورت نہ تھی - عورتیں اُن کی نہایت پاکدامن تھیں - غلامی کا نام دلستان نہ تھا - شجاعت اور دلیری میں تمام ایشیائی قوموں سے بڑھ کر تھے - آزادی پسند تھے - اور اُس[2] وقت تک سوائے اہل ایران و اہل مقدونیہ کے دو خفیف حملوں کے اُن پر باہر سے کوئی حملہ نہ ہؤا تھا - اور نہ اُنہوں نے کبھی کسی کے خلاف کوئی مہم اُٹھائی تھی - یونانی سفیر شہر پاٹلی پوتر دارالخلافہ مگدھ کی بہت تعریف کرتا ہے - اور اُس کا گردا ۲۵ میل کا بتلاتا ہے - نیز یہ بھی لکھتا ہے - کہ اُس زمانہ میں ہندوستان میں شہروں کی تعداد بہت زیادہ تھی - یہانتک کہ اُن کا شمار کرنا مشکل تھا +

اشوک بدھ مذہب کی تاریخ میں اشوک کا نام آچکا ہے - اشوک راجہ چندر گپت والی مگدھ کا پوتا تھا -

[1] مکرنڈل صفحہ ۶۷ سے ۳۷ +

[2] ایضاً صفحہ ۱۰۷ +

وہ ہندوستان کے نامور راجوں میں سے گزرا ہے۔ یہ راجہ بدھ مذہب کا بڑا حامی تھا۔ اور اُس کی شہرت کا سبب بھی بدھ مذہب کی ترقی ہے۔ جس کا کچھ حال ہم اوپر درج کر چکے ہیں۔ سن ۲۶۰ (بی۔ سی) میں تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے جلوس کے نویں سال میں اُس نے بدھ دھرم کو اختیار کیا۔ اور پھر آخری دم تک اُس کے پرچار میں مصروف رہا۔ نویں سال میں ہی اُس نے کالنگا کو فتح کر کے بنگال اور اڑیسہ کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ جو کتبے۔ پہاڑوں پر۔ غاروں پر۔ اور لاٹوں پر اشوک کے وقت کے دستیاب ہوئے ہیں۔ وہ اشوک کے راج کے مختلف کارناموں کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ کتبے ہندوستان کے مختلف حصّوں میں دستیاب ہوئے ہیں۔ اور ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اشوک کا راج کیا وسیع تھا۔ علاوہ تمام شمالی ہند کے۔ باختر۔ کابُل۔ قندھار۔ گجرات۔ مالوہ۔ اور بعض علاقہ جات دکھن اُس کے ماتحت تھے۔ بادشاہان مقدونیہ۔ مصر۔ سبریا۔ سیرین (Cyrene) ۔ ایپی روس (Epiros) اور نیز لنکا سے اشوک نے عہد نامے صلح کے کئے۔ ہندوستان میں بھی بعض خود مختار ریاستیں تھیں۔ جن کے ساتھ اشوک کی صلح تھی۔ اشوک بہت ہی منصف مزاج۔ رحمدل اور دھرماتما راجہ ہؤا ہے۔ قدیم دنیا کی تاریخ میں شاید یہ پہلا ہی راجہ تھا۔ جس نے انسانوں اور نیز جانوروں کی طبی امداد کے

لئے کثرت سے ہسپتال جاری کئے۔ اور نیز کوئیں کھدوائے اور درخت لگائے +

مختلف عہدہ داروں کی فہرست سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اشوک کیسا خبردار راجہ تھا۔ پرش اور مہا ماترا شاہی افسروں کا نام تھا۔ انت مہاماترا سرحدی افسروں کا نام تھا۔ دھرم مہاماترا مذہبی پرچارکوں (واعظوں) کو کہتے تھے۔ مذہبی تعلیم دینے والوں کو رجُک۔ جاسوسوں کو پرتی ویدک۔ اور مقامی سرداروں کو پردیشک کہتے تھے۔ اشوک کا ذکر کرتے ہوئے ایک فاضل لکھتا ہے۔ کہ اگر کسی انسان کی شہرت کا اندازہ اس امر سے لگ سکتا ہے۔ کہ کتنے انسان اس کے نام کو عزت سے یاد کرتے ہیں۔ اور کتنے آدمیوں کے منہ سے آج تک اُس کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ یا لیا جا چکا ہے۔ تو ہم یہ کہینگے کہ شارلمین یا قیصر کی نسبت بھی اشوک زیادہ مشہور ہوا ہے۔" کیونکہ اشوک کا نام والگا سے جاپان تک اور سائبیریا سے سیلون تک عزت سے یاد کیا جاتا ہے +

مہاراج اشوک ۲۲۲ (بی۔سی) میں فوت ہوئے۔ اور ۱۸۳ (بی۔سی) میں خاندان موریا کا خاتمہ ہوا۔ خاندان موریا کے بعد خاندان سنگا۔ اور ان کے بعد خاندان کنو ۲۶ بی۔سی تک مگدہ میں حکمران رہے۔ پھر مگدہ کی عظمت جاتی رہی۔ اور سلطنت مگدہ دکھن کی قوم اندھرا کے ہاتھ آگئی +

فصل چہارم

بودھ دھرم کے زمانے میں بیرونی حملے اور صوبہ کشمیر اور گجرات کی بادشاہتیں

سلطنت باختریا

سب سے پہلے حملہ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یعنی سکندر اعظم کا حملہ + سکندر اعظم کے چلے جانے کے بعد چندر گپت نے یونانیوں کو حدود ہند سے نکال دیا۔ مگر ملک باختریا میں یونانیوں کی ایک آزاد بادشاہت رہی۔ مدت تک اہل باختریا کا ہندوستان کے ساتھ بہت کچھ تعلق رہا۔ کبھی ہندوستانی راجے مہاراجے باختریا پر قابو پاکر اس کو باجگذار بنا لیتے۔ اور کبھی اہل باختریا شمالی ہند پر دخل کر لیتے۔ مہاراج اشوک کے وقت میں باختریا ایک باجگذار ریاست تھی۔ مگر مہاراج اشوک کے بعد باختریا والے پھر آزاد ہوگئے اور ایک دفعہ مینڈر (Menander) بادشاہ باختریا نے شمال مغربی ہند کو دریائے گنگا کے کناروں تک فتح کر لیا تھا۔ آخر کار ۱۲۶ (بی - سی) میں سلطنت باختریا کا خاتمہ ہوا +

سیتھین و یوچی

اس زمانہ کے قریب پہلی صدی بی-سی و پہلی صدی عیسوی کے درمیان شمالی ایشیا

کی وحشی قومیں مثل یوچی وغیرہ کے اُتر آئیں۔ اور وسط ایشیا کو تاراج کر کے سندھ کے کناروں تک پہنچیں۔ اس یوچی قوم کو ایک دفعہ تو مہاراج اجات شترو نے پیچھے ہٹا دیا تھا۔ مگر سلطنت مگدھ کے زوال کے بعد پھر وہ زور پا گئے۔ اور پہلے کابل پر قبضہ پا کر پھر کشمیر میں آجمے۔ راجہ کنکش والی کشمیر جس کا ذکر بدھ مذہب کی ترقی کی تاریخ میں آیا ہے۔ اس نسل سے تھا۔ اور اُس کی حکومت کابل اور یارقند سے لیکر آگرہ اور گجرات تک تھی۔ چین میں بعض ریاستیں اُس کی باجگذار تھیں۔ کنکش کا خاندان قریباً ۵ صدی تک کشمیر میں حکمران رہا۔ یعنی ۷۸ عیسوی سے لیکر ۵۵۰ عیسوی تک۔ اور اس عرصہ میں ۱۲ بادشاہ اس خاندان کے ہو گذرے ہیں۔ اس خاندان کے بادشاہوں میں مہر کل بہت نامی گزرا ہے۔ جس نے کرناٹا اور لنکا تک فتوحات کیں۔ اس خاندان کے بعض بادشاہ بدھ دھرم کے حامی تھے۔ اور بعض ہندو دھرم کے۔ آخر کو بکرماجیت اعظم نے اپنے ایک صوبہ دار ماترگپت کو کشمیر کی سلطنت بخش دی۔ اور اُس نے خاندان کنکش سے سلطنت لے لی۔ خاندان کنکش کے بعض بادشاہوں نے جو بدھ دھرم کے پیرو تھے۔ بہت سے مندر اور دیگر مذہبی عمارتیں کشمیر میں بنوائیں۔ جس میں سے بعض کے نشانات اب تک ملتے ہیں*

خاندان گونند

کنکش کے بعد ایک اور غیر نسل کے

سردار جو اصل میں کنکش کے غلام تھے۔ گجرات پر قابض ہو گئے۔ ان لوگوں کا خاندان شاہ کہلاتا ہے۔ یہ خاندان ۱۸۸ء عیسوی تک گجرات پر حکمراں رہا۔ اس خاندان کے بہت سے کتبے مغربی ہند کے مختلف حصص میں ملتے ہیں۔ ناسک کے غاروں میں ایک کتبہ دستیاب ہُوا ہے۔ یہ کتبہ فاہایان بانی خاندان کا بتلایا جاتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اُس نے ہندو دھرم اختیار کر لیا تھا۔ یہ بادشاہ برہمنوں کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اُس نے بہت سے گھاٹ سرائے۔ دھرم سالہ۔ باغ۔ تالاب۔ کوئیں۔ پُل وغیرہ عام لوگوں کے استعمال کے لئے بنائے۔ اور مختلف کالجوں اور تعلیم گاہوں کے لئے مستقل جاگیریں مقرر کیں۔

گرنار کے نزدیک ایک پُل پر (جو رودر رامان کا پُل کہلاتا ہے) ایک کتبہ رودر رامان کا دستیاب ہُوا ہے۔ یہ رودر رامان جانی خاندان سے چوتھی پشت میں تھا۔

ہُنز بودھ دھرم کے زمانہ میں آخری بیرونی حملہ سفید ہُنز کا چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں ہُوا۔ مگر قنوج کے شاہان گپت نے ہندوستان میں اُن کے پیر نہ جمنے دئے یہ وہی قوم ہے۔ جس سے تنگ آکر بہرام گور شاہ فارس قنوج کے راجوں سے پناہ کا طلبگار ہُوا۔ قنوج میں بہرام گور نے شادی کی۔ اور شاہان قنوج کی مدد سے اپنے ملک میں واپس گیا۔

فصل پنجم

اندھرا اور گپت خاندان کی سلطنت

دکھن کے اندھرا

مگدہ کی سلطنت کے زوال پر دکھن کی اندھرا قوم نے عروج پایا۔ مگدہ اور وسط ہند سے لیکر بحرۂ عرب تک ان کی سلطنت تھی۔ ساڑھے چار سو صدی تک اس قوم کا زور رہا۔ اور ۴۳ بادشاہ اس قوم کے تخت پر بیٹھے۔ آخر سنہ ۲۴۳ عیسوی میں یہ خاندان ختم ہوا۔ ان کی طاقت و عظمت خاندان گپت پر منتقل ہو گئی*

گپت راجے

خاندان گپت نے بہت سے نامی فرماں روا پیدا کیئے۔ سمندر گپت کا ایک کتبہ اشوک کی لاٹ واقع الہ آباد پر دستیاب ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس راجہ نے جنوبی ہندوستان کے علاقہ جات کانچی (کونچی ورم) اور کیرالہ (ٹراونکور) وغیرہ کو فتح کیا۔ اور آریا ورت یعنی شمالی ہند کے تمام راجوں کو اپنے مطیع کیا۔ اور مشرقی بنگال۔ آسام اور نیپال کو بھی اپنا باجگذار بنایا۔ اس بادشاہ نے اتنا زور پایا اور اس قدر اپنا رسوخ بڑھایا۔ کہ شاہان و شاہنشاہان مغرب اور راجگان سیلون (لنکا) بھی اُس کے مطیع اور فرمانبردار اور باجگذار تھے۔ شاہان مغرب سے مراد غالباً شاہان فارس سے ہے۔ اس خاندان کے دیگر

بادشاہوں میں سے سکندر گپت نے بہت نام پایا - اور مفید ہُنر کو بہت سی شکستیں دیکر پیچھے رکھا - لیکن آخر اِس ملیچھ قوم نے ہی اس خاندان کی بیخ کنی کی اس زمانہ میں جتنی بیرونی قومیں ہندوستان میں آئیں - سب نے ہندوؤں کا دھرم - اُن کی زبان اور ان کی رسم و رواج کو قبول کیا - گویا آریہ قوم نے ان کو جذب کر کے اپنے میں ملا لیا - ان کی اولاد جملہ اغراض کے واسطے ہندو قوم میں شامل ہو گئی - اور اُن میں اور ہندوؤں میں کوئی تمیز باقی نہ رہی *

فصل ششم

چینی سیاحوں کے سفرنامے

حالات

اس زمانہ کی تہذیب اور رسم و رواج کے متعلق چینی سیاحوں کے سفرناموں سے بہت حالات معلوم ہوتے ہیں - تین چینی سیاح ہندوستان میں آئے - جن میں سے ایک کا نام فاہیان (Fa-Hian) تھا - اور دوسرے کا سنگ یُن (Tsing-yun) اور تیسرے کا ہیوان سانگ (Houan Tsang). ان تینوں چینی بدھ یاتریوں کے سفرنامے انگریزی میں ترجمہ ہو گئے ہیں - ہم تینوں میں سے کچھ کچھ حالات انتخاب کر کے درج کرینگے *

اوّل ۔ فاہیان جو چارسو صدی عیسوی میں آیا۔ اور سب سے پہلے ملک اودایین یعنی کابل میں داخل ہُوا۔ جو اُس وقت شمالی ہند میں شامل تھا۔ کابل کی زبان اور خوراک وغیرہ اُن دنوں ویسی ہی تھی۔ جیسی کہ ہندوستان خاص کی اور بُدھ دھرم اُس وقت وہاں پر عروج میں تھا۔ پانچسو "سنگ آرام" یعنی بدھ فقیروں کے مندر یا معبد گاہیں وہاں پر تھیں۔ کابل سے چل کر یہ سیاّح سوات ۔ قندھار ۔ ٹیکسلا ۔ اور پشاور سے گزرا۔ اور سندھ کو عبور کرکے متھرا پہنچا۔ جہاں اُس وقت ۲۰ بودھ معبد گاہیں اور تین ہزار بھکشو (بدھ فقیر) تھے۔ رعایا خوش حال تھی۔ محصول بہت کم تھے۔ کاشتکار ایک حصہ پیداوار کا راجے کو دیتے تھے۔ اور ان پر کوئی جبر نہ تھا۔ خواہ کاشت کریں یا نہ کریں۔ تمام ملک میں نہ جانور ذبح ہوتے تھے۔ اور نہ شراب کا رواج تھا۔ یہاں سے فاہیان قنوج پہنچا۔ قنوج سے سرسوتی کو گیا۔ جو اُس وقت رونق پر نہ تھا۔ وہاں سے کپل دستو جنم گاہ گوتم میں گیا۔ کپل دستو اُس وقت غیر آباد جنگل تھا۔ علیٰ ہذا کشی نگر جہاں گوتم نے وفات پائی تھی۔ اسی حالت میں تھا۔ آخر ویسالی میں ہوتا ہُوا فاہیان پاٹلی پُتر میں پہنچا۔ اشوک کا عالیشان دارالسلطنت بھی اُس وقت اپنی شان و شوکت میں نہ تھا۔ لیکن تاہم شاہی محل کے کھنڈرات کو دیکھ کر فاہیان بہت متحیر ہُوا۔ لکھتا ہے۔ کہ ان عمارات کو جن لوگوں نے بنایا ہوگا۔ وہ از قسم جنات ہونگے۔ کیونکہ انسان اتنے بڑے

بڑے پتھروں کو اتنا اونچا نہیں پہنچا سکتا۔ نہ دیواریں۔ دروازے اور اُن میں جو نقاشی کا کام ہے۔ وہ انسان کا کام ہو سکتا ہے۔
فاہیان بودھ دھرم کے مذہبی تیوہاروں کا مفصل ذکر کرتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس وقت بودھ دھرم معمولی بت پرستی کے درجہ کو پہنچ گیا تھا۔ جس طرح اِس وقت بتوں کے جلوس اور رتھ جاترا وغیرہ نکلتے ہیں۔ اُسی طرح اُس وقت رائج تھے۔ یہ چینی سیّاح پاٹلی پوترا کے خیراتی ہسپتالوں کا اِس طرح ذکر کرتا ہے۔ "اس دیش کے امیروں اور گرہستوں نے شہر کے اندر شفا خانے قائم کئے ہوئے ہیں۔ جن میں دور دور علاقوں کے غریب۔ کنگال۔ لنگڑے لولے اور بیمار آن کر علاج کراتے ہیں۔ اور اُن کو ہر قسم کی ضروریات مُفت دی جاتی ہیں۔ طبیب ان مریضوں کا ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کی حالت کے مطابق دوا و خوراک وغیرہ تجویز کرتے ہیں۔ جب اچھے ہو جاتے ہیں" تو اپنی خوشی سے جب چاہتے ہیں۔ جاتے ہیں"۔ یہاں سے راج گرہیا۔ گیا۔ بنارس اور چمپا ہوتا ہوا۔ اور مذہبی ہدایات وغیرہ جمع کرتا ہوا فاہیان تمرلپتی میں پہنچا۔ جو اُس وقت گنگا کے دہانے پر ایک مشہور بندرگاہ تھی۔ یہاں سے ایک بڑے تجارتی جہاز میں سوار ہو کر ۱۴ شب و روز کے سمندری سفر کے بعد وہ سیلون میں آیا۔ یہاں وہ دو سال رہا۔ اور بدھ دھرم کی مذہبی کتب کی نقلیں حاصل کرتا رہا۔ آخر کو واپسی وطن کے ارادہ سے پھر ایک بڑے تجارتی جہاز میں سوار ہوا۔ جس میں اس کے سوا دو اور مسافر تھے۔

راستہ میں ایک طوفان آ گیا - اور فاہیان کا جہاز ۹۰ روز کے بعد جاوا پہنچا - اس سفر کی بابت چینی سیاح لکھتا ہے - کہ سمندر بہت وسیع ہے - کہیں خشکی نظر نہیں آتی - نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے - کہ مشرق کدھر ہے - اور مغرب کہاں - چاند - سورج اور ستاروں کی مدد سے راستہ معلوم ہوتا ہے" جاوا یا سماٹرا میں فاہیان پانچ ماہ تک رہا - اور پھر یہاں سے بھی ایک بڑے جہاز میں سوار ہوا - جس میں ۲۰۰ تو ملاح ہی تھے - یہ جہاز ۵۰ دن کا رسد و سامان لیکر چلا تھا - بد قسمتی سے اس دفعہ بھی طوفان نے آ گھیرا - اور ۸۲ روز کے سفر کے بعد جہاز چین کے جنوبی بندرگاہوں میں پہنچا - فاہیان کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے - کہ اُس وقت برہمن سوداگران جہازوں میں سفر کرتے تھے - اور سماٹرا - جاوا اور چین میں تجارت کے لئے جاتے تھے - سماٹرا اور جاوا میں ہندو دھرم اور ہندو تہذیب رائج تھی *

سنگ یُن

دوسرا سیاح سنگ یُن ۵۱۸ سنہ عیسوی میں آیا - اور شمالی ہندوستان سے ہی واپس چلا گیا - تیسرا سیاح ہوان سانگ تھا - جس نے سب سے زیادہ سفر کیا - اور بہت دیر تک ہندوستان میں ٹھیرا - اور جہاں جہاں گیا وہاں کے حالات بہت مفصل قلمبند کئے - یہ سیاح ۶۲۹ سنہ عیسوی میں چین سے چلا - اور چونکہ وہ پورانک زمانے میں ہندوستان میں آیا - اس لئے اُس کے قلمبند کئے ہوئے حالات اُس زمانہ کی تاریخ میں درج کئے

جائینگے +

بودہ زمانہ میں علم و ہنر کی ترقی

جیوتش

علم ہیئت (اسٹریا نومی) منجملہ اُن علوم کے ہے۔ جن کی طرف آریوں کو ہمیشہ سے توجّہ رہی۔ بودہ زمانہ میں بھی اس علم نے بہت نشو و نما پایا۔ اُس سے پہلے کی تصنیفات تو ملتی نہیں۔ البتہ بودہ زمانہ کی کچھ تصنیفات ملتی ہیں۔ اُن میں سے پاراسر سدہانت پیدائش عیسٰے سے دو سو برس پہلے کا اور گرگ سدہانت ایک سو برس پہلے کا بتایا جاتا ہے۔ حضرت عیسٰے کی پیدائش کے ۲۰۰ اور ۳۰۰ سال کے اندر پانچ اور سدہانت تصنیف ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ برہم سدہانت۔ سوریہ سدہانت۔ واششٹ سدہانت رومک سدہانت۔ پولیس سدہانت ان میں سے سوریہ سدہانت بہت مشہور اور مستند ہے +

دھرم شاستر

دھرم شاستروں میں منو سنہتا اور یاگیہ ولک کی سنہتا کی بابت خیال ہے۔ کہ وہ بھی اس صورت میں جیسے کہ اب ملتی ہیں۔ بودہ زمانہ میں ترتیب پائیں۔ بودہ لوگوں کی کتابیں بے شمار ہیں۔ اور سب کی سب پالی زبان میں ہیں +

عمارت نقاشی مصوری

ہنر و صنعتوں میں بودہ زمانہ اپنی عالیشان عمارتوں۔ نقاشی اور مصوری کے لئے مشہور ہے۔ ڈاکٹر فرگسن اس زمانہ کی عمارات کو ۵ قسموں میں

تقسیم کرتے ہیں +
اوّل - لاٹ یا پتھر کے دستے جن پر عموماً کتبے کندہ ہیں +
دوم - سٹوپا یا ٹوپ جو کسی مشہور واقعہ کی یادگار قائم کرنے کے لئے کھڑے کئے گئے +
سوم ریل - جو عموماً ٹوپوں کے گرد بنائی گئیں +
چہارم - چیتیا (Chaityas) یعنی گرجے +
پنجم - وہار (Viharas) یعنی بھکشو لوگوں کے رہنے کے آشرم +

اوّل قسم کی عمارتوں میں دہلی اور الہ آباد کی لاٹیں مشہور و معروف ہیں - اگرچہ ترہوٹ - سنکسا (مابین متھرا اور قنوج) رکرلی (مابین بمبئی اور پونا) اور ایرن کی لاٹیں بھی بہت کاریگری کی ہیں - ترہوٹ کی لاٹ کے اوپر ایک شیر کی شکل اور کرلی کی لاٹ پر چار شیروں کی شکل بنائی ہوئی ہے - دہلی کی لوہے کی لاٹ بڑی عجیب و غریب لاٹ ہے - یہ لاٹ زمین سے ۲۲ فٹ اونچی ہے - اور اُس کا قطر نیچے سے ۱۶ انچ اور اوپر سے ۱۲ انچ ہے +

ڈاکٹر فرگسن صاحب کہتے ہیں - کہ یہ لاٹ ظاہر کرتی ہے - کہ پانچویں صدی عیسوی میں ہندو لوگ لوہے کی اتنی بڑی لاٹ ڈھال سکتے تھے - جس کے برابر کی زمانہ حال سے پہلے یوروپ میں کبھی نہیں بنائی گئی تھی - اور جس کے ضخامت کی لوہے کی سلاخیں اب بھی یورپ میں بکثرت نہیں - بنائی جاتیں یہ بھی حیرانی کی بات ہے - کہ چودہ سو صدی تک آندھی

اور بارش کے صدمات اوٹھانے کے باوجود بھی اس لاٹھ پر ابھی تک زنگار بھی نہیں لگا +

دوسری قسم کی عمارتوں میں سے بھیلسا کے ٹوپ عموماً اور سانچی کے ٹوپ خصوصاً بہت مشہور ہیں - سانچی کا ٹوپ پینیدے سے ذرا سے اوپر ۱۰۶ فٹ قطر میں ہے - اور اُس کے اوپر ۴۲ فٹ اونچائی کا ایک مینار ہے +

تیسری قسم کی عمارتوں میں سے دو بہت مشہور اور نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی کاریگری کی ہیں - ایک سانچی کی ریل - اور دوسری امراوتی کی ریل - ان دونو ریلوں پر عجیب طرح کی نقاشی (Sculpture) ہے - مہاتما بدھ کی زندگی کے مختلف حالات کی تصویریں کھودی گئی ہیں - اور جگہ جگہ مختلف جانوروں کی تصویریں نہایت ہی صنعت سے دی گئی ہیں +

چوتھی قسم کی عمارتیں دنیا میں اپنی قسم کی نرالی عمارتیں ہیں - یہ عمارتیں تعمیر کی ہوئی نہیں ہیں - بلکہ پہاڑوں میں کھودی ہوئی ہیں - ان میں سے کرلی کا چیتیا نہایت عجیب و غریب اور مشہور ہے - یہ چیتا حضرت مسیح کی پیدائش سے ایک سو سال پہلے بنا تھا - مگر تاہم اندرونی بناوٹ و انتظام میں وہ بہت درجہ تک اوائل زمانہ کے عیسائی گرجوں سے مشابہت رکھتا ہے +

پانچویں قسم کی عمارتیں یعنی وِہار بھی پہاڑوں میں کھودی ہوئی عمارتیں ہیں - اجنٹا کی وِہار بہت مشہور ہیں -

ان میں عموماً درمیان میں ایک عالیشان ہال، یعنی بڑا کمرہ ہوتا ہے۔ جس کے ارد گرد ستون ہوتے ہیں۔- اور پیچھے بھکشوؤں کے لئے کوٹھڑیاں *

برہمنی دھرم پر بدھ دھرم کا اثر

ہندوستان کی تاریخ میں سب سے پہلے بودھ زمانہ میں مورتیاں اور مندر بنے۔ اور اسی زمانہ میں مورتیوں اور مندروں کی پرستش شروع ہوئی[1]۔ بہت سے محقق اور فاضل یورپین اس امر پر متفق ہیں۔ کہ ویدک زمانہ میں مورتی پوجا اور مندروں کا رواج نہ تھا۔ اور برہمنی دھرم نے مورتی پوجا اور اس کے متعلقہ مذہبی اعتقادات بدھ دھرم سے سیکھے *

---

[1] دیکھو تاریخ دت جلد اول و دوم۔ مس نینگ کی تاریخ قدیم و میڈیویل انڈیا *

باب پنجم - پورانک زمانہ

فصل اوّل - خاندان مالوہ اور بکرماجیت اعظم کا تذکرہ

بدھ دھرم اور برہمنی دھرم میں کشمکش

ہندوستان کی تاریخ میں حضرت مسیح کے سنہ کی ابتدائی صدیاں بڑے انقلاب کا وقت گذر چکی ہیں - ایک طرف تو بدھ دھرم اور برہمنی دھرم میں برتری کے لئے کشمکش ہو رہی تھی - دونو دھرم زیادتی رسوخ کے لئے کوشاں تھے - کوئی راجہ بدھ دھرم کا معتقد تھا - اور کوئی برہمنی دھرم کا - بسا صورتوں میں اگر باپ بودھ کا پیرو تھا - تو بیٹا برہمنی دھرم پر جان دادہ - ہر دل عزیزی اور عوام پسندی کے لئے دونو مذاہب میں جد و جہد تھی - لوگوں کی نظر میں اپنی شان و شوکت بٹھانے کے لئے برہمنی دھرم نے بدھ دھرم کے شاندار تیوہاروں کے نمونے پر تیوہار قائم کئے - علیٰ ہذا ہر ایک مذہبی رسم میں بودھ لوگوں کی تقلید کی گئی - بودھوں کے نمونے پر برہمنوں نے مندر و

شوالہ بنا بنا کر مورتیاں استھاپت کیں۔ بودھ لوگ مہاتما بدھ کی مورتی پوجتے تھے۔ برہمن لوگوں نے سری رام و سری کرشن کو اوتاروں کی پدوی دے اُن کی مورتیاں پوجنی شروع کر دیں۔ بدھ دھرم کی تثلیث کی جگہ شو۔ وِشنو اور مہیش کی تثلیث استھاپت ہو گئی۔ بودھ لوگوں نے جانوروں کی رکشا کا خیال پھیلا کر لوگوں کو کشش کیا تھا۔ چنانچہ برہمنوں نے دیا دھرم کے اصول کو اُسی درجہ پر قائم رکھ اپنے دھرم کا جُز بنا لیا۔ مگر تاہم بدھ دھرم اور برہمنی دھرم کے بڑے اصولوں میں جو اختلاف تھا۔ وہ چونکہ دور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے ان دونو مذہبوں کے مابین کئی صدیوں تک مقابلہ ہوتا رہا۔ حتےٰ کہ رفتہ رفتہ بدھ دھرم کو زوال ہونے لگا۔ اور اُس کی جگہ برہمنی دھرم کا عروج شروع ہو گیا۔ پہلے بھی ویدک دھرم کے زوال اور بدھ دھرم کے عروج پر ہندوستان میں پولٹیکل انقلاب ہوئے تھے۔ اور اُس خانہ جنگی کے وقت باہر کے حملہ آوروں کو فوج کشی کی جرأت ہوئی تھی۔ اب بھی پہلے پہل اس گھر کی لڑائی میں ایک غیر قوم نے یورشیں کیں۔ اور ایسا زور پایا۔ کہ تمام شمالی ہند کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ اس قوم کا نام ہُننر تھا۔ گپت راجوں کا زبر دست خاندان اسی قوم کے ہاتھ سے نیست و نابود ہوا۔ غرض اس انقلاب میں کچھ مدت تک سارا ملک پولٹیکل بے امنی اور ابتری کا شکار بنا رہا *

آخر اسی بے امنی میں مالوہ کے حکمران خاندان نے اپنی بہادری سے دوسروں پر غلبہ پایا۔ خاندان مالوہ کا سب سے نامی بادشاہ بکرماجیت کے نام سے مشہور ہے (یہ لفظ اصل میں وِکرم آدتیہ ہے۔ (یعنی بڑی طاقت کا سورج)۔ اس راجہ نے غیر قوموں کے حملہ آوروں کو مکمل شکست دے کر پس پا کر دیا۔ اور بودھوں کی راج دھانی پر قبضہ کرکے پورانک دھرم کی سہاپنا کی۔ اپنی فتوحات سے چکر ورتی راجہ کا خطاب پایا۔ اُس کے وقت میں ملک میں بہت امن رہا۔ اور علم۔ فضل۔ ہنر۔ فن کو بہت ترقی ہوئی۔ اسی واسطے مؤرخ بکرماجیت کو بکرماجیت اعظم کہتے ہیں۔ بعض مؤرخوں کا خیال ہے۔ کہ بکرماجیت اعظم کا دوسرا عام طور پر رائج نام راجہ بھوج ہے۔ بُدھ دھرم کے راجوں میں جو درجہ راجہ اشوک کو حاصل ہوا۔ مسلمانی زمانے میں جو نام جلال الدین اکبر نے پایا۔ انگریزوں کی حکومت میں جو رتبہ مہارانی وکٹوریا کا ہے۔ ویسا ہی پورانک زمانے میں مہاراج بکرم کو حاصل تھا۔ راجوں اور مہاراجوں میں مہاراج رام چندر۔ مہاراج کرشن چندر۔ مہاراج بُدھشٹر سے اُتر کر جو ہر دل عزیزی و شہرتِ مہاراج بکرم کے حصہ میں آئی۔ وہ اور کسی دوسرے راجہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ مہاراج رام چندر اور مہاراج کرشن چندر کو تو ہندوؤں نے اوتار کا درجہ دے کر انسانوں کے زمرہ سے برتر کر دیا۔ مگر

راجوں و مہاراجوں میں دھرم یودھا یُدھشٹر اور دھرم بیر بکرم سے بڑھکر کوئی دوسرا نام عزت نہیں پاتا - بکرم کی دھرم بیرتا - فضیلت - علمیت - دانائی - فیاضی اور مذہبی دینداری کی بے شمار کہانیاں عام طور پر ہندوؤں کی زبان پر ہیں ؞

پولٹیکل منظر سے دیکھا جاوے - تو بکرم نے ہندوؤں کو غیر قوموں کے پنجہ سے چھڑایا - ہُنز کو کروڑ کے مقام پر جو مابین ملتان اور لونی کے واقع ہے - ایسی شکست فاش دی - کہ اُن کے پیر اُکھاڑ دئے - اور کچھ مدت سے اُن کے باعث جو بد امنی ملک میں پھیل رہی تھی - اُس کا خاتمہ کر دیا - بکرم کی پولٹیکل طاقت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے - کہ اُس نے کشمیر جیسی بڑی گدی کو اپنے ایک دوست اور درباری ماتری گپت کو بخش دیا - بکرم کے جیتے جی اصلی راجگان کشمیر کو یہ جرأت نہ ہوئی - کہ وہ ماتری گپت سے راج واپس لینے کی کوشش کریں - گو مہاراج کے مرتے ہی اُنہوں نے اپنا راج واپس لے لیا ؞

علم و فضل

علم و فضل میں بکرم نے وہ جوہر نایاب اکٹھے کئے - جو کہ پورانک زمانے کے چمکتے ستارے ہیں - اور ہندو آریا لوگوں کے لئے ہمیشہ کے واسطے باعث فخر و یاد - مہاراج بکرم کے دربار کے نو رتن مشہور ہیں - ہندوستان کی تاریخ میں دوسرا بادشاہ جس نے

بکرم کی تقلید میں نو رتن اکٹھے کئے - اکبر ہؤا ہے - اور تعجب کا مقام نہیں - کہ اکبر کے نو رتنوں میں ۲ یا ۳ ہندو تھے - کیونکہ بکرم کے نو رتنوں میں بھی اُسی قدر بودھ تھے - مہاراج بکرم کے نو رتن یہ تھے :-

(۱) دھنونتری - ہندوستان کا نہایت مشہور طبیب یعنی وَید - (۲) امر سنگھ - ہندوستان کا نہایت مشہور ڈکشنری نویس جس کی مشہور کتاب امر کوش نوین سنسکرت میں بڑی مستند کتاب ہے - (۳) کالیداس - شاعر اور ڈراما نویس - (۴) ورا روچی - پراکرت ویاکرن کا مصنف - (۵) وراہا مہر - منجّم و ہندسہ دان - (۶) سنکو - (۷) کشپنک - (۸) وتیل بھٹ اور (۹) گھٹکر پرا - جو سب کے سب اپنے زمانہ کے برگزیدہ عالم و فاضل تھے ؛

بکرمی سمت

ہندوستان کا سب سے مشہور سمت جس کا رواج نصف ہندوستان سے بھی زیادہ حصہ میں پایا جاتا ہے - مہاراج بکرم کے نام پر ہے - اس سمت کی اصلیت اور آغاز کی نسبت محققوں میں بہت کچھ اختلاف ہے - بعض فاضل تو یہ مانتے ہیں - کہ مہاراج بکرماجیت اعظم جن سے بکرمی سمت جاری ہؤا - ۵۶ سنہ بی سی میں ہوئے - اور اُنہوں نے شاک قوم کو شکست عظیم دی - اسی واسطے اُن کے نام کے ساتھ لقب شاکری لگ گیا - یعنی شاک لوگوں کو فتح کرنے والا[1] - مگر بعض دیگر محقق یہ کہتے

[1] دیکھو ہنٹر انڈین امپائر صفحہ ۲۲۸ ؛

ہیں۔ کہ وہ مہاراج بکرم جن کے دربار میں کالیداس ملک الشعرا تھا۔ چھٹی صدی عیسوی میں ہوئے۔ اور جو سمت اُن کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اُن کی قوم کے طاقت پکڑنے کی تاریخ سے شروع ہؤا۔ چونکہ مالوہ قوم میں جن کا یہ سمت ہے۔ سب سے زیادہ نام بکرماجیت نے پایا۔ اور اُسی نے اپنی قومی عروج کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنے کے لئے یہ سمت چلایا۔ اسی واسطے یہ سمت اُس کے نام سے ہی مشہور ہو گیا۵؎ مگر کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ سمت کے چلانے والے مہاراج بکرم اَور ہوں۔ اور کالیداس کے مُربّی راجہ بکرماجیت اَور ہوں۔ جنہوں نے پانچویں صدی میں قوم ہُنز کو شکست دی۔ اور جو راجہ بھوج کے نام سے مشہور ہوئے۔ بہر حال یہ امر ابھی غیر تصفیہ شدہ ہے ؁

بکرماجیت کے جانشین

بکرماجیت اعظم کی نسل میں دوسرا مشہور شہنشاہ سلادتیہ ثانی تھا۔ جو بکرماجیت سے چوتھی پشت میں ہؤا۔ سنسکرت لٹریچر میں اُس کو سری ہرش کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ راجہ سنہ ۶۱۰ء میں گدّی پر بیٹھا۔ اُس کے وقت میں شمالی ہند کا دار الخلافہ قنوج تھا۔ نہ کہ اوجین جو بکرماجیت اعظم کا دار السلطنت تھا۔ سلادتیہ کے زمانے میں تیسرا چینی سیّاح ہوآن سانگ ہندوستان میں آیا ؁

۵؎ دت کی تاریخ ہند جلد سوم صفحہ ۲۱۳ سے ۲۱۵ ؁

فصل دوم - راجپوتوں کا تذکرہ

راجپوت قوم کی اصلیت

راجپوت قوم کی اصلیت کی بابت مختلف روایتیں ہیں - خود راجپوت اور اُن کے مؤرّخ اور بھاٹ اُن کو قدیم کشتری نسل سے بتلاتے ہیں - چنانچہ راجپوتوں کے دو خاندان پورانے کشتری خاندانوں کے نام سے مشہور چلے آتے ہیں - یعنی سورج بنسی اور چندر بنسی - مگر یوروپین محقق اُن کو قوم شاک کی نسل سے بتلاتے ہیں - راجپوت توہیں خواہ پراچین کشتریوں کی اولاد سے ہوں - یا قوم شاک کی نسل سے - لیکن اس میں کلام نہیں ہو سکتا - کہ عام ہندو اُن کو کشتریوں کا کشتری سمجھتے ہیں - بلکہ عام خیال تو یہ ہے - کہ اصل کشتری راجپوت ہی ہیں - یہ پتہ نہیں لگ سکتا - کہ اُن کو راجپوت نام کب سے ملا - مگر اس میں شبہ نہیں کہ آٹھویں اور نویں صدی عیسوی میں یہ نام رائج تھا - چنانچہ اِن صدیوں میں اسی نام کے مختلف خاندان ہندوستان کے مختلف حصص پر حکمران تھے - چنانچہ پوراتک زمانہ کے خاتمہ میں جس وقت مسلمان ہندوستان میں آئے - قریباً سارے ملک پر راجپوتوں کا تسلّط تھا - مسلمانوں کا اول مقابلہ جگہ جگہ راجپوتوں سے ہوا - شمال مغرب میں سبکتگین راجۂ جیپال والئے پنجاب سے لڑا -

راجۂ جیپال کا علاقہ کابل تک تھا۔ سبکتگین کے جانشین محمود غزنوی کا مقابلہ بھی راجپوتوں سے ہوا۔ اور محمود غزنوی کے بعد محمد غوری کو بھی راجپوتوں سے ہی لڑنا پڑا۔ محمد غوری کے حملہ کے وقت خاندان چوہان دہلی اور اجمیر پر قابض تھا۔ اور قنوج راٹھوروں کی سلطنت تھی۔ علےٰ ہذا دیگر علاقہ جات بھی جن کا مختصر ذکر آگے کیا جاتا ہے۔ راجپوتوں کے تصرّف میں تھے؛

گجرات کا ولبھی خاندان

پانچویں صدی عیسوی میں راجپوتوں نے دکن اور گجرات پر قبضہ کیا۔ قوم ولبھی نے شاہ نسل کے بادشاہوں کو نکال کر گجرات پر اپنا تسلط بٹھا لیا۔ اور سنہ ۴۶۰ء سے سنہ ۷۸۰ء تک وہاں حکمران رہی۔ جب ہوآن سانگ تیسرا چینی سیّاح ہندوستان میں آیا۔ تو گجرات بہت رونق پر تھا۔ اور ولبھی پور بحری تجارت کا مرکز تھا؛

چالوک راجپوت

سنہ ۷۸۰ء میں دکھن کے چالوک راجپوتوں نے ولبھیوں سے گجرات چھین لیا۔ سنہ ۹۸۰ء تک گجرات چالوک قوم کے پاس رہا۔ جنہوں نے انھلواڑہ کو دار الخلافہ بنایا۔ سنہ ۹۸۰ء کے بعد چالوک قوم کی ایک دوسری شاخ گجرات پر قابض ہوئی۔ جب محمود غزنوی نے سومنات پر حملہ کیا۔ تو اُس وقت اس خاندان کے حکمران راجہ نے اُس کا مقابلہ کیا۔ محمود تو لوٹ لے کر واپس چلا گیا۔ اور گجرات میں بدستور راجپوتوں کا راج رہا؛

دکھن کی راج دھانیاں

ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ کہ بودھ زمانہ میں جنوبی ہند میں ایک قوم اندھرا حکمران تھی۔ جس نے بعد ازاں اس قدر عروج پایا۔ کہ مگدھ کو مغلوب کرکے شمالی ہند پر قابض ہو گئی۔ شمالی ہند کے حکمران بھی بہت دفعہ جنوبی علاقوں کو فتح کرتے رہے۔ غرض ہندو آریوں کے زمانے میں دکھن کی مختلف ریاستیں کبھی آزاد اور کبھی شمالی ہند کی باجگذار چلی آئیں۔ مسلمانوں کی شروع عملداری میں دکھن مدت تک آزاد رہا۔ ایک ہندو ریاست تو اکبر کے وقت میں بھی آزاد تھی۔ اور سب سے پیچھے ۱۵۶۵ء میں غارت ہوئی ٭

دکھن کی ہندو راج دھانیوں کا مختصر تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

عیسوی سنہ کے شروع ہونے سے پہلے دکھن میں چار بادشاہیاں تھیں۔

اول۔ قوم اندھرا کی بادشاہت ٭ دوم۔ چولا قوم کی ریاست ٭ سوم۔ چیرا قوم کی ٭ چہارم۔ پانڈیا کی ٭

قوم اندھرا اور چالوک

قوم اندھرا پانچویں صدی عیسوی تک دکھن میں حکمراں رہی۔ پانچویں صدی میں چالوک راجپوتوں نے دکھن اندھرا سے لے لیا۔ جے سنگھ بانی خاندان چالوک ۴۷۰ء میں گدی نشین ہوا۔ پھر ساتویں صدی کے شروع میں اس خاندان کی دو شاخیں ہو گئیں۔ مغربی شاخ کا تسلط کانکن اور مہاراشٹرا

میں رہا۔ کلیان اُن کا دار الخلافہ تھا۔ اور مشرقی خاندان کے پاس وہ علاقہ رہا۔ جو دریائے کرشنا سے لے کر کٹک کی حدود تک تھا۔ مغربی شاخ میں جے سنگھ کا جانشین پُلک سین ثانی تھا۔ جو سلادتیہ ثانی والی قنوج کا ہم عصر تھا۔ سلادتیہ نے تمام دکھن کو فتح کر لیا تھا۔ مگر پُلک سین اور اُس کا علاقہ اُس سے سر نہ ہوئے۔ یہ خاندان باوجود بہت سے درمیانی انقلابات کے ۱۱۸۹ء تک آزاد رہا۔ جب کہ ایک اور ہندو راجہ موسومہ بلالا دیو نے اس خاندان کو زیر کیا۔ اور اُس سے علاقہ چھین لیا ٭

مشرقی شاخ کا بانی وِشنو وردھن تھا۔ جس نے ۶۰۵ء میں ایک خود مختار ریاست کی بنیاد ڈالی اور راج مہندری کو اُس نے اپنا دار السلطنت بنایا ٭

چولا - چیرا اور پانڈیا

کرشنا کے جنوب میں باقی کا تمام مشرقی کنارہ ۔ چولا ۔ چیرا اور پانڈیا کے قدیم خاندانوں کے تاخت رہا۔ علاقہ جات مالا بار۔ ٹراونکور۔ کانچی (کانچی ورم) ۔ ٹنی ولی اور مدورا۔ سب ان بادشاہوں کے زیر حکومت رہے۔ ان میں سے چولا خاندان نے بہت عروج پایا۔ اور ایک وقت میں راجندر چولا اُن کا راجہ تمام جنوبی ہند کا مالک بن گیا ٭

بلالا راجپوت

آخر دسویں صدی عیسوی میں راجپوتوں نے اِن سلطنتوں پر قبضہ کیا۔ اور بلالا خاندان نے اُن کے کھنڈرات پر ایک زبردست سلطنت قائم کی ۔ کرناٹک

اور مالا بار کا سارا علاقہ بلالا راجپوتوں کے ماتحت تھا تین سو سال تک وہ برابر حکومت کرتے رہے۔ ۱۳۱۰ء میں مسلمانوں نے اُن کی طاقت کو اُکھاڑ دیا +

ورنگل وارنگال[1] میں گیارھویں صدی کے اخیر میں کگتی قوم کے راجپوتوں نے ایک بادشاہت قائم کی۔ اس خاندان میں پرتاب رودر ایک بڑا نامی راجہ ہوا ہے۔ جو ۱۱۶۲ء میں حکمران تھا۔ اُس سے اگلی صدی میں اُنہوں نے تمام جنوبی ہند پر پاؤں پھیلائے۔ یہ خاندان ۱۳۲۳ء تک حکمران رہا +

فصل سوم۔ بنگال اور اوڑیسہ

ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ کہ مہاراج اشوک کے وقت میں بنگال اور اوڑیسہ سلطنت مگدھ میں شامل تھے۔ اور غالباً مہاراج بکرم کے عہد میں بھی بنگال اور اوڑیسہ اُن کے علاقے کا ہی حصہ سمجھے جاتے تھے لیکن جب تیسرا چینی سیاح (ہوآن سانگ) ہند میں آیا۔ اُس وقت بنگال میں کئی آزاد ریاستیں تھیں۔ مثلاً:-
(۱) پنڈرا یعنی شمالی بنگال۔ (۲) سامتت یا مشرقی بنگال۔ (۳) کامروپ یا آسام۔ (۴) ترمرلپتی یا جنوبی

[1] یہ صوبہ کرشنا کے مشرق میں واقع تھا۔ کچھ حصہ متوسط ہند کا اُس میں شامل تھا +

بنگال (۵) کرن سُورن یا مغربی بنگال +

بنگال میں مسلمانوں کا تسلط ہونے سے پہلے (جو ۱۲۰۴ء میں ہؤا-) دو مشہور خاندان حکمران رہے -

پال اور سین +

پال خاندان

ڈاکٹر راجندرا لعل متر تحریر فرماتے ہیں - کہ پال خاندان ۸۵۵ء میں شروع ہؤا - اور اس خاندان کے دس راجہ گدی پر بیٹھے - بانی خاندان گوپال تھا - مغربی اور شمالی بنگال اُن کے زیر حکومت تھا - اِس خاندان کے راجہ دیو پال کے عہد میں اُس کے بھائی جے پال نے بہت فتوحات کیں - جن میں آسام بھی شامل تھا - اس خاندان کا ایک اور مشہور راجہ مہی پال ہؤا - جس نے بقول پنڈت تارا ناتھ کے ۵۲ سال سلطنت کی - اوڑیسہ اس راجہ کی باج گزار ریاستوں میں سے تھا - ۱۲۰۰ء تک یہ خاندان حکومت کرتا رہا - اس عرصہ میں سین خاندان طاقت پا رہا تھا - اور آخر اُنہوں نے اس خاندان کو جذب کر لیا - پال راجے مذہب کے بودھ تھے +

سین

سین خاندان نے قریباً ۹۸۶ء میں عروج پایا - ویر سین بانی خاندان کی نسبت مشہور ہے - کہ وہ ۵ برہمن اور ۵ کائستھ قنوج سے لایا تھا - بنگال کا بہت بڑا حصّہ اس خاندان کی زیر حکومت رہا - اِس خاندان کے راجے پورانک مذہب کے پیرو تھے - اور ڈھاکہ

کے نزدیک بکرم پور اُن کی راج دھانی تھا۔ ۱۲۰۴ء تک جب کہ بختیار خلجی نے بنگال کو فتح کر لیا۔ یہ خاندان بنگال پر حکومت کرتا رہا +

اوڑیسہ

اوڑیسہ منجملہ اُن راج دھانیوں کے ہے۔ جنھوں نے مسلمانی حملوں کے بعد کئی صدیوں تک اپنی آزادی کو قائم رکھا۔ اوڑیسہ کے حکمران خاندانوں میں سے دو مشہور خاندان ہیں۔ ایک کا نام کیسری ہے۔ یعنی شیروں کا خاندان اور دوسرے کا نام گنگا ونس +

کیسری خاندان

پہلا کیسری خاندان ۴۷۶ء سے ۱۱۳۲ء تک حکمراں رہا۔ بھونیشر اُن کا دار الخلافہ تھا۔ جس میں نہایت خوبصورت اور عالیشان مندر اور عمارتیں تھیں۔ یہ خاندان شِو کا پوجک تھا +

گنگا ونس

۱۱۳۲ء میں اس خاندان نے کیسری خاندان کو نکال کر اپنا راج شروع کیا۔ یہ بادشاہ وشنو کے پوجاری تھے۔ ۱۵۳۴ء تک اُن کی حکومت رہی۔ اس خاندان کے اننگا بھیم دیو نے جگن ناتھ جی کا مندر بنایا +

ایک شخص مسمی گوبند ودیا دھر نے گنگا ونش خاندان کے آخری بادشاہ کو قتل کیا۔ اسی گوبند ودیا دھر کے زمانہ میں مسلمانوں سے مقابلہ شروع ہوا۔ آخر ۱۵۶۰ء میں علاقہ ہندوؤں کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور مسلمانوں نے اوڑیسہ پر قبضہ کر لیا +

فصل چہارم - کشمیر اور پنجاب

راج ترنگنی

ہندوؤں کی تمام قدیم راج دھانیوں میں کشمیر ایک ایسی سلطنت ہے - جس کی مسلسل تاریخ موجود ہے - ان میں سب سے مشہور تاریخ راج ترنگنی[1] ہے - اس تاریخ کا مصنف کلہن پنڈت ہوا ہے - اُس کی تاریخ گنکش کے راج سے شروع ہوتی ہے - ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں - کہ بکرماجیت اعظم نے سلطنت کشمیر اپنے دربار کے شاعر ماتری گپت کو بخش دی تھی - بکرماجیت کے مرنے پر ماتری گپت بادشاہت چھوڑ کر فقیر ہو گیا - اور کنکش کے خاندان میں سے پراور سین نے پھر گدی سنبھال لی +

یہ واقعہ ۵۵۰ء کے قریب کا ہے - کلہن پنڈت کی تاریخ ۱۱۲۷ء تک ختم ہو جاتی ہے - ۵۵۰ء سے لے کر ۱۱۲۷ء تک ۵۸ بادشاہ کشمیر کی گدی پر حکمراں ہوئے +

لالت آدتیہ

کشمیر کے مہاراجوں میں سے لالت آدتیہ بہت مشہور ہو گذرا ہے - جس نے ۶۹۷ء میں سلطنت

[1] راج ترنگنی کا انگریزی ترجمہ بابو جوگیش چندر دت نے کیا ہے. اور سنا ہے - کہ ڈاکٹر سٹائن حال رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی بھی جنہوں نے صحت کر کے راج ترنگنی کو اصل سنسکرت میں طبع کرایا ہے - اُس کا ترجمہ کر رہے ہیں +

شروع کی۔ اور جو قنوج کو فتح کرکے ہندوستان کے سب سے نامی ڈراما (ناٹک) لکھنے والے شاعر بھوبھوتی کو اپنے ساتھ لایا۔ اس بادشاہ نے کالنگا (بنگال)۔ گوڑ اور کرناٹا وغیرہ کو بھی فتح کیا۔ اور اونتی بیں سے ہوتا ہوا بندھیاچل پار ہو کر اپنے ملک میں واپس آیا۔ یہاں سے پھر شمال کی طرف فوج کشی کرکے روانہ ہوا۔ اور اُسی طرف مر گیا۔ یہ بادشاہ محمد قاسم مسلمان حملہ آور کا ہم عصر تھا۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اُس نے سندھ کو بھی فتح کیا تھا ❊

مہاراجہ جے پیپر نے ۷۴۵ء سے لیکر ۷۷۶ء تک حکومت کی۔ اور پتنجلی رشی کے مہا بھاشیہ کو اکٹھا کیا۔ مہاراج اونتی ورما (Avanti Varma) سے ایک نیا خاندان شروع ہوا۔ اُس کے وقت میں بڑے طوفان آئے۔ اور ایک ویش ہنیشنی پُرش سویہ نامی نے دریائے جہلم (وِتستا) کا پانی نکالنے کے لئے راستہ بنایا۔ اور نیز فالتو پانی کے لئے نہریں بنائیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ دریائے سندھو[۵۱] بائیں طرف بہتا تھا۔ اور وِتستا دائیں طرف۔ اُس نے دونو کو لاکر مقام وینیاسوامی پر ملا دیا۔ علاوہ ازیں مہا پدم[۵۲] جھیل سے علاقہ کو محفوظ کرنے کے لئے اُس نے ایک بڑا بند بنایا۔ اور جھیل اور دریائے جہلم کو ملا دیا ❊

۵۱ غالباً یہ وہی شاخ دریائے سندھو کی ہے۔ جو سری نگر سے چند میل کے فاصلے پر بہتی ہے ❊

۵۲ کیا یہ اشارہ کشمیر کی بڑی ڈل موسومہ وولرلیک کی طرف نہیں ہے ؟

اس خاندان میں کئی رانیاں بھی تخت پر بیٹھیں - اور حکومت کرتی رہیں - آخرکار کشمیر کی بادشاہت بھی اکبر کے زمانے میں مسلمانوں کے قبضہ میں آئی +

فصل پنجم

پورانک زمانہ کا مذہبی علم ادب (لٹریچر)

پورانک دھرم

پانچویں صدی عیسوی تک تو بُدھ دھرم عروج پر رہا - اُس کے بعد پھر اُس کا تنزل شروع ہو گیا - حتّےٰ کہ دسویں صدی عیسوی تک دھرم مذکور بالکل ہندوستان سے نیست و نابود ہو گیا - ویدک دھرم جو بودھ مذہب کے آغاز سے پہلے آریوں کا دھرم تھا - کبھی ہندوستان میں سے ناش نہیں ہوا تھا - بدھ دھرم کے عروج کے زمانے میں بھی ایک کثیر تعداد آریا قوم کی اُس کی پیرو رہی - لیکن بدھ دھرم کے مقابلہ میں آکر ویدک دھرم نے اپنی اصلی حالت کو بہت کچھ تبدیل کر لیا - اسی واسطے بدھ دھرم کے تنزل پر جو شکل برہمنی دھرم نے اختیار کی - اُس کو پورانک مت کہتے ہیں +

بعض[1] فاضلوں کی یہ رائے ہے - کہ موجودہ پورانک مذہب

[1] ہنٹر انڈین امپائر صفحہ ۲۵۳ +

میں تین قسم کے نشانات ہیں - اول ویدک دھرم کے - دوم - بُدھ دھرم کے - سوم - وحشی قوموں کے مذہبی خیالات کے - مثلاً سانپ - ہاتھی - لِنگ اور سالگ رام آدی کی پوجا وغیرہ ÷

پورانک لٹریچر

پورانک زمانہ کا مذہبی لٹریچر (علم ادب) تین قسم کا ہے - اول دھرم شاستر ÷ دوم پوران ÷ سوم تنتر ÷

دھرم شاستر

اس زمانہ کے مشہور دھرم شاستر ۲۰ ہیں - اور اُن کے نام یہ ہیں :-

(۱) منو ÷ (۲) اترِی ÷ (۳) وشنو ÷ (۴) ہریتہ ÷ (۵) یاگیہ ولک ÷ (۶) اوسانس ÷ (۷) انگیرس ÷ (۸) یم ÷ (۹) آپستمبھ ÷ (۱۰) سم ورت ÷ (۱۱) کاتیاین ÷ (۱۲) برہسپتی ÷ (۱۳) پاراسر ÷ (۱۴) ویاس ÷ (۱۵) سنکھا ÷ (۱۶) لکھتا ÷ (۱۷) وکش ÷ (۱۸) گئوتم ÷ (۱۹) ست تپت ÷ (۲۰) واشِشٹ ÷

منو کا دھرم شاستر

ان میں سے منو نام کا دھرم شاستر بہت پرانا اور مستند مانا جاتا ہے - منو کے دھرم شاستر کو عام طور پر منو سمرتی کے نام سے پکارا جاتا ہے - ہندوؤں کی تاریخ میں منو بہت پرانا اور بزرگ نام ہے - جس کی ہر ایک ہندو خواہ وہ کچھ ہی مذہبی خیالات رکھتا ہو - تعظیم کرتا ہے - کوئی شخص تحقیق سے نہیں کہ سکتا - کہ منو مہاراج کس زمانے میں ہوئے - ہندو لوگ منو کو برہما کا بیٹا مانتے ہیں - برہما کا سرشٹی کے آد (آفرینش کے آغاز) میں ہونا مانتے ہیں - بہرحال یہ مسلم ہے - کہ منو کی اصل سمرتی ایک بہت پراچین گرنتھ تھا - کیونکہ

محقق لوگوں کی رائے ہے۔کہ آج کل جو کتاب منو سنتھا
یا منو سمرتی کے نام سے مشہور ہے۔یہ اصلی منو سمرتی یا
منوا سوتر نہیں ہیں۔ اصلی سوتر یا سمرتیاں تو گم ہوگئیں۔
اس لئے موجودہ گرنتھ اصل سوتروں کا سہارا لے کر بدھ
دھرم کے زمانے میں تصنیف ہؤا۔ اور اسی لئے اس میں
اسی زمانے کے رواجات و خیالات کا پرتو ہے۔ چنانچہ
یہ صاف طور پر پایا جاتا ہے۔کہ اس موجودہ گرنتھ کے
رچے جانے کے وقت میں مندروں کا رواج ہو گیا تھا۔ ذات
کی تمیز اچھی طرح سے قائم ہو گئی تھی۔ چاروں ذاتیں یعنی
برہمن۔کشتری۔ ویش اور شودروں کے لئے مفصل ہدایتیں
اس شاستر میں درج ہیں۔ منو سمرتی کے ۱۲ باب (ادھیائے)
ہیں۔ اور اُن میں ۲۶۸۵ شلوک ہیں ؏

اس کتاب میں سرشٹی کی اُتپتی کے وشئے آفرینش خلق
کے مضمون سے چل کر انسان کی زندگی کے ہر ایک پہلو
اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرحلہ کے لئے قواعد اور قانون
درج ہیں۔مختلف قسم اور مختلف درجہ اور مختلف ذاتوں
کے آدمیوں کے لئے مختلف قسم کے قواعد و قانون ہیں
اگر باپ کے فرائض درج ہیں۔تو لڑکے اور لڑکیوں کے
بھی ہیں۔ اُستاد اور شاگرد۔ خاوند جورو۔ راجا اور پرجا
سب کے ہی فرائض اور استحقاق درج ہیں۔راجا کے لئے
جو قانون ہے۔ اُس میں مفصل ہدایتیں درج ہیں۔کہ انصاف
کس طرح کرنا چاہئے۔ٹکس کس طرح اور کتنے وصول کرنے

چاہئیں وغیرہ - منو سمرتی کے چند قواعد ہم مختصراً درج کرینگے +

(الف) ذاتوں کی تمیز

منو سمرتی میں ذاتوں کی تمیز پیدائش سے مانی گئی ہے - اور جو قواعد مختلف ذاتوں کے لئے بنائے گئے ہیں - اُن میں برہمنوں کی رعایت اور شودروں کے ساتھ نہایت سختی کی گئی ہے - منو سمرتی میں مرکب (دوغلی) ذاتوں کا ذکر تو آتا ہے - مگر پیشہ ور ذاتوں کا ذکر نہیں آتا - مثلاً لوہاروں - ترکھانوں وغیرہ کا - منو مہاراج کے مطابق مختلف ذاتوں کے انسان اپنی اپنی ذات کے فرائض نہ پالن کرنے سے ذات سے گر جاتے ہیں - اور اُن کو پھر ذات میں شامل کرنے کے لئے بہت سے سخت پرائشچت لکھے ہیں - اسی طرح منو مہاراج نے دھرم سے گرے ہوئے (پتت) پرش کے لئے بھی پرائشچت مقرر کئے ہیں +

(ب) یگ اور سنسکار

منو سمرتی کے مطابق ہر ایک دوج کا یہ فرض ہے - کہ ہر روز پانچ یگ کرے - یہ پانچ یگ وہی ہیں - جو سوتروں میں لکھے ہیں - یعنی (۱) برہم یگ پڑھنا پڑھانا - (۲) پتری یگ یعنی بزرگوں کی پوجا اور اُن کا ادب - (۳) دیو یگ یعنی پوجا اور پرستش - (۴) بھوت یگ یعنی جانوروں کی پرورش وغیرہ - (۵) منش یگ یعنی مہمان نوازی + علاوہ اس کے ہر ایک برہمن کا فرض ہے - کہ صبح و شام اگنی ہوتر کرے +

منو سمرتی میں بھی وہی سنسکار درج ہیں - جن کی

تفصیل سونتروں میں درج ہے۔اُن میں سے سب سے بڑا اور ضروری سنسکار اُپ نین (زنار بندی) ہے۔ جس کے واسطے تاکید ہے۔کہ برہمن کے لڑکے کا آٹھویں سال۔کشتری کے لڑکے کا گیارھویں سال اور ویش کے لڑکے کا بارھویں سال میں کیا جاوے ٭

اِن روزانہ یگوں کے سوا یہ حکم ہے۔کہ چاند کے نکلنے اور چاند کے پورا ہونے پر ورش و پورن ماشی یگ کیئے جاویں۔مہینہ کے مہینہ پنڈ پتری یگ کیا جاوے۔اور ایسے ہی ہر ایک موسم کے ختم ہونے پر چترُ ماشی یگ کیئے جانے کا وِدھان ہے۔نیز سالانہ یگوں کا بھی ذکر ہے۔ان یگوں کے موقعوں پر برہمنوں کو بھوجن دینے کی آگیا ہے۔مگر یہ شرط ہے۔کہ برہمن وِدوان اور وید پاٹھی ہو۔کیونکہ منو جی مہاراج تیسرے ادھیائے کے ۱۴۲ شلوک میں فرماتے ہیں۔کہ جیسے کسی کاشتکار کو بانجھ زمین میں بیج ڈالنے سے کچھ پھل پراپت نہیں ہوتا ہے۔ایسا ہی یگ کرنے والے کو کچھ پھل نہیں ملتا۔اگر وہ یگ میں ایسے برہمن کو بھوجن کراتا ہے۔جو رچا (وید) نہیں جانتا ٭

(ج) شادی

منو مہاراج آٹھ قسم کے بیواہ بتلاتے ہیں۔مگر لڑکی کے عوض روپیہ لینے کو بہت ہی بُرا بتلاتے ہیں۔عام طور پر شادی بیوگان کے مخالف ہیں۔ مگر کماری بیوگان کی دوبارہ شادی کی اجازت دیتے ہیں۔

برہمن - کشتری اور ویش لوگوں کو اپنے سے کم ذات کی استری سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ نویں ادھیاے کے ۸۹ شلوک میں منو مہاراج نہایت صراحت سے بتلاتے ہیں۔ کہ یہ بہتر ہے۔ کہ کنیا عمر بھر کُماری رہے۔ بجاے اس کے کہ وہ ابوگیہ ور (*unsuitable*) سے بواہی جاوے۔ یعنی ایسے دولھا سے بیاہی جاوے۔ جو اُس کے لائق نہ ہو ٭ شلوک ۹۰ میں لکھا ہے۔ کہ جب لڑکی کی عمر شادی کے قابل ہو جاوے۔ تو اُس کے تین سال بعد اُس کی شادی کرنی چاہیئے ٭

(۵) عورتوں کے حقوق

منو مہاراج جگہ جگہ یہ حکم دیتے ہیں۔ کہ استریوں کی عزت کرنی چاہیئے۔ ادھیاے ۲ کے شلوک ۱۴۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ پتا کی نسبت ماتا کی ہزار گنی زیادہ عزت کرنی چاہیئے۔ ایسے ہی تیسرے ادھیاے میں فرماتے ہیں۔ کہ عورتوں کی عزت کرنی چاہیئے۔ جہاں عورتوں کی عزت ہوتی ہے۔ وہاں دیوتا پرسنّ (خوش) رہتے ہیں۔ اور جہاں اُن کی عزت نہیں ہوتی۔ وہاں مذہبی رسومات وغیرہ سے کچھ پھل نہیں نکلتا۔ جس خاندان میں عورتیں رنجیدہ رہتی ہیں۔ وہ جلدی ناش (تلف) ہو جاتا ہے۔ اور جس گھرانے میں عورتیں ناخوش نہیں رہتیں۔ وہ پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ پانچویں ادھیاے میں استری پر تاکید لکھی ہے۔ کہ وہ بچپن میں اپنے باپ (پتا) کی۔ جوانی میں اپنے خاوند (پتی) کی آگیا (حکم) میں رہے۔ اور جب خاوند

مر جاوے - تو اپنے بیٹوں کے مطیع رہے - استریوں کو خاندان سے علیحدہ رہنے کی سخت ممانعت لکھی ہے - اور خاوند کی تابعداری ہر حالت میں عورت پر واجب قرار دی ہے *

(۳) راجا کے فرائض

ساتویں ادھیائے میں راج کے قواعد درج ہیں - راجا کے روزانہ فرائض بہت تفصیل سے درج کئے ہیں - راجا کو شراب کے پینے - جوا کھیلنے - عورتوں میں گھسے رہنے اور شکار پر ہی لگے رہنے کی ممانعت کی گئی ہے - راجا پر فرض ہے - کہ وہ دانوں شوربیر خاندانی لوگوں کو اپنا وزیر اور صلاح کار مقرر کرے - اسی طرح سے ہر ایک گاؤں پر ایک حاکم - دس گاؤں پر اُس سے اوپر دوسرا - سو گاؤں پر اُس سے اوپر تیسرا اور ہزار گاؤں پر ایک افسر مقرر کرنے کا حکم ہے *

(۴) ٹیکس وغیرہ

محصول اور ٹیکس کے لئے حسب ذیل قاعدے ہیں :-

ڈنگروں اور سونے کی آمدنی کا $\frac{1}{5}$ حصہ یعنی ۲ فیصدی کا انکم ٹیکس *

فصلوں پر چھٹا یا آٹھواں یا بارھواں حصہ پیداوار کا *

درختوں اور گوشت وغیرہ پر چھٹا حصہ آمدنی کا *

بادشاہوں کو سخت طور پر تنبیہ کی گئی ہے - کہ ٹیکس زیادہ نہ لگاویں - اور نہ وصول کریں *

(۵) دیوانی و فوجداری قانون

آٹھویں اور نویں ادھیائے میں دیوانی اور فوجداری قانون کے متعلق مفصل ہدایتیں درج ہیں - اُن کی بابت اتنا ہی کہنا کافی ہوگا - کہ سچ

بولنے کی سخت تاکید ہے۔ اور عدالت میں جا کر جھوٹ بولنے یا جھوٹی گواہی دینے کو سخت درجہ کا پاپ بتلایا گیا ہے۔ زنا کاری کے لئے سخت سزائیں مقرر ہیں۔ جن میں برہمنوں کے ساتھ بہت رعایت ملحوظ کی گئی ہے۔ علےٰ ہذا چوری۔ راہزنی۔ قتل اور جملہ جرائم وغیرہ کے لئے جدا جدا سزائیں مقرر ہیں۔ سود کے لئے منو جی مہاراج دُگنے سے زیادہ وصول کرنے کی اجازت نہیں دیتے ❊

باقی شاستر

باقی کے اونیس شاستروں میں سے گوتم اور واشِشٹ تو پورانے سوتر کاروں کے نام ہیں۔ اور دیگر ۱۷ پورانک زمانہ کے شاستر رچیتا ہیں۔ جنھوں نے کم و بیش پُرانے سوتروں کے سہارے قوانین وضع کئے ہیں۔ اِن ۱۷ شاستروں میں سے صرف وشنو کا شاستر نثر میں لکھا ہؤا ہے۔ باقی سب نظم میں (یعنی شلوکوں میں) ہیں۔ جن میں سے یاگیہ ولک۔ کاتیاین اور پاراسر زیادہ مشہور ہیں ❊

عام طور پر یہ جملہ شاستر مذہبی معاملات میں مورتی پوجا اور دیوتا پرستی کے لئے قواعد مقرر کرتے ہیں۔ بچپن کی شادی اور رسم ستی کی تائید کرتے ہیں۔ پیشہ ور ذاتوں کی تمیز قائم کرتے ہیں۔ اور شادی بیوگان کی ممانعت کرتے ہیں۔ لیکن پاراسر دھرم شاستر نہ صرف شادی بیوگان کی اجازت دیتا ہے۔ بلکہ خاوند کے نامرد ہو جانے یا فقیر ہو جانے کی صورت میں بھی دوبارہ شادی کی اجازت دیتا ہے ❊

پوران

دوسری قسم کی پورانک مذہبی لٹریچر پوران ہیں۔ پوران تعداد میں ۱۸ ہیں۔ اور برہما۔ وشنو اور شو کے نام پر چھ چھ پوران ہیں۔ اِن ۱۸ پورانوں کے نام حسب ذیل ہیں:۔

برہما کے پوران	وشنو کے پوران	شو کے پوران
(۱) برہمانڈ	وشنو	متس
(۲) برہم وے ورت	ناردیہ	کورم
(۳) مارکنڈے	بھاگوت	لنگ
(۴) بھوشیہ	گروڈ	وایو
(۵) وامن	پدم	سکند
(۶) برہما	وراہ	اگنی

اِن ۱۸ پورانوں میں قریباً ۴ لاکھ اشلوک ہیں۔ سب سے بڑا پوران سکند پوران ہے۔ جس میں اکیاسی ہزار ایک سو شلوک ہیں۔ اور سب سے چھوٹا مارکنڈے ہے۔ جس میں صرف ۹ ہزار شلوک ہیں۔

پوران مورتی پوجا۔ اوتار پوجا اور دیوتا پوجا کی تعلیم دیتے ہیں۔ مختلف مقامات کو مقدس بنا کر تیرتھ یاترا کو مذہبی فرائض میں قائم کرتے ہیں۔ مذہبی رسومات و قاعدوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ سرشٹی کی اُتپتی یعنی پیدائش خلق کے متعلق بھی ان گرنتھوں میں بحث کی گئی ہے۔ اور مختلف ہندو راجوں مہاراجوں کے شجرہ نسب اور اُن کی تاریخ بھی کہیں کہیں پائی جاتی ہے۔ بعض مقامات پر

علم جغرافیہ کے بیان کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے ۔
تیسری قسم کی پورانک مذہبی لٹریچر تنتر ہیں۔ جو تعداد میں ۶۴ بتلائے گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر نہایت بد اخلاقی اور بد تہذیبی سے پُر ہیں۔ بہت سے مسلمانی عہد کی تصنیفات ہیں۔ جن میں کھٹ یوگ کے کرتب درج ہیں ۔

فصل ششم

پورانک زمانہ کا علم و فضل

علم طب کو سنسکرت میں "آیور وید" کہتے ہیں۔ آیور وید ایک اُپ وید تھا۔ جس کا اب پتہ نہیں ملتا۔ علم طب کو سنسکرت زبان میں "چکتسا" بھی کہتے ہیں۔ اور طبیب کو وید بولتے ہیں۔ اور یوروپین محقق ڈاکٹر وائز کی یہ رائے ہے۔ کہ دنیا میں سب سے پہلا علم طب آریا لوگوں کی ایجاد ہے۔ یہ بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ سکندر اعظم کے لشکر میں آریا طبیب اس مطلب کے لئے رکھے جاتے تھے۔ کہ اُن بیماریوں کا علاج کریں۔ جن پر یونانی طبیبوں کو دسترس نہ تھی۔ کئی قدیم یونانی مؤرخ

آریا طبیبوں کی لیاقت اور اُن کی اعلےٰ علمیت کی شہادت دیتے ہیں۔ یہ[1] بھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ یونانیوں نے "مٹیریا میڈیکا" آریا لوگوں سے حاصل کیا۔ یونانیوں[1] کے بعد مسلمانوں نے اپنے عروج کے زمانہ میں علم طب ہندوستانیوں سے سیکھا۔ خلیفہ ہارون الرشید کے وقت میں دو ہندو طبیب اُس کے دربار میں رہتے تھے۔ خلیفہ المامون[2] نے سنسکرت کتب طب کا ترجمہ عربی میں کرایا۔

سنسکرت زبان کے دو مشہور پُرانے ویدک گرنتھ چرک اور سُشرت ہیں۔ جن کا زمانہ قریباً چھٹی صدی عیسوی مانا جاتا ہے۔ ہندو لوگ ان گرنتھوں کو زیادہ قدیم مانتے ہیں۔ ان کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پُرانے ہندو علم کیمیا سے اچھی طرح واقف تھے۔ اور سرجری اور جراحی میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے۔ بوٹینی یعنی علم نباتات میں تو اُنہوں نے بہت ہی کمال کیا تھا۔ ہندوؤں کی فہرست ادویات کی اس قدر لمبی ہے۔ کہ شاید دنیا کے کسی دوسرے طب میں اس قدر ادویات کا ذکر نہیں آتا۔ جراحی میں ہندوؤں کو ۱۲۷ اوزار معلوم تھے۔ ان گرنتھوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ طبیب کے اوزار جراحی ایسے صاف اور عمدہ اور تیز ہونے چاہئیں۔ جن سے کہ ایک بال بھی لمبائی میں تقسیم کیا جا سکے۔

[1] ڈاکٹر رائل کا مضمون صفحہ جات ۸۲ تا ۱۰۴ و ۴۴۵۔

[2] المامون مؤلفہ مولوی شبلی۔

پورانک زمانہ کا سب سے پہلا مشہور ریاضی دان آریا بھٹ نامی ایک فاضل تھا۔ جو سنہ ۴۷۶ء میں پاٹلی پوتر میں پیدا ہوا۔ اسکی مشہور تصنیف "آریا بھٹیہ" نامی گرنتھ ہے۔ جو چار حصوں میں منقسم ہے۔ اس کتاب میں آریا بھٹ نے ثابت کیا ہے۔ کہ زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہے۔ اور یہ بھی بتلایا ہے۔ کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کے اصلی باعث کیا ہیں۔ آریا بھٹ لکھتا ہے۔ کہ زمین کا گردا (Circumference) ۳۳۰۰×۲ کوسوں کا ہے۔ علم و فضل کی اس شاخ میں دوسرا مشہور نام وراہا مہر کا ہے۔ جو بکرماجیت کے نورتن میں سے ایک تھا۔ وہ سنہ ۵۰۵ء میں پیدا ہوا۔ اور سنہ ۵۸۷ء میں فوت ہوا۔

وراہا مہر کی مشہور کتابیں پنچ سدھانت اور برہت سنتھا ہیں۔ برہت سنتھا ایک عجیب ذخیرہ ہے۔ جس میں ۱۰۶ باب ہیں۔ چاند۔ سورج۔ پرتھوی اور سیاروں سے لے کر جانوروں اور درختوں تک کا علم اس میں درج ہے۔

تیسرا مشہور نام "برہم گپت" کا ہے۔ جس نے سنہ ۶۲۸ء میں "برہم سپھوٹ سدھانت" نامی کتاب لکھی۔ اس کتاب میں علم ہیئت پر مفصل بحث ہے۔

مسلمانی عہد میں پھر ایک نامی استاد پیدا ہوا۔ جس کا نام اور جس کی تصنیفات ہمیشہ ہندوؤں کے لئے باعث فخر رہینگی۔ اس صاحب کمال کا نام بھاسکر آچاریہ تھا۔ جو سنہ ۱۱۱۴ء میں پیدا ہوا۔ اور جس کا مشہور گرنتھ

سدھانت شرومنی ہے۔ یہ کتاب الجبرا۔ حساب۔ علم مثلث۔ غرض کہ علم ریاضی کی اکثر شاخوں میں مستند مانی جاتی ہیں۔ بھاسکر آچاریہ نے اس کتاب میں اس قسم کے عجیب و غریب مسائل حل کئے ہیں۔ جن کا حل یوروپ کو سترھویں یا اٹھارھویں صدی عیسوی تک معلوم نہ تھا +

جہاں ایک طرف ہندو دل و دماغ نے علم زبان۔ علم ریاضی۔ علم ہیئت۔ علم طب وغیرہ میں کمال دکھلایا ہے۔ وہاں دوسری طرف عالم خیال میں بھی لاثانی صاحب کمال پیدا کئے ہیں۔ جب تک دنیا میں تہذیب اور ترقی علم و فضل کا چرچا ہے۔ تب تک ہندو ناٹک نویسوں اور ہندو شاعروں کے سرتاج کالیداس و بھوبھوتی کے نام زندہ ہیں۔ ہندو شعر و سخن میں مثل انگریزی شعر و سخن کے ایک یہ خوبی ہے۔ کہ اُس میں گندے عشق کا چرچا نہیں۔ ہندو شاعروں نے قدرت اور قدرت کے جذبات و نظاروں کو ایسی زبان عطا کی ہے۔ کہ وہ حضرت انسان کے ساتھ کمال محبت و ہمدردی سے باتیں کرتے ہیں۔ کالیداس کے مشہور ڈرامے شکنتلا اور وِکرموروشی ناٹک نویسی کے عجیب و غریب نمونے ہیں۔ جو دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ کالیداس نے اِن دونو کتابوں میں عشق کو نہایت ہی خالص اور اونچا درجہ بخشا ہے +

کالیداس کا تیسرا ناٹک ملاوک اگنی متر ہے۔ جو ایک

تاریخی ڈراما ہے - کالیداس کی نظم میں رگھو ونش اور کمار سنبھو بہت مشہور ہیں - رگھو ونش ایک تاریخی اور کمار سنبھو ایک فرضی نظم ہے - لیکن نظم میں کالیداس نے میگھ دوت میں عجیب ہی کمال دکھلایا ہے - قدرت کے نظاروں کا ایسا نماشہ باندھا ہے - کہ پڑھنے والا محو ہو جاتا ہے ؎

ہم اوپر لکھ آئے ہیں - کہ کالیداس بکرماجیت اعظم کے دربار کا ایک رتن تھا - ہندوؤں کے دو اور ناٹک رتناولی اور ناگ نندا سلادتیہ ثانی معروف بہ سری ہرش کے نام سے مشہور ہیں - لیکن کالیداس کے بعد اگر ہندوستان نے کوئی لاثانی ڈراما نویس پیدا کیا - تو وہ بھوبھوتی تھا - جو کالیداس کے قریباً دو سو سال بعد دربار قنوج کا ملک الشعرا (کویراج) تھا ؎

بھوبھوتی کے مشہور ڈرامے - مالتی مادھو - مہادیر چرت اوتر رام چرت ہیں - تینوں تاریخی ناٹک ہیں - جن میں سے پچھلے دو کے واقعات رامائن سے اخذ کئے گئے ہیں ؎

سنسکرت زبان میں قریب ۶۰ ناٹک اس وقت تک دریافت ہو چکے ہیں - ہندوؤں کے دیگر مشہور شاعروں میں سے ہم صرف تین نام اور لکھتے ہیں :-

(اول) بھاروی جس نے کیرت ارجنم ایک نظم مہابھارت کے قصہ پر لکھی ہے - (دوم) بھرتری ہری جس کا نام عام ہندوؤں کی زبان پر ہے - بھرتری ہری کی نسبت

روایت ہے۔کہ وہ ایک شاہی نسل کا شاہزادہ تھا۔جو فقیر ہو گیا تھا۔اور جس نے عالم فقیری میں ایک مشہور کتاب لکھی۔تیسرا سری ہرش جس نے راجہ نل اور دمینتی کا مشہور قصہ لکھا ہے ؂

قصے اور فسانے

قصہ جات اور فسانوں کے لئے تو ہندو بہت ہی مشہور ہیں۔سب سے مشہور کتاب جس میں چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے لباس میں اخلاقی سبق سکھلائے گئے ہیں۔پنچ تنتر ہے۔موجودہ شکل میں پنچ تنتر پورانک زمانہ کی تصنیف ہے۔لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔کہ یہ کتاب کسی اور کتاب سے تیار کی گئی جو اب دستیاب نہیں ہوتی۔فارس کے مشہور بادشاہ نوشیرواں نے پنچ تنتر کا ترجمہ فارسی زبان میں کرایا۔فارسی سے عربی میں ترجمہ ہوا۔عربی سے اول یونانی میں اور بعد ازاں زبان ہسپانیہ میں۔یونانی سے لاطینی میں اور لاطینی سے عبرانی میں۔اور اسی طرح جرمن زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہوا۔اب تو یوروپ کی قریباً ہر ایک زبان میں اس کے ترجمے ملتے ہیں ؂

سنسکرت زبان میں ہتو اپدیش بھی پنچ تنتر سے اخذ کیا گیا ہے۔ہم اس جگہ پر صرف دو مشہور ناولوں (فسانوں) کا نام درج کرتے ہیں۔ایک دش کمار چرت مصنفہ ڈنڈن اور دوسری کدمبری مصنفہ بھان بھٹ ؂

فصل ہفتم۔ پورانک زمانہ کی تہذیب

اصل میں تو پورانک زمانہ تا حال چلا جاتا ہے۔ لیکن پورانک زمانہ سے اس کتاب میں ہماری مراد اُس زمانے سے ہے۔ جو پانچویں صدی عیسوی سے لیکر بارھویں صدی کے اختتام تک تھا۔ کیونکہ بارھویں صدی کے اخیر میں شمالی ہند کا پولٹیکل تسلط مسلمانوں کے ہاتھ میں منتقل ہو گیا ⁘

پورانک زمانہ کے تاریخی ذریعے

اس زمانہ کی تہذیب و شائستگی کا اندازہ زمانہ کی لٹریچر سے ہو سکتا ہے۔ لیکن تاہم اس لٹریچر کے علاوہ چند اَور ذریعے ہیں۔ جن سے کچھ حالات بلا واسطہ حاصل ہوئے ہیں۔ اس زمانہ کے متعلق کل ذریعے حسب ذیل ہیں:-

(۱) کتبہ جات و سکہ جات شاہان وقت ⁘

(۲) بعض ہندو تاریخیں جو اس وقت ملتی ہیں۔ مثلاً راج ترنگنی۔ پرتھوی راج راساؤ وغیرہ ⁘

(۳) دھرم شاستر۔ پوران و دیگر ہندو لٹریچر ⁘

(۴) غیر قوم کے لوگوں کی تحریرات جن میں چینی سیاح ہوان سانگ کا سفر نامہ و مسلمان مؤرخوں کی تاریخیں شامل ہیں ⁘

پہلے - دوسرے اور تیسرے ذریعوں سے جو واقعات معلوم ہوئے ہیں - وہ ہم اوپر کے صفحات میں درج کر چکے ہیں - اب چوتھے ذریعے سے جو حالات اُس وقت کی تہذیب کے معلوم ہوتے ہیں - اُن کو اس فصل میں لکھتے ہیں ؛

ہیوان سانگ کا سفر نامہ

ہم آگے لکھ چکے ہیں - کہ تیسرا چینی سیاح ہیوانِ سانگ سنہ ۶۲۹ء میں چین سے چلا - وہ لکھتا ہے - کہ عام لوگ راستباز اور نیک بخت ہیں - معاملات زر میں چالاک نہیں ہیں - انصاف پسند ہیں - آیندہ زندگی کی سزا و جزا سے ڈرتے ہیں - اور اس دنیا کی اشیا کی چنداں پرواہ نہیں کرتے - برتاؤ اور بیوہار میں دھوکا باز اور دغا باز نہیں ہیں - اور اپنے وعدوں اور عہد کے پکّے ہیں - لوگ عموماً صفائی پسند ہیں - خصوصاً برہمن اور کشتری - کھانا کھانے سے پہلے ضرور غسل کرتے ہیں - لکڑی یا پتھر کے برتن دوسری دفعہ استعمال میں نہیں آتے - سونے - چاندی تانبے اور لوہے کے برتن مانجھ کر صاف کئے جاتے ہیں - مکانات گوبر اور چونے سے لیپے جاتے ہیں - شمالی ہندوستان میں جہاں سردی زیادہ ہے - لوگ چُست کپڑے پہنتے ہیں - باقی عموماً چادر اور دھوتی کا استعمال رکھتے ہیں - البتہ سر پر ٹوپی پہنتے ہیں - عورتیں عموماً ایسی پوشاک پہنتی ہیں - جو کندھوں سے لے کر پیروں تک ڈھک لیتی ہے ؛ تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے چینی سیّاح ۵ شاخوں کا ذکر کرتا ہے :-

(۱) شبد ودیا یعنی علم زبان ؛ (۲) سلپ استھان ودیا یعنی

علم حرفت و صنعت و تعمیر ؛ (۳) چکتسا ودیا یعنی علم طب ؛ (۴) ہیتو ودیا یعنی علم فاسفہ و منطق ؛ (۵) ادھیاتمک ودیا یعنی علم الٰہیات ؛

ہندوستان کے مختلف حصص کی بابت چینی سیاح علٰحدہ علٰحدہ حسب ذیل لکھتا ہے۔

ضلع جلال آباد کے دار الخلافہ نگر ہار کا گردا چار میل کا تھا۔ ملک میں اناج اور میووں کی فراوانی تھی۔ لوگ سیدھے سادے۔ راستباز اور دیانت دار تھے۔ اور مزاج میں گرمجوش اور دلیر۔ عام لوگ بدھ دھرم کے پیرو تھے۔ مگر برہمنی مذہب بھی جاری تھا ؛

پشاور صوبہ گندھارا یعنی قندھار کا دار الخلافہ تھا۔ یہاں کے لوگوں کو چینی سیاح ڈرپوک مگر علم و فضل کے شوقین بتلاتا ہے۔ صوبہ جات جلال آباد اور پشاور اُس وقت بادشاہ کپیسا (نزد ہندو کش) کے ماتحت تھے ؛

دریائے سندھ کو عبور کر کے ہوان سانگ پہاڑی راستوں سے تبت خُرد میں پہنچا۔ اور وہاں سے ہوتا ہؤا ٹکشا سیلا اور ہستنا پور میں واپس آیا۔ جو اُس وقت راجۂ کشمیر کے راج میں تھے۔ کشمیر کا گردا ۱۴۰۰ میل کا تھا۔ اور دار الخلافہ ڈھائی میل طول میں اور ایک میل چوڑائی میں۔ اناج اور پھل اور پھول کثرت سے پیدا ہوتے تھے۔ لوگ عموماً بہانہ باز اور کمزور مزاج کے تھے۔ صورت میں بہت خوبصورت مگر سیرت میں مکار۔ علم و فضل میں خاص دلچسپی

رکھتے تھے - اور اچھے پڑھے لکھے تھے - چینی سیّاح لکھتا ہے - کہ اس وقت راوی اور ستلج کے درمیان چینیوں کی ایک بڑی آبادی تھی - جس کا نام چینا پتی تھا - یہ علاقہ ۴۰۰ میل کے حلقہ میں تھا - اور اُس کا دار الخلافہ ۳ میل تھا - یہاں سے ہوان سانگ صوبہ ستدرو (ستلج) میں آیا - جس کا حلقہ ۴۰۰ میل کا تھا - اور دار الخلافہ ۲ ½ میل علاقہ میں اناج اور میوے بکثرت پیدا ہوتے تھے - اور نیز سونا - چاندی اور دیگر قیمتی پتھر - لوگ عمدہ اور نفیس نفیس پوشاکیں ریشم کی پہنتے تھے - اُن کے اوضاع و اطوار خلیق اور پسندیدہ اور اُن کا چال چلن نیک تھا ٭

متھرا کا علاقہ ایک ہزار میل میں اور اُس کا دار الخلافہ ۴ میل میں تھا - زمین زرخیز اور پیداوار بکثرت - اس علاقہ میں سفید - لال اور زرد سونا پیدا ہوتا تھا - لوگ خلیق مہماں نواز نیکی پسند اور علم دوست تھے ٭

صوبہ تھانیسر ۱۴۰۰ میل میں اور دار الخلافہ ۴ میل میں تھا - آب و ہوا عمدہ - زمین زرخیز لیکن لوگ سرد مہر - گو راستباز اور عیش پسند تھے - دار الخلافہ اُس جگہ پر تھا - جہاں کہ کورکشتر یعنی مہا بھارت کی خونخوار لڑائی ہوئی ٭

علاقہ دواب جس کے مشرق میں گنگا اور شمال میں ہمالیہ پربت تھا - ۱۲۰۰ میل میں تھا ٭

علاقہ مان پورا (مغربی روہیلکھنڈ) ۱۲۰۰ میل ٭

چینی سیّاح کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے - کہ اُس کے

وقت میں بھی ہردوار ہندوؤں کا مشہور تیرتھ تھا۔ اور اُس وقت کے لوگوں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ ہردوار میں اشنان کرنے سے پاپ دور ہو جاتے ہیں ؛

ہردوار سے ہوان سانگ برہم پورا (گڑھوال اور کماؤں) کے علاقہ میں گیا۔ جہاں سونا پیدا ہوتا تھا۔ اور جہاں بقول چینی سیّاح کے مدت تک ایک عورت راج کرتی رہی ؛

اسی طرح سیر کرتا ہوُا چینی سیّاح قنوج میں پہنچا۔ علاقہ۔ قنوج کا اُس وقت ۸۰۰ میل میں تھا۔ اور دارالخلافہ ۴ میل لمبا اور ایک میل چوڑا۔ شہر کے گردا گرد ایک کھائی تھی۔ جس کے اوپر اونچے اور شاندار مینار تھے۔ چاروں طرف عمدہ۔ صاف اور خوشنما جھیلیں اور تالاب تھے۔ پھول بکثرت ملتے تھے۔ شہر میں سوداگری کا مال بہت جمع تھا۔ لوگ خوش حال اور راضی تھے۔ مکانات پختہ اور امیرانہ تھے۔ آب وہوا خوشگوار تھی۔ اپنے طریقے سے لوگ راستباز اور دیانتدار معلوم ہوتے تھے۔ شکل و شباہت میں وجیہ اور خوش وضع تھے۔ زبان اُن کی بہت صاف اور علم کا بہت چرچا تھا۔ چینی سیّاح اُس بڑے مذہبی جلسے میں شامل تھا۔ جو مہاراجہ ثانی کے وقت میں قنوج میں ہوُا۔ اور اُس کے سفر نامے میں درج ہے۔ کہ ۲۰ شاہان ہندوستان معہ اپنے اپنے علاقہ کے ودوانوں (فاضلوں) اور سرداروں کے اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔ جن میں سے ایک بادشاہ کامروپ (آسام) بھی تھا۔ جلسہ ۲۰ روز تک

نہایت شان و شوکت سے ہوتا رہا +
صوبہ جات اجودھیا پریاگ (الہ آباد) اور سرسوتی کے لوگوں کی نسبت بھی عموماً چینی سیاح کی وہی رائے ہے۔ جو قنوج کی بابت اوپر درج ہوئی +
اسی طرح چینی سیاح کوشمبھی۔ بنارس و ویشالی میں سے ہوتا ہوا نیپال میں گیا۔ جہاں کے لوگوں کی نسبت اُس کی یہ رائے ہے۔ کہ وہ خاصیت کے جھوٹے اور دغا باز۔ مزاج کے سخت اور خونخوار۔ راستبازی اور عزت سے بے پرواہ۔ شکل میں سخت کریہ اور بد صورت تھے +
نیپال سے اُتر کر ہوان سانگ نے سلطنت مگدھ کی سیر کی۔ اور مگدھ سے نالندہ میں آیا۔ جہاں پر اُن دنوں ایک بڑی یونیورسٹی تھی۔ یہاں پر کئی ہزار فاضل بھکشو ہر وقت تعلیم و تعلم میں مصروف رہتے تھے۔ یہاں سے علاقۂ مونگھیر و بھاگل پور کی سیر کرتا ہوا بنگال و آسام میں پہنچا۔ آسام کے لوگوں کی بابت چینی سیاح کی یہ رائے ہے۔ کہ وہ قد کے چھوٹے۔ رنگ میں سیاہی مائل زرد۔ خو کے تُند۔ حافظہ کے زبردست اور پڑھنے کے بہت شوقین تھے۔ مشرقی بنگال (مدنا پور) کے لوگوں کی نسبت بھی قریباً ایسی ہی رائے اُس نے ظاہر کی ہے ۔ سوائے اس کے کہ ان لوگوں کو جفاکش اور دلیر بھی لکھا ہے۔ بنگال سے وہ اوڑیسہ میں پہنچا۔ جہاں ابھی تک بودھ دھرم عروج پر تھا۔ اوڑیسہ کے لوگوں کی نسبت

ہوآن سانگ کی یہ رائے ہے - کہ گو وہ علم دوست تھے - مگر غیر مہذب تھے - اوڑیسہ کے جنوب مغرب کو سلطنت کان بودھ واقع تھی - جہاں کے لوگوں کو دلیر گو سیاہ اور غلیظ مگر قدرے خلیق اور دیانت دار لکھا ہے - کالنگا کے باشندگان کی بابت بھی اُس کی یہی رائے ہے - کہ وہ بہت تُند خو - درشت طبع - غیر مہذب تھے - مگر زبان کے بہت پکے اور قابل اعتبار - یہاں سے ہوتا ہؤا ہوان سانگ اندھرا راجپوتوں کی راج دھانیوں میں سے گذرتا ہؤا علاقہ ڈراوڈ میں پہنچا - اور ڈراوڈ سے مالاکوٹ (دریائے کاویری کا علاقہ) - جہاں کے لوگوں کی نسبت وہ لکھتا ہے - کہ اُن کو علم کا بالکل شوق نہ تھا - اور سب کے سب تجارت میں غرق تھے - مالاکوٹ سے چینی سیّاح سلطنت کانکن میں پہنچا - جس کا علاقہ دس ہزار میل میں تھا - اور سب کا سب زرخیز اور مزروعہ - کانکن سے وہ مہاراشٹرا میں آیا - مہاراشٹرا کے لوگوں کی نسبت ہوان سانگ یہ کہتا ہے - کہ یہ لوگ اپنے مہربانوں کے احسان مند - مگر اپنے دشمنوں کے خون کے پیاسے ہیں - اگر کوئی اُن کی توہین کرے - تو وہ جان جوکھوں میں ڈال کر بدلا لیتے ہیں - لیکن اگر کوئی اُن سے مصیبت میں مدد مانگے - تو مدد کرنے کے شوق میں اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں - بدلا لینے سے پہلے اپنے دشمنوں کو اپنے ارادے کی آگاہی دے دیتے ہیں - اگر کوئی جنرل لڑائی میں ہار جاوے - تو اُس کو اَور کچھ سزا

نہیں دیتے۔ صرف یہ کہ عورتوں کا لباس اُس کی نذر کر دیتے ہیں۔ اور وہ خود ہی شرم کے مارے مر جاتا ہے ٭

ہوآن سانگ جن دنوں ہندوستان میں سفر کرتا تھا۔ اُس وقت سلادیت ثانی شہنشاہ قنوج تھا۔ سلادیت نے سارے ہندوستان کے بادشاہوں کو شکست دیکر اپنا باجگذار بنا لیا۔ مگر مہاراشٹرا کے راجہ سے کچھ پیش نہ گئی۔ اور اُس سے شکست کھا کر پس پا ہوا ٭

مہاراشٹرا سے چینی سیاح بھڑوچ ۔ مالوہ ۔ کچھ ۔ ولبھی ۔ انند پورا ۔ سوراشٹرا ۔ گجرات وغیرہ سے ہوکر سندھ پہنچا ۔ جہاں کہ اُس کے وقت میں سونا ۔ چاندی اور تانبا بکثرت پائے جاتے تھے ۔ سندھ سے ملتان و چند دیگر مقامات کی سیر کرتا ہوا ہوان سانگ اپنے ملک کو واپس چلا گیا ٭

ہوان سانگ کے سفر نامے سے حسب ذیل نتیجے نکلتے ہیں:-

اوّل یہ کہ اُس وقت ہندوستان میں قریباً ۷۰ چھوٹی چھوٹی بادشاہتیں تھیں ۔ مگر سب سوائے مہاراشٹرا کے مہاراج قنوج کے ماتحت اور اُس کی باجگذار تھیں ٭

دوم یہ کہ باشندے عموماً دلیر ۔ راستباز ۔ دیانت دار ۔ علم دوست اور مہمان نواز تھے ۔ اور عموماً شائستہ اور مہذب تھے ٭

سوم یہ کہ بدھ مذہب زوال پر تھا ۔ اور برہمنی دھرم عروج پکڑتا جاتا تھا ۔ بدھ مذہب کے مندر اور مذہبی مقامات گرتے جاتے تھے ۔ اور برہمنی مندر اور تیرتھ اُن کی جگہ قائم ہوتے جاتے تھے ٭

چہارم یہ کہ لوگ عموماً بہت خوشحال تھے - اناج - پھل - میوے بکثرت پیدا ہوتے تھے - زمین بہت مزروعہ تھی - تجارت بھی ترقی پر تھی - سمندر کے کنارے کے مقاموں میں بھری تجارت رونق پر تھی - سونا - چاندی - تانبا اور دیگر قیمتی الماس و جواہرات ہند میں بکثرت پائے جاتے تھے ؞

پنجم - مذہبی تعمیرات اُس وقت ہندوستان میں بکثرت تھیں - پہاڑوں میں کھود کھود کر کئی کئی منزلہ عمارات نہایت خوبی سے بنائی گئی تھیں - کئی کئی میل تک پہاڑوں کو چیر کر (ٹنل بنا کر) عمارتیں کھودی گئی تھیں - نقش و نگار میں اعلےٰ درجہ کی ترقی تھی - خوبصورتی اور موزونیت کا بہت خیال تھا - برہمنوں کے مندر و معبد گاہیں بھی بڑی شان کی عمارتیں تھیں - غرض کہ علم تعمیر و نقاشی کمال پر تھا ؞

ششم یہ کہ عموماً لوگوں کا میلان بت پرستی کی طرف تھا - اور مذہبی رسومات میں بہت شان و شوکت اور تزک و احتشام کام میں لاتے تھے - بدھ دھرم و برہمنی دھرم دست بدست رائج تھے - اور عموماً لوگوں میں مذہبی اختلاف کی وجہ سے باہمی عناد نہ تھا ؞

ہفتم یہ کہ علم و ہنر کا چرچا شمال سے جنوب تک اور مغرب سے مشرق تک عام تھا ؞

ہشتم - شہر بڑے بڑے اور شاندار اور مضبوط بنے ہوئے ہوتے تھے - چنانچہ بعض دار الخلافوں کا چکر آٹھ میل

کا بھی لکھا ہے۔ اور نیز یہ کہ شہر بکثرت تھے ؛

پورانک زمانے کے
عروج کی تین

پورانک زمانے کے آغاز کی تصویر تو چینی سیاح کے سفر نامے سے ملی۔ درمیانی وقت کی شائستگی اُس کی لٹریچر سے معلوم ہوتی ہے۔ جس کا ہم نے مختصر طور پر اوپر ذکر کیا۔ اِس لٹریچر سے اُس وقت کی سوشیل حالت کی نسبت جو نتیجے نکالے جاتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں :-

اول۔ شادی صغر سنی یعنی چھوٹی عمر میں لڑکیوں کی شادی کا رواج تا حال عام طور پر نہ پھیلا تھا۔ گو اُس کی طرف میلان طبع تھا ؛

دوم۔ ہندو عورتوں کے لئے پردہ اس طرح اور اس سختی سے جاری نہ تھا۔ جیسے کہ اب ہے۔ حالانکہ مکانات میں ہمیشہ زنانہ حصہ مردانہ سے علیحدہ ہوتا تھا ؛

سوم۔ لڑکیوں کو عموماً تعلیم دی جاتی تھی۔ گانا بجانا بلکہ تصویر کھینچنا بھی عورت کے لئے باعث زیبائش تصور کیا جاتا تھا۔ اور اس میں کچھ عیب نہ سمجھا جاتا تھا ؛

چہارم۔ شادی بیوگان کا رواج ہنوز جاری تھا۔ گو دھرم شاستروں کا میلان اُس کے خلاف تھا ؛

پنجم۔ رسم ستی جاری ہو گئی تھی ؛

ششم۔ تجارت بہت ترقی پر تھی۔ زر دوزی و سنہری و روپہری کام اور جواہرات و الماس کی صنعت خاص طور پر بہت رونق پر تھی ؛

ہفتم - شہروں میں قمار خانے اور شراب خانے بھی پائے جاتے تھے - گو عام ہندو شراب کے خلاف تھے ۔

ہشتم - امیر ہندو بڑے بڑے عالی شان مکانات رکھتے تھے - اور نیز باغات و دیہاتی آرام گاہوں کا بھی شوق تھا ۔

نہم - غلاموں کی خرید و فروخت بھی کسی قدر جاری تھا ۔

دہم - مذہبی رسم و رواج میں نہایت تزک و احتشام سے کام لیا جاتا تھا - اور مذہبی تیوہاروں کے موقعوں پر بڑے بڑے جلوس نکالے جاتے تھے - عالیشان مندر بنانے کی طرف لوگوں کو خاص رغبت تھی ۔

یازدہم - علم و ہنر کا چرچا عام تھا - اور سوائے شودروں کے سب جاتیوں کو وید پڑھنے کا استحقاق تھا ۔

فصل ہشتم - مُسلمانوں کے ابتدائی حملوں کے وقت ہندو تہذیب

در اصل مسلمانوں کے حملوں کا تذکرہ اس کتاب کے احاطہ سے باہر ہے - مگر تاہم اس حصۂ تاریخ ہند کو ختم کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے - کہ مسلمانوں کے ابتدائی حملوں کے وقت ہند کی کیا حالت تھی ۔

ساتویں صدی عیسوی کے درمیانی حصہ میں مسلمانوں
نے سندھ کی طرف سے ہندوستان پر حملے شروع کیے۔
قریباً پچاس برس تک تو مسلمانوں کو ان حملات میں
کوئی نمایاں فتوحات نہیں ہوئیں۔ بعض حملہ آور نہایت
سخت بربادی سے پس پا ہوئے۔ اور بعض دیگر کوئی
چھوٹی موٹی فتح کرکے پیچھے ہٹ گئے۔ بالآخر سنہ ۷۱۲ء
مطابق سنہ ۹۳ ہجری میں خلیفہ ولید کے وقت میں
محمد قاسم نے جنوبی سندھ پر ایک زبردست حملہ کیا۔
اور قریباً سارا علاقہ سندھ کا فتح کرکے ملتان تک چلا آیا۔
وہ واپسی کے وقت سندھ میں مسلمان حاکم بٹھلا گیا۔
لیکن محمد قاسم کے جاتے ہی پھر ہندو آزاد ہو گئے۔
اور سندھ میں مسلمانی حکومت بعض بعض شہروں میں
محض برائے نام رہ گئی۔ محمد قاسم کے بعد دوسرا زبردست
حملہ آور جو شمالی دروں سے آیا۔ سبکتگین تھا۔ جس
نے جیپال کو شکست دے کر پامال کیا۔ اُس کے بعد
اُس کے بیٹے محمود نے بار بار حملے کرکے ملک کو تاخت
و تاراج کیا۔ مگر محمود کبھی گنگا پار نہیں ہوا۔ اور لوٹ
لے کر واپس چلا گیا۔ یہ سچ ہے۔ کہ بعض بعض علاقوں
پر اُس نے مسلمان حاکم تعینات کیے۔ مگر ان مسلمان
حاکموں کی حکومت نے کچھ وسعت نہیں پائی۔ اور
مسلمانی سلطنت کے پیر نہیں جمے۔ محمود غزنوی کے بعد
محمد غوری آیا۔ جس نے ہندوستان میں سلطنت اسلام

کی بنیاد ڈالی - محمد غوری کا آخری حملہ سنہ ۱۱۹۳ء میں ہوا
تھا - گویا مسلمانوں کو ہندوستان میں پیر جمانے کے لئے
زائد از پانسو سال لگے - اس زمانہ کے متعلق جو حالات
مسلمان مؤرخوں نے قلمبند کئے ہیں - اُن سے معلوم
ہوتا ہے - کہ مسلمانوں کے ابتدائی حملوں کے وقت ہندوؤں
کی سلطنت شمال مغرب میں خراسان[۱] تک اور جنوب
مغرب میں خلیج فارس تک تھی - کابل - قندھار - سیستان -
مکران اور بہت سا علاقہ خلیج فارس کے شمال مشرق
کا ہندوؤں کے قبضہ و تسلط میں تھا - جو آہستہ آہستہ
مسلمانوں کے قبضے میں آتا گیا ؂

ان[۲] تاریخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے - کہ ہندوؤں
کی بری و بحری تجارت بہت وسیع تھی - اور وہ چین
ماچین - جزائر بحر ہند - فارس - روم و یوروپ کے
ساتھ تجارت کرتے تھے ؂

مندرجہ ذیل حوالوں سے ظاہر ہوگا - کہ ہندو تہذیب
کی نسبت مسلمان مؤرخوں کی کیا رائے ہے :-

(۱) المسعودی[۱] لکھتا ہے - کہ "ہندو شراب پینے سے احتراز

---

[۱] تاریخ المسعودی - مندرجہ تاریخ سر ہنری ایلیٹ جلد اول صفحہ ۲۰
و دیگر تواریخ مندرجہ جلد مذکور ؂

[۲] تاریخ الادریسی - مندرجہ تاریخ سر ہنری ایلیٹ جلد اول صفحہ ۷۷ ؂

[۳] تاریخ رشید الدین - ایضاً ایضاً ایضاً صفحہ ۶۹ ؂

یہ مؤرخ سنہ ۹۵۶ء میں فوت ہوا ؂

کرتے ہیں۔ اور جو اُس کا استعمال کرے - اُس کو قابل زجر سمجھتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اُن کے مذہب میں شراب کا پینا ممنوع ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اُس کے استعمال سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے - اور قواے ذہنی ناقص ہو جاتی ہیں۔ اگر اُن کا کوئی بادشاہ شراب نوشی کا مجرم ثابت ہو جائے - تو وہ تخت و تاج سے محروم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ پراگندہ دل ہونے کے سبب وہ حکومت کرنے کے قابل نہیں رہا"۔

(۲) ایک اَور مسلمان مورّخ 'الادریسی' جو گیارھویں صدی میں ہو گذرا۔ ہندوؤں کی نسبت حسب ذیل لکھتا ہے:-
"ہندو اپنی خصلت سے انصاف کی طرف مائل ہیں - اور کبھی اپنے افعال میں انصاف سے در گذر نہیں کرتے۔ اُن کی عادات نیک نیتی - دیانت داری - ایفاے عہد کیلئے مشہور و معروف ہیں - اور اُنہوں نے ان اوصاف میں ایسی شہرت حاصل کی ہے۔ کہ لوگ ہر چہار طرف سے اُن کے ملک میں جمع ہوتے ہیں - اور اسی لئے اُن کا ملک رونق پر ہے۔ اور ان کی حالت مرفع الحال"۔

(۳) مگر سب سے مفصل حالات ہندو تہذیب کے ایک معتبر مورّخ 'ابو ریحان البرونی' نے قلمبند کئے ہیں۔ جو سلطان محمود کے دربار کا مورّخ تھا - اور اُسی

[1] تاریخ ہند مؤلفہ سر ہنری الیٹ جلد اول صفحہ ۸۸۔

بادشاہ کے ساتھ ہندوستان میں آیا تھا۔ چنانچہ اُس کی تاریخ سے ہم مندرجۂ ذیل حالات مختصراً اقتباس کرتے ہیں :-

البرونی کی تاریخ

البرونی کی رائے متعلق مذہب ہنود

پورانک مذہب کی جو کیفیت البرونی نے تحریر کی ہے۔ وہ پورانوں کی تعلیم کے مطابق ہے۔ البرونی اُن بے شمار دیوی دیوتاؤں کا ذکر کرتا ہے۔ جن کو ہندو اُس زمانے میں پوجنے لگ گئے تھے۔ مورتیاں اور بُت بنانے کے جو مذہبی قواعد نافذ تھے۔ اُن کو بھی بیان کرتا ہے۔ مگر تاہم جگہ جگہ یہ لکھتا ہے۔ کہ بُت پرستی جاہل عوام الناس کا مذہب تھا۔ پڑھے لکھے تعلیم یافتہ لوگ بُت نہ پوجتے تھے۔ اور خالص ایک پروردگار کی پرستش کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی کتاب کے باب دوم کے فقرہ اول میں ہی وہ اس تمیز کو ظاہر کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے۔ کہ ہندو ایک ایسے خدا کو مانتے ہیں۔" جو ایک ہے۔ جو ابدی ہے۔ جس کی ابتدا اور انتہا نہیں۔ جو اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو قادر مطلق ہے۔ جو دانائے کل ہے۔ جو ہمیشہ حاضر و ناظر ہے۔ زندگی بخشتا ہے۔ حکومت کرتا ہے۔ اور سب کی رکھشا یعنی حفاظت کرتا ہے۔ جو اپنی بادشاہی میں نرالا ہے۔ جو تمام مشابہت اور عدم مشابہت سے برتر

ہے۔ کسی چیز کے سمان نہیں۔ اور نہ کوئی چیز ہی اُس کے سمان ہے ٭

اسی طرح باب گیارھویں میں اپنے خیال میں بُت پرستی کے 'بیہودہ' طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ تحریر کرتا ہے۔ "لیکن ہم فوراً یہ بتا دیتے ہیں۔ کہ یہ (بیہودہ اعتقادات) صرف عام جاہل لوگوں کے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ جو نجات کے راستہ پر چلتے ہیں۔ یا جو فلسفہ اور علم الہیات (دھرم سیندھی ودیا) کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور جو خالص اُس صداقت کو جاننا چاہتے ہیں۔ جس کو وہ سار کہتے ہیں۔ وہ سوائے خدائے واحد کے اَور کسی کی پوجا نہیں کرتے۔ اور کبھی خواب میں بھی کسی ایسی تصویر کی پرستش کرنے کا خیال نہیں باندھتے۔ جو کہ اُس کی جگہ یعنی خدا کی جگہ بنائی جائے"٭

ہندوؤں کی تثلیث

ہندوؤں کے دیوی دیوتاؤں کا ذکر کرتے ہوئے البرونی اُن تین طاقتوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو ہندوؤں کی تثلیث کے نام سے مشہور ہیں۔ یعنی برہما جو سرشٹی یعنی خلقت کا پیدا کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ وشنو جو اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور مہا دیو جو اُس کا ناش کرتا ہے ٭

البرونی بتلاتا ہے۔ کہ اُس کی سیاحت کے ایّام میں بھی ہندو یہ مانتے تھے۔ کہ یہ تینوں دیوتا در حقیقت ایک ہی ہیں۔ چنانچہ باب ہشتم میں وہ لکھتا ہے۔ کہ "ہندوؤں

کی تثلیث عیسائیوں کی تثلیث سے ملتی ہے۔ کیونکہ عیسائی بھی باپ۔ بیٹا اور روح القدس کے تین علیحدہ وجود مان کر اُن تینوں کو ایک ہی بتلاتے ہیں"۔

ہندوؤں کے تیرتھ

البرونی مفصلۂ ذیل تیرتھوں کا ذکر کرتا ہے۔ جہاں اُس کے زمانے میں بھی بے شمار یاتری جاتے تھے:-

بنارس۔ پشکر (واقع نزد اجمیر)۔ تھانیسر۔ متھرا سومنات۔ کشمیر۔ ملتان اور ہردوار۔

یہ عربی مؤرّخ ہندوؤں کے تیرتھوں پر تعمیر شدہ قسم تالاب کی بناوٹ کی بہت تعریف کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ "مسلمان ان عمارتوں کو دیکھکر انگشت بدندان حیرت میں ہو جاتے تھے۔ اور اُن کا بنانا تو درکنار اُن کی تعریف کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے"۔

ہنود کے مانند یعنی سب سے زیادہ عزت کے قابل بُتوں کی وہ حسب ذیل فہرست لکھتا ہے:-

(۱) آدتیہ یعنی سورج کا بت واقع ملتان۔
(۲) چکر سوامی یا وشنو جی کا بت واقع تھانیسر۔
(۳) شاردا جی کا (لکڑی کا) بت واقع کشمیر۔
(۴) شو لنگ کی مورتی واقع سومنات۔

ہندوؤں کے بت

البرونی نہایت تفصیل سے [illegible] کی نسبت [illegible] [illegible] کے [illegible]

(۱) شروع سال کے تیوہار ہولی و بیساکھی ✤
(۲) پھل پھول کا تیوہار نرجلا ایکادشی ✤
(۳) واسدیو یعنی کرشن کی پیدائش کا تیوہار جنم اشٹمی ✤
(۴) اسوج کے نو راتر دن کے تیوہار اشٹمی و نومی ✤
(۵) کاتک کا تیوہار دیوالی ✤
(۶) پھاگن کا تیوہار شِو راتری ✤

البرونی نے جو فہرست ہندو تیوہاروں کی دی ہے۔ وہ بہت طویل ہے۔اور اُن میں اکثر تیوہار بچّوں اور عورتوں کے ہیں۔لیکن اس فہرست میں ہندوؤں کے مشہور تیوہار دسہرہ کا کوئی نشان نہیں ملتا۔گو لوہڑی اور بسنت کا نشان تو ملتا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے۔کہ البرونی کے زمانے کے بعد تیوہاروں کی تاریخوں اور اُن کے بنانے کے طریقے میں بہت کچھ تبدیلی ہوئی ہے۔البرونی تیوہار دیوالی کی اصلیت میں ایک پورانک قصہ بیان کرتا ہے۔جس میں یہ لکھا ہے۔کہ واسو دیو کی پتنی لکشمی نے وِروشن کے بیٹے بالی کو جو زمین کے ساتویں پردہ میں قید تھا۔ اس، دن ایک روز کے لئے آزاد کیا تھا۔چنانچہ اُس واقعہ کی یادگار میں یہ تیوہار منایا جاتا تھا۔ہم اوپر ایک جگہ لکھ چکے ہیں۔کہ رام چندر کی واپسی اجودھیا کی یادگار میں یہ تیوہار منایا جاتا ہے۔لیکن اصل میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔کہ شروع میں یہ تیوہار بھی مثل بہت سے دیگر تیوہاروں کے ایک موسمی تیوہار تھا✤

البرونی کے وقت میں ذاتوں کی تفریق

البرونی نے جو ہندو ذاتوں کا حال لکھا ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس کے زمانے میں ویش ذات کے لوگ بہت ذلیل حالت کو پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے۔ کہ ویشوں اور شودروں میں بہت ہی کم تمیز تھی۔ اور اُن کو وید پڑھنے کی اجازت تو درکنار ویدمنتر اُچارن کرنے (بولنے) کی بھی ممانعت تھی۔

چند پیشہ ور جماعتیں ایسی تھیں۔ جو شودروں سے بھی نیچے درجہ کی سمجھی جاتی تھیں مثلاً:-

ترکھان (بڑھئے) - موچی - کمہار - ٹوکری باف - ملاح - ماہی گیر - شکاری اور جولاہے۔

علاوہ ازیں ہاڈی (جو غالباً آج کل کے بھنگیوں کے قائم مقام تھے) - ڈوم - چنڈال اور بدھتو کسی ذات میں شمار نہ ہوتے تھے۔ اور اُن کا کام مہاں نیچ سمجھا جاتا تھا۔ اُن کو دوسری ذاتوں کے ساتھ شہروں کے اندر سکونت رکھنے کی اجازت نہ تھی۔

ہندوؤں کے رسم و رواج

ہندوؤں کے رسم و رواج کا ذکر کرتے ہوئے اوّل البرونی اُس افسوس ناک تمیز کا ذکر کرتا ہے۔ جو ذاتوں کی مستقل تفریق نے وید وِدّیا حاصل کرنے کے متعلق قائم کر دی تھی۔ ہم نے اوپر لکھ دیا ہے۔ کہ شودروں اور ویشوں کو تو وید پڑھنے کی ممانعت تھی۔ اور اگر کبھی یہ ثابت ہو جاتا۔ کہ کسی ویش یا شودر نے کوئی ویدمنتر پڑھا۔ یا اُچارن

کیا۔ تو اُس کی زبان کاٹ دی جاتی تھی ÷

کشتریوں کو تا حال وید پڑھنے کی ممانعت نہ تھی۔ کیونکہ ابھی تک اُن کا راج قائم تھا۔ اُن کی حکومت کے ختم ہوتے ہی یہ ممانعت رائج ہوگئی۔ مگر تاہم اُس وقت بھی اُن کو یہ اجازت نہ تھی۔ کہ وہ کسی کو وید پڑھائیں۔ گویا یہ پڑھانے کی ممانعت پڑھنے کی ممانعت کا پیش خیمہ تھی ÷

گائے کا گوشت کھانے والوں اور انسانوں یا جانوروں کے قتل کرنے والوں کو ملیچھ کہا جاتا تھا ÷

ہندوؤں کی خیرات کا ذکر کرتے ہوئے البرونی کہتا ہے۔ کہ "ہر ایک ہندو پر واجب تھا۔ کہ ہر روز کچھ نہ کچھ خیرات کرے"۔ سرکاری محاصل ادا کرنے کے بعد ہر شخص اپنی آمدنی کو تین حصص پر تقسیم کرتا تھا۔ جن میں سے ایک حصہ یعنی (بعد ادائیگی محاصل) $\frac{1}{3}$ آئندہ کے لئے جمع رکھا جاتا تھا۔ اور $\frac{1}{3}$ تجارت وغیرہ میں لگایا جاتا تھا۔ بقایا $\frac{1}{3}$ میں سے $\frac{1}{3}$ یعنی کل کا $\frac{1}{9}$ خیرات میں دیا جاتا تھا۔ اور باقی ماندہ $\frac{2}{9}$ خرچ کیا جاتا تھا۔ مگر بعض لوگ اس قاعدہ کی پیروی نہ کرتے تھے۔ اور بجائے اُس کے $\frac{1}{4}$ معمولی اخراجات میں خرچ کرتے تھے۔ $\frac{1}{4}$ خالص خیرات میں۔ $\frac{1}{4}$ دل و دماغ کی ترقی و فائدہ عام میں۔ اور $\frac{1}{4}$ آئندہ کے لئے جمع کرتے تھے ÷

خوراک کے لئے مفصلۂ ذیل جانوروں کے گوشت کی

اجازت تھی - خرگوش - گینڈا - مچھلی - خشکی اور آبی پرند یعنی بٹیرے و مرغابی وغیرہ ؛

مفصلۂ ذیل جانوروں کا گوشت ممنوع تھا - گاے - گھوڑا - خچر - گدھا - اونٹ - ہاتھی - پالتو مرغے وغیرہ - کوا - طوطا - بلبل ؛ انڈے کھانے بھی ممنوع تھے - اور شراب پینے کی بھی ممانعت تھی ؛

البرونی لکھتا ہے - کہ گاے کا گوشت ممنوع ہونے کی اصلیت کے بارے میں مختلف روایتیں رائج تھیں - جن میں سے ایک اصول صحت اور تمدن پر مبنی تھی ؛ اور نیز گاے قومی بہبودی کے واسطے نہایت مفید جانور سمجھا جاتا تھا - اور اُس کا گوشت صحت کے لئے مضر خیال کیا جاتا تھا ؛

البرونی کے وقت میں ہندوؤں میں شادی صغر سنی کا رواج شروع ہو گیا تھا - بیوگان کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت نہ تھی - رسم ستی جاری تھی - اور طلاق کی مطلق اجازت نہ تھی - گو ایک سے زیادہ عورتیں بیاہنے کا رواج جاری تھا ؛

البرونی کے وقت میں بھی ہندوؤں میں کھانا کھانے کے ویسے ہی دستور تھے - جیسے اب ہیں - یعنی ہر ایک ہندو علیحدہ علیحدہ کھانا کھاتا تھا - کھانا کھانے کی جگہ میں گوبر سے چوکا دیا جاتا تھا - مٹی کے برتن اشدھ اور ناپاکیزہ خیال کئے جاتے تھے - ایک دفعہ کا استعمال

کیا ہوا مٹی کا برتن دوسری دفعہ استعمال میں نہ آتا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد پان چبانے کا دستور جاری تھا ؛

پوشاک

ہندوؤں کی پوشاک میں البرونی دھوتی اور چادر کا ذکر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہندو دھوتی ایسی طرح سے باندھتے تھے۔ کہ پیروں تک ڈھک جاتے تھے۔ چادر کو پس پشت بٹنوں سے باندھتے تھے۔ اور آستینوں دار کُرتہ کمر تک پہنتے تھے[1] ؛

گھوڑوں پر عموماً بلا زین سوار ہوتے تھے۔ اور کمر میں داہنی طرف کٹار باندھتے تھے ؛

ہندوستان کی پولیٹیکل حالت

البرونی ہندوستان کی پولیٹیکل حالت کا تذکرہ سلطنت قنوج سے شروع کرتا ہے۔ قنوج کو وہ مدھ دیش یعنی وسط ملک کے نام سے نامزد کرتا ہے۔ اور دیگر صوبجات۔ راج دھانیوں اور شہروں کے فاصلے وہاں سے تعین کرتا ہے۔ خود شہر قنوج البرونی کے وقت میں ایک کھنڈر تھا۔ کیونکہ دارالسلطنت شہر قنوج سے شہر باڑی میں جو بر لب گنگا واقع تھا۔ منتقل ہو گئی تھی ؛

قنوج کے علاوہ البرونی مفصلۂ ذیل بادشاہتوں کا ذکر کرتا ہے :۔

کشمیر۔ نیپال۔ ججاہوتی (جس میں قلعہ جات گوالیار

---

[1] البرونی اس کرتہ کو زنانہ پوشاک لکھتا ہے۔ غالباً اُس کی مراد انگیا سے ہے ؛

و کالنجر شامل تھے)۔ کنکارا۔ نبرانہ (گجرات)۔میواڑ۔ مالوہ۔ انھلواڑہ۔ نیز جنوب و مغربی اور مشرقی کناروں کا بطور اشارہ خفیف سا ذکر کرتا ہے۔

اُس وقت کے مشہور شہروں میں البرونی۔ پریاگ (الہ آباد)۔ متھرا۔ اجودھیا۔ بنارس۔ اوجین۔ دہار (دار الخلافہ مالوہ)۔ تھانیسر۔ جالندھر۔ پنجور۔ میرٹھ۔ پانی پت۔ کینتھل۔ سنام کا ذکر کرتا ہے۔جو اب بھی مشہور مقامات ہیں؛

قانونی مقدمات

قانونی مقدمات کے بارہ میں بھی البرونی کہتا ہے۔ کہ عموماً تحریری عرضی دعوے و استغاثے لینے کا دستور تھا۔ مگر تاہم زبانی عرضیاں بھی سماعت میں آتی تھیں۔ ہندوؤں کے قانون سزا کے متعلق البرونی کی تحریر بہت دل چسپ ہے۔وہ لکھتا ہے۔ کہ اس بارہ میں ہندوؤں کے رواجات بہت کچھ عیسائیوں سے مشابہ ہیں۔ عیسائیوں کی طرح ہندو بھی سزا دینے کے قائل نہ تھے۔ اور کسی صورت میں جان لینے کو روا نہ سمجھتے تھے۔ اُن کا خیال تھا۔کہ دشمن سے بدلا لینے کی جگہ اُس کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ اور اُس پر احسان کرنا چاہئے۔ گویا وہ بھی اس مقولہ پر جاندادہ تھے۔ کہ اگر کوئی تمہاری ایک گال پر تھپڑ دے۔تو تم دوسری گال اُس کے سامنے کر دو۔ اگر کوئی تمہارا ایک کپڑا چرا لے۔تو تم دوسرا بھی اُس کی نذر کر دو۔ البرونی لکھتا ہے۔ کہ فلسفانہ حیثیت سے یہ تعلیم بے شک نہایت نیک اور

اعلیٰ ہے۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ سب انسان فلاسفر نہیں۔ دنیا میں جاہلوں اور قصور کرنے والوں کی کثرت ہے۔ سو اِن لوگوں کو بلا تلوار و چابک کی امداد کے راہِ راست پر رکھنا نا ممکن ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کو بھی کونسٹن ٹائن فتحمند کے زمانے کے بعد ایسا ہی کرنا پڑا۔ اور اغلب ہے۔ کہ ہندوؤں کا پولٹیکل عروج بھی اسی نرمی کی وجہ سے زوال کو پہنچا[۱]٭

البرونی کے زمانے میں جو قانون سزا کا رائج تھا۔ اُس کے ذریعہ سے برہمن مجرموں کے ساتھ از حد نرمی سے سلوک ہوتا تھا۔ مثلاً اگر قاتل برہمن ہو اور مقتول کسی دوسری ذات کا۔ تو قاتل کے لئے صرف اس قدر سزا تھی۔ کہ وہ کچھ برت (روزے) رکھے۔ کچھ خیرات دے اور پوجا کرے٭

قتل برہمن۔ گاے کا ذبح کرنا۔ شراب پینا۔ زنا کاری خصوصاً باپ اور آچاریہ کی استری سے۔ یہ سخت سے سخت جرم سمجھے جاتے تھے۔ لیکن کسی حالت میں کسی جرم کے لئے برہمن اور کشتری کا قصاص جائز نہ تھا٭

مگر البرونی کی تاریخ کا سب سے بیش قیمت حصہ وہ ہے۔ جس میں وہ ہندوؤں کے علم و فضل کا تذکرہ کرتا ہے۔ اور جس کے اخیر میں وہ نہایت عزت سے یہ تحریر کرتا ہے۔ کہ ہندو بے شمار دیگر علوم (سائنس

[۱] دیکھو جلد اول صفحہ ۱۵۹٭

و لٹریچر) جانتے ہیں۔ اور اُن کا علم ادب قریباً قریباً بے پایاں ہے۔ میری جیسے واقفیت کے آدمی کی تو وہ فہم و خیال میں بھی نہیں آ سکتا"۔

البرونی اول نہایت تفصیل سے ہندوؤں کی مذہبی و روحانی لٹریچر اور اُن کی مذہبی اور روحانی فلاسفی کا ذکر کرتا ہے۔ ۱۸ پورانوں اور ۲۰ سمرتیوں کے نام درج کرتا ہے۔ مہا بھارت کی ۱۸ فصلوں (پرووں) کی فہرست دیتا ہے۔ اور پھر سنسکرت گرامر اور علم عروض کا تذکرہ کرتا ہے ؛

ویاکرن یعنی گرامر کی شاخ میں وہ ۸ نامور فاضل مصنفوں کا ذکر کرتا ہے۔ جن میں ہم پانینی منی کا نام بھی پاتے ہیں۔ اور باقیوں کا آج کل نشان نہیں ملتا۔ اس کے بعد وہ ہندوؤں کے علم ہیئت و جیوتش اور علم ہندسہ کا ذکر کرتا ہے۔ جیوتش و ہیئت میں وہ جملہ مستند سدھانتوں کے مسائل پر بحث کرتا ہے۔ اور اخیر[1] میں آٹھ ایسے مصنفوں کے نام لکھتا ہے۔ جن کی کتب اُس وقت بھی دستیاب نہ ہوتی تھیں ؛

البرونی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں کو مسئلۂ کشش ثقل معلوم تھا (جو بقول یوروپین لوگوں کے صرف پندرھویں صدی میں نیوٹن نے دریافت کیا)۔

[1] جلد اول صفحہ ۱۵۸ ؛

چنانچہ مشہور ہندو ایسٹرا نومر برہم گپت کی تحریر سے
البرونی مندرجۂ ذیل فقرہ نقل کرتا ہے :-
"تمام[1] وزن دار اشیا زمین پر قانون قدرت سے گرتی
ہیں۔کیونکہ زمین میں اُن کو کشش کرنے اور نیچے رکھنے
کی طاقت ہے (یعنی زمین کی یہ نیچر ہے)۔ جیسے
پانی کا نیچر ہے بہنا۔ آگ کا نیچر ہے جلانا۔ اور ہوا
کا نیچر ہے حرکت دینا"۔ اگلے فقرے میں برہم گپت
لکھتا ہے۔کہ "بیج کسی طرف پھینکے جاویں۔ وہ بلا شبہ
زمین پر واپس گرتے ہیں۔ اور کبھی زمین سے اوپر
نہیں جاتے"۔ اسی طرح ایک اور دوسرے ہندو ایسٹرا
نامر وراہا مہر نے بھی یہ لکھا ہے۔کہ "زمین ہر ایک
چیز کو جو اُس کے اوپر ہے کشش کرتی ہے۔ البرونی
یہ بھی لکھتا ہے۔کہ ہندو زمین کو گول مانتے تھے۔
اور زمین کو متحرک اور آسمان کو ساکن سمجھتے تھے۔
پولیس سدھانت سے یہ نقل کیا گیا ہے۔کہ "زمین
کے دو قطب ہیں۔ اور زمین اپنے محور کے گرد گھومتی
ہے۔ جس سے کہ مختلف حصص زمین پر مختلف اوقات
ہوتے ہیں۔ مثلاً جس وقت آفتاب بیسور اور لنکا میں
طلوع ہوتا ہے۔ اُس وقت یم کوٹی میں دوپہر ہوتی
ہے"۔ وغیرہ۔ زمین کا محیط بھی ہندو سائنس والوں

[1] جلد اول صفحہ ۲۷۲ ؎

کو معلوم تھا۔ چنانچہ ایک مصنف نے زمین کا گردا ۴۸۰۰ یوجن[1] کا تحریر کیا ہے ⁂

اس کے بعد البرونی ہندوؤں کے علم ہندسہ کا ذکر کرتا ہے۔ جس میں کہ وہ کل دنیا کی قوموں سے سبقت لے گئے تھے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ مجھے بہت سی قوموں میں جانے اور اُن سے ملنے کا اتفاق پڑا ہے۔ مگر میرے علم میں کوئی قوم الف (ایک ہزار) سے زیادہ گنتی کے الفاظ نہیں رکھتی۔ صرف ہندو قوم ہی ایسی ہے۔ جو ایک ہزار سے زیادہ گنتی کے الفاظ رکھتی ہے۔ اکائی سے شروع کرکے ہزار تک چار درجے ہندسوں کے آتے ہیں۔ (یعنی اکائی۔ دہائی۔ سینکڑا۔ ہزار) مگر ہندوؤں کو ۱۸ درجے معلوم تھے۔ آخری درجے کا نام پرارده تھا ⁂

ہندوؤں کی لکھائی یعنی حروف کی بابت البرونی لکھتا ہے۔ کہ ایک[2] دفعہ تو ہندوؤں میں سے لکھنے کا طریق جاتا

[1] یوجن کا فاصلہ ہم اوپر ایک جگہ لکھ چکے ہیں ⁂
[2] جلد اوّل صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲۔ یوروپین لوگوں کا خیال ہے۔ کہ بودھ زمانہ سے پہلے ہندوؤں کو لکھنا نہیں آتا تھا۔ کیا البرونی کی یہ تحریر اس معمہ کو حل نہیں کر دیتی۔ ورنہ ہم کیسے باور کر سکتے ہیں۔ کہ ایسی علم دوست اور فاضل قوم کو ہزارہا برس کی ترقی تہذیب میں لکھنا نہ آتا تھا ⁂

رہا تھا۔ اور لوگ بالکل بھول گئے تھے۔ کہ کس طرح لکھتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ لوگ ناخواندہ ہوکر گہری جہالت میں غرق ہو گئے۔ اور علم و فضل سے بالکل بے بہرہ ہو گئے تھے۔ حتےٰ کہ (رشی) ویاس پسر پراشر نے پھر بذریعۂ الہام کے ۵۰ حروف دریافت کئے۔ ہر ایک حرف کو اکشر کہتے ہیں ؞

البرونی کی قلم سے لکھی ہوئی مندرجۂ بالا تصنیف ہندوؤں کی اُس اعلےٰ تہذیب کی شہادت دیتی ہے۔ جو اُن کے پولٹیکل تنزل سے پہلے اُن کو حاصل تھی۔ مگر اس تاریخ کو مکمل بنانے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نقص اور عیب بھی لکھے جاویں۔ جو اُس وقت کے ہندوؤں میں پائے جاتے تھے ؞

ایک موقعہ پر البرونی نہایت افسوس سے لکھتا ہے۔ کہ ہندوؤں میں یہ نہایت مذموم دستور ہے۔ کہ اعلےٰ سے اعلےٰ درجے کی علمی صداقتوں اور سائنٹیفک (علمی) اصولوں میں کچھ نہ کچھ گپ اور فسانہ ضرور داخل کر دیتے ہیں۔ اور اُس کو ایسا ملا دیتے ہیں۔ کہ اصل جوہر کو مزخرفات سے نکالنے میں بڑی دقت ہوتی ہے ؞

دوسرے یہ کہ بعض چالاک آدمی بذریعہ ہٹ یوگ کی سدھیون۔ رسائن ودیا اور نیز منتر جنتر کے عوام کی جہالت اور اُن کی زود اعتقادی سے بہت فائدہ اُٹھاتے تھے ؞

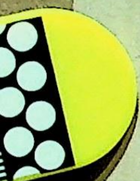
تیسرے یہ کہ عوام کو پھلت جیوتش پر بہت اعتقاد تھا۔ اور عوام و خاص اُس کے جال میں پھنسے ہوئے تھے ؛

البرونی ہندوؤں کی تنگ دلی کی شکایت کرتا ہے۔ جس کی وجہ اُس کی راے میں یہ تھی۔ کہ اُس زمانہ کے ہندو سفر نہ کرتے تھے۔ اور دوسری قوموں سے میل ملاپ پیدا نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ (بقول البرونی) اُن کے بزرگوں میں یہ عادات نہ تھیں ؛

البرونی کے ہندوستان میں آنے سے پہلے اُس نفرت کی بنیاد پڑ چکی تھی ۔ جو اُس کے بعد آج تک ہندوؤں کو غیر قوموں سے چلی آتی ہے۔ اُس وقت کے ہندو بھی ملیچھ لوگوں سے ملنا جُلنا۔ اُن کے ہاتھ کا چھوُا ہؤا کھانا پاپ سمجھتے تھے۔ اُن کو اپنے حلقہ میں شامل کرکے اپنے مذہب اور اپنے علوم کی تعلیم دینے کا تو کیا ذکر ہے ؛

البرونی لکھتا ہے۔ کہ محمود کے حملوں نے ملک کو ویران کر دیا۔ اور ہندوؤں کو خاک میں ملا دیا۔ جس کا ایک نتیجہ تو یہ ہؤا۔ کہ تمام ہندو علم و فضل اُن مقامات میں پناہ گزیں ہؤا۔ جو فی الحال ہماری (یعنی مسلمانوں کی) دست بُرد سے محفوظ ہیں۔ اور جس کا دوسرا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کو غیر قوموں سے سخت نفرت اور عناد پیدا ہو گیا" ؛

البرونی ہندوؤں کی خود بینی اور اُن کی
ضعیف الاعتقادی کی بھی جگہ جگہ شکایت کرتا ہے۔
اور لکھتا ہے۔کہ اگر کوئی علم و ہنر کسی ہندو
کو آتا ہو۔ تو وہ عموماً اپنے رشتہ داروں اور ہم ذات
آدمیوں سے باہر کسی غیر کو اُس کی تعلیم نہیں دیتا۔
افسوس ان بد عادات نے ہندوؤں کی تمام عظمت
کو خاک میں ملا دیا۔



HISTORY OF INDIA

PART I

OR

BRIEF SKETCH OF ANCIENT ARYAN CIVILIZATION,

(UP TO THE MAHOMMEDAN INVASION)

(*Compiled from reliable sources*)

BY 1898

LALA LAJPAT RAI,

Pleader, Chief Court

LAHORE.

"MUFID-I-AM PRESS," LAHORE.

Price 8 Annas.



History Of India

1898

